بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کرن چوہدری نے یہ ناول (محبت فرض ہے تم پہ) صرف اور صرف نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاہے۔اس ناول (محبت فرض ہے تم پہ) کے تمام جملہ وحقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے،ڈائجسٹ،سوشل میڈیا،ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ:نیوایرا میگزین

New Era

"یہ لیں خالہ یہ بورڈ بھی ٹھیک ہو گیا ہے۔" رشی سٹول سے اترتے ہوئے بولی۔

"بہت شکریہ بیٹی، یہ پنکھا بھی دیکھ دو بہت آہستہ چلتا ہے، بلکہ کہہ لو دھکا سٹارٹ ہے۔" خالہ تفصیل سے بولی تو رشی ان کی بات سن کے مسکرا دی۔

"بہت اچھا کیا جو تم نے یہ کام سیکھ لیا۔ غیر مردوں کو گھر بلانا پڑتا تھا۔" خالہ کی بات سن کے وہ کھلکھلا کے ہنس دی۔

وہ پنکھا کھول رہی تھی جب گیٹ ہلکا سا چرچرایا۔ رشی نے مڑ کے دیکھا تو ایک خوش شکل نوجوان گھر میں داخل ہوا۔ وائٹ شرٹ کے ساتھ بھوری پینٹ پہنے سفری بیگ کندھے پہ ڈالا ہوا تھا۔ نوجوان کی نظریں رشی سے ملی تو اس کے چہرے پہ شناسائی کی رمق ابھری۔

"سلام امی جان۔" وہ بولا۔

"وعلیکم سلام۔ کیسا ہے میرا بچہ۔" خالہ والہانہ چومنے لگیں تو رشی اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔ ان کے ملنے ملانے تک وہ پنکھا کھول چکی تھی مختلف تاریں الٹتے پلٹتے وہ کپیسٹر تک جا پہنچی۔ بیگ سے نیا کپیسٹر لے کر بدل دیا اور پنکھا چلا کے دیکھا۔

نوجوان صحن میں بیٹھا اس کی ہر حرکت بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔

"یہ لو گرما گرم کھانا۔" خالہ نے ٹرے اس کے آگے رکھی وہ تو وہ صحن میں بنے سنک کی طرف بڑھ گیا۔ ہاتھ دھوئے اور کھانے میں مصروف ہو گیا۔

"رشی بیٹا میں بتانا ہی بھول گئی۔" وہ پیشانی پہ ہاتھ مارتے ہوئے بولیں۔

"یہ میرا بیٹا ہے ارمان، فوج میں میجر ہے۔" وہ فخریہ لہجے میں بولیں۔

رشی نے ایک مسکراتی نظر اس پہ ڈالی اور دوبارہ تاروں پہ ٹیپ لپیٹنے لگی۔ارمان اسے مسکراتا دیکھ الجھ سا گیا۔

''کبھی وہ اس کے پھرتی سے چلتے ہاتھ دیکھتا تو اسے اپنا گمان درست لگتا جب اسے مسکراتا دیکھتا تو الجھن میں پڑ جاتا۔

وہ اسے کھوجتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔نا تو اسکی آنکھوں میں وحشت تھی اور نا سپاٹ چہرے پہ چھائی سرد مہری بلکہ وہ تو مسکرا رہی تھی۔ارمان نے یاد کرنے کی کوشش کی پر ناکام رہا وہ کبھی مسکرائی ہی نہیں تھی۔

''خالہ ٹھیک ہو گیا اب میں چلتی ہوں۔''سارے اوزار بیگ میں ڈالتے وہ بولی۔

''اللہ خوش رکھے تجھے بیٹا،پیسے میں دے آوں گی۔''رشی مسکراتی باہر نکل گئی اور خالہ کچن میں،ارمان تیزی سے اس کے پیچھے لپکا۔شام کا اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔

''واٹ آر یو ڈوائینگ ہیر کیٹ۔''سختی سے اس کا بازو دبوچتے ارمان نے اسے دیوار کے ساتھ لگا دیا۔

رشی کا دل اچھل کے حلق میں آ گیا۔

''کیا مطلب ہے تمہارا۔''رشی دباد با چلائی۔

''چھوڑو مجھے ورنہ بہت برا حال کروں گی تمہارا،دو قدم پیچھے رہ کے بات کرو۔''رشی نے چھڑانے کی کوشش کی پر ارمان شعلہ بار نظروں سے گھور رہا تھا۔

''میرا پیچھا کیوں کر رہی ہو تم۔''ارمان اسکا منہ دبوچتے ہوئے بولا۔

رشی نے ایک پنچ اس کے پیٹ میں دے مارا پر وہ ٹس سے مس نا ہوا بلکہ اسکی گرفت اور مضبوط ہو گئی۔

"یہاں کیوں آئی ہو۔" ارمان نے اپنی بات پہ زور دیا۔

رشی نے اسکی ٹنگ میں ٹانگ اڑا کے جھٹکا دیا ارمان لڑکھڑایا رشی نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دوسرا وار اسکے منہ پہ کیا ارمان پیچھے کو ہٹ گیا رشی اسکی گرفت سے آزاد ہو گئی۔

"تمہارے جیسے دماغ سے پیدل کو آرمی میں میجر کا رینک کس نے دے دیا۔" کراٹوں کے سے انداز میں کھڑی وہ غرائی۔

اس کے وار سے ارمان کا گمان مزید پختہ ہو گیا۔

"میجر کیٹ ماننا پڑے گا تمہیں، ایجینٹ ہونے کے ساتھ اچھی اداکار بھی ہو، پر تمہاری اداکاری میرے سامنے نہیں چلے گی۔" ارمان شعلہ بار لہجے میں بولا۔

"تم سٹھیا گئے ہو، میں کوئی میجر نہیں ہوں۔" رشی کو اسکی دماغی حالت پہ شک ہوا۔

اس نے جھک کے بیگ اٹھایا اور غصے سے اس کی طرف دیکھا۔

"تم نے رشا التنساء پہ ہاتھ اٹھایا اس کا انجام تم بھگتو گے میجر۔" انگلی اٹھا کے وارن کرتی وہ نکل گئی۔

****

جدید طرز کے بنے بنگلے کی پانچویں منزل کی ریلنگ پر پیر جمائے وہ پول کی جانب متوجہ تھی۔

اسکی آنکھوں میں ڈر تھا نا خوف جزبات سے عاری چہرہ سپاٹ تھا۔ اس نے نگاہیں گیٹ تک

بڑھائیں گیٹ سے آتی سڑک پول کے پاس آکر خم کھاتی ہوئی اندرونی دروازے تک جاتی تھی۔اس نے رخ موڑا اور چھت کی جانب گھوم گئی۔بازو پھیلائے خود کے ہوا کے میں چھوڑ دیا اور پول میں جا گری سپاٹ چہرے پہ خوف کا سایہ تک نا لہرایا۔

پول میں دو منٹ تک سانس روکے کھڑی رہی پھر باہر نکل آئی۔

اندرونی دروازے کہ پاس سے گزرتے اس نے گہری نظر دروازے پر ڈالی اور پھرتی سے ریلنگ پہ چڑھتی ہوئی تیسری منزل پہ پہنچ گئی اور ریموٹ کا بٹن پریس کیا تو کھڑکی نیلگوں شیشہ ہٹتا چلا گیا۔

وہ سرعت سے چلتی اندر آئی اور ٹاول سے بالوں کو خشک کیا۔

کھڑکی کے ساتھ رکھے بیڈ پر تین سے چار موبائل پڑے تھے۔چھوٹا سیاہ رنگ کا موبائل تھر تھرایا اس نے سائڈ ٹیبل کے دراز پر ہاتھ رکھا تو دراز کھلتا باہر آگیا۔اس نے قیمتی سمارٹ فون چھوڑ سارے فون اندر رکھے اور ایر وائس ڈیوائس نکال کان میں اڑسی۔

کالر کی بات سنتے وہ الماری سے کپڑے نکالتی واشروم کی طرف بڑھی ایک منٹ کے اندر اندر وہ پوری تیاری سے کمرے کی کھڑکی سے کودتی پنجوں کے بل زمین پر بیٹھی۔بنا مڑے ریموٹ کا بٹن پریس کیا کھڑکی کا نیلگوں شیشہ بند ہوگیا۔آگے بڑھتے اس نے دوسرا بٹن پریس کیا الٹرا ریز کا ایک جال پورے بنگلے کے گرد بکھر گیا جو صرف مخصوص گاگلز سے نظر آسکتی تھیں۔گیٹ کے پاس رک اس نے ایک نظر گیٹ کا جائزہ لیا جسے کھلے عرصہ ہوگیا تھا۔

New Era Magazine

وہ پھرتی سے دیوار پھلانگتی سڑک پر آگئی۔ریموٹ کا تیسرا بٹن پریس کیا بنگلے کے گرد بنی دیواروں پر ان ریز کا جال دیواروں سے دس فٹ اونچا کھڑا ہو گی۔

وہ سڑک کے کنارے دوڑتی چلی گئی پورے پانچ منٹ میں وہ شہر سے دس کلو میٹر دور ساحلی علاقے میں پہنچ گئی۔زیر تعمیر عمارت کی تیسری منزل پر پہنچ اس نے اپنے جدید لینز آنکھوں میں سیٹ کیے اور دو کلو میٹر دور سڑک پہ ہوتی کارکردگی دیکھنے لگی۔

کنٹینر آگے بڑھا تو وہ لوگ برق رفتاری سے سیاہ لینڈ کروزر کی طرف بڑھے۔اس نے بیگ سے ڈیجیٹل تیر نکالے اسے ایمونیشن کیمیکل میں بھگو کر نشانہ سیٹ کیا اور چھوڑ دیا۔دوسرے سیکینڈ میں سڑک پہ ایک زوردار دھماکا ہوا اور لینڈ کروزر ہوا میں اڑتی ہوئی زمین بوس ہو گئی۔

دوسرے تیر پر پاکستانی پرچم لپیٹے اس نے درخت کا نشانہ لگاتے چھوڑ دیا۔وحشت زدہ آنکھوں میں نمی کی ایک پتلی لہر آئی دوسرے لمحے آنکھیں پہلے کی طرح سخت تاثرات دینے لگیں۔

وہ قلابازیاں لگاتی تیسری منزل سے نیچے آئی اور سڑک کی اور دوڑنے لگی۔

کنٹینر کے پیچھے پہنچ ایک ہی جست میں وہ کنٹینر کی سیڑھیوں سے لٹک گئی اور اوپر چڑھ کے اگلی سائڈ کی بائیں طرف آگئی۔بائیں طرف لٹک کے دروازہ کھولا اور ڈرائیور کے ساتھ بیٹھے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔ڈرائیور کے پسینے چھوٹ گیے۔اگلے لمحے وہ سڑک پہ پڑا زندگی کی آخری سانسیں گن رہا تھا۔

کنٹینر کو اسکی اصل جگہ پہنچائے وہ مطمئن ہو کے گھر آگئی۔اسکی زندگی ایسی ہی تھی میکانکی سی احساسات جزبات کا اس کی زندگی میں نام و نشان نہیں تھا۔

New Era Magazine

جزبات کے لیے دل کا زندہ ہونا ضروری ہوتا ہے۔ کبھی کبھی قسمت کی ستم ظریفیاں اس قدر بڑھ جاتیں ہیں کہ دل مردہ ہو جاتا احساسات کا آئینہ ٹوٹ کر بکھر جاتا ہے اور انسانی زات احساسات سے دستبردار ہو جاتی ہے۔

***

"آؤ میجر۔" کرنل صاحب اسے دیکھ مسکرائے۔

"ان سے ملو یہ ہماری بہت ہونہار ایجینٹ ہیں میجر کیٹ۔" کرنل صاحب نے کیٹ کی طرف دیکھ کے مسکرائے وہ سپاٹ چہرہ لیے چائے کے گھونٹ لیتی رہی۔

"نائس ٹو میٹ یو میجر کیٹ۔" میجر ارمان چائے کا کپ پکڑتے ہوئے اخلاقاً مسکرایا پر کیٹ کے چہرے کی سرد مہری ہنوز قایم رہی۔

"سر کچھ ضروری کام تھا آپکو۔" میجر ارمان مدعے پہ آیا۔

"ہمم۔۔۔امپورٹنٹ کیس ہے ایک۔" وہ چائے کا سپ لینے کو رکے۔

"پاکستان میں جو کینڈیز امپورٹ ہو رہی ہیں، ان میں ڈرگز کی ملاوٹ ہو رہی ہے، بہت سارے علاقوں میں بچے ان کینڈیز کا شکار ہو گئے ہیں۔" وہ لیپ ٹاپ آن کرتے ہوئے بولے۔

"اہم ذرائع سے خبر ملی ہے کہ ایسی کینڈیز ساحلی علاقوں کے ذریعے سپلائے کی جا رہی ہیں۔" وہ انکا چہرہ دیکھتے ہوئے بولے۔

''اور چیکنگ کے بعد جو ساحلی علاقہ مارک کیا گیا ہے وہ ہمارے علاقے میں آتا ہے۔''وہ سانس لینے کو رکے۔

''اگر وہ کینڈیز امپورٹ ہو رہی ہیں پھر تو یہ انٹرنیشنل پرابلم ہے۔''ارمان نے کہا۔

''اتنی کینڈیز کو امپورٹ کرنا آسان نہیں، پاکستان میں بھی کوئی پلانٹ ہو گا۔''کیٹ نے رائے دی۔

''ہمم۔۔۔۔تم دونوں کو اس علاقے کے ہر سٹور کی ہر کینڈی کا سیمپل لینا ہے۔''تاکہ پتا لگ سکے کتنی کینڈیز امپورٹڈ ہیں اور کتنی پاکستان میں تیار ہوئی ہیں۔''کرنل صاحب نے کہا تو دونوں نے اثبات میں سر ہلایا اور اگلا پلان سننے لگے۔

''کل دو کنٹینرز آئے تھے، ایک کسی نے بیس پہ پہنچا دیا ہے اور دوسرا ان کے اڈے پہنچ گیا۔''

کرنل صاحب کیٹ کو دیکھ مسکرائے پر وہ لیپ ٹاپ میں موجود انفارمیشن دیکھتی رہی۔

''اوکے سی یو سون بوتھ ایٹ آفس فار فردر انفارمیشن اینڈ پلانز۔''کیٹ اٹھی اور بے تاثر لہجے میں بولتی کرنل ہاؤس سے نکل گئی۔

ارمان اسکے لہجے سے سخت متعجب تھا۔

''ڈونٹ وری ارمان، وہ ایسی ہی ہے جزبات سے عاری پر بہت ٹیلینٹڈ اور زہین ہے کل رات ایک کنٹینر اسی نے اڑایا تھا، دو کلو میٹر پر منٹ ہے اسکی سپیڈ کراٹے کی چیمپین ہے، تب ہی تو اکیس سال کی عمر میں میجر کے عہدے پہ فائز ہے۔''کرنل صاحب نارمل سے بولے۔

''کیٹ نام ریئل ہے اسکا۔''ارمان بولا۔

"ریئل نام وائلڈ کیٹ ہے۔" کرنل صاحب مسکائے۔

"واقعی جنگلی بلی لگتی ہے۔" ارمان ہنسا۔

"وہ کسی پہ بھروسہ نہیں کرتی، اس لیے ہر قدم سوچ سمجھ کے اٹھانا، بچوں کی زندگی کا نہیں ہماری نسل کا سوال ہے، جانتے ہو ہم میں اور کیٹ میں کیا فرق ہے۔" کرنل صاحب سنجیدہ ہوئے۔

ارمان انہیں بغور سننے لگا۔

"ہم پلان بناتے ہیں ڈسکس کرتے ہیں اور باقی کل پہ چھوڑ کے سکون سے خواب خرگوش کے مزے لیتے ہیں، لیکن کیٹ۔" وہ بغور اسے دیکھتے ہوئے بولے۔

"وہ اسی لمحے کام پہ لگ جاتی ہے، اب بھی وہ کچھ نا کچھ کرکے آئے گی، صبح تک اہم معلومات ہونگی اسکے ہاتھ۔" کرنل صاحب مسکرائے جبکہ ارمان مسکرا بھی نا سکا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ان سے اجازت لیتا نکل آیا۔

**

وہ علی الصبح جاگنگ کی غرض سے محلے کے ساتھ ساتھ جاتی سڑک پہ دوڑنے لگا اسکی سوچوں کا محور رشکا التنسا ئتھی،

وہ دوڑتا ہوا آرہا تھا جب اسکی نظر سڑک کنارے سفید کالج یونفارم میں ملبوس رشی پر پڑی۔

"اسلام علیکم۔" وہ اس کے قریب آتے ہوئے رک کے بولا۔

رشی نے غصے سے منہ موڑا۔

New Era Magazine

''وہ میں رات کے لیے سوری بولنا چاہتا ہوں، مجھے غلط فہمی ہو گئی تھی، میری جگہ کوئی بھی ہوتا تو ایسے ہی کرتا۔''ارمان شرمندہ سا بولا۔

رشی نے ایک اچٹتی سی نظر اس پہ ڈالی اور بس کی راہ دیکھنے لگی۔

''آپکی حرکتیں ہی ایسی تھی کہ نارمل لڑکی کا گمان مشکل ہو گیا تھا۔''اسے خاموش پا کر ارمان پھر سے بولا۔

''کہنا کیا چاہتے ہو تم۔ میری حرکتوں سے کیا مراد ہے۔''رشی چیخی۔

''یہی کہ ایک عام لڑکی ملکینک تھوڑی نا ہوتی ہے اور ایسے پنچرز ایک ایکسپرٹ ہی مار سکتا ہے۔'' ارمان فٹ سے بولا۔

''میں عام ہوں بھی نہیں مسٹر ارمان ملک، میں رشکا التنسا ہوں اور کل تم نے مجھے میجر کہا تھا الحمدُ للہ ایک دن میجر بنوں گی۔''چٹکی بجاتے وہ اسے انگلی دکھا کے بولی۔

''اچھا۔''ارمان اسکی باتوں سے محظوظ ہوا۔

''کالج جا رہی ہیں۔''ارمان نے موضوع بدلا۔

''نہیں مچھلیاں پکڑنے۔''منہ ٹیڑھا کر کے بولی۔

''ارمان کا قہقہہ بلند ہوا۔

رشی ے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا تو اسکی ہنسی کو بریک لگی۔

''مجھے معاف کر دیا نا۔''ارمان بولا۔

New Era Magazine

''نہیں۔۔۔اتنی آسانی سے نہیں۔۔معافی چاہیے تو میرا ایک کام کرنا ہوگا۔''رشی کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

''جوئیں نکالنے کامت بولنا۔۔۔مجھ سے نہیں ہوگا۔''ارمان ہنسی دباتے ہوئے بولا۔

''گوٹو ہیل۔۔۔جوئیں پڑیں تمہارے۔۔تمہاری بیوی کے تمہارے بچوں کے تمہارے پوتوں کے ان کے پوتوں کے۔''رشی تپ کے بولی اور بولتی چلی گئی جبکہ ارمان ہنس ہنس کے دوہرا ہو گیا۔

''آئی کین بلیوڈیٹ یو آرناٹ کیٹ۔''ہنستے ہوئے بول گیا۔

''ویسے ایک مشورہ دوں تمہیں،پاکستان کا ایک علاقہ ہے خیر اب تو ہر جگہ کیمپ لگتے ہیں پر مجھے اس جگہ کے علاج پہ یقین ہے تو میں کہہ رہی تھی فیصل آباد کے ساتھ دالووال کا آئی کیمپ لگتا ہے وہاں سے اپنا علاج کرواؤ۔۔۔۔تمہیں میں اتنی پیاری سی لڑکی بلی لگتی ہوں۔''جل کے بولتی وہ بس کی طرف متوجہ ہوئی۔

بس آہستہ ہوئی تو وہ دوڑ کے چلتی بس میں سوار ہوگئی۔

''اف۔۔۔۔یہ کیٹ نہیں ہے تو اس کے جیسی شکل اسکے جیسی حرکتیں کیوں کرتی ہے۔'' ارمان سوچنے لگا۔

''پتہ لگانا پڑے گا اس کا اس سر پھری سے کیا تعلق ہے۔''دور جاتی بس کو دیکھ کر بڑبڑایا۔

''بٹ شی از کیوٹ،تھوڑی مغرور لگتی ہے پر اتنا غرور تو جچتا ہے حوا کی بیٹی پر۔''اپنی بات پہ خود ہی مسکراتا وہ محلے کی طرف چلنے لگا۔

***

کرنل صاحب کے آفس میں کیس ڈسکس کرتے ارمان کی نظر کیٹ کی گرین آنکھوں پہ گئی۔

''کل تو یہ آئیز او شین کلر کی تھیں۔'' وہ سوچ سکا اور سر جھٹک مختلف سٹورز کی نشاندہی کرنے لگا جبکہ کیٹ ان کے مختلف ایریاز کو ٹک مارک کر رہی تھی۔

''چلو سیمپل کلیکٹ کرنے کے بعد انکے ایریاز کا جائزہ لیتے ہیں۔'' ارمان بولا تو کیٹ سٹور سے قریبی پارک کا پتہ بتاتی آفس سے نکل گئی۔

پانچ منٹ بعد دونوں پارک کی سنگی بینچ پہ بیٹھے سٹورز کے بارے میں ڈسکس کرتے اٹھ گئے۔

پارک کی روش پر چلتے دونوں پر دیکھنے والوں کو کپل کا سا گمان گزرتا۔

وائٹ شرٹ کے اوپر لیدر کی براؤن جیکٹ اور ساتھ بھوری جینز پہنے ارمان اور فل وائٹ سوٹ میں ملبوس کیٹ کمر تک آتے بھورے بالوں کو آگے گرائے ارمان کے ساتھ چلتی خوبصورت لگ رہی تھی اس کی آنکھوں کا ہیزل کلر اسکے چہرے کو چار چاند لگا رہا تھا گر ہونٹوں پر گہری سنجیدگی کی جگہ مسکراہٹ ہوتی تو اس کا حسن مکمل ہوتا۔ ارمان کی نظر اس کے لمبے بالوں پر گئی تو مسکرا دیا۔

''کل پونی میں مقید اس کے سیاہ ریشمی بال بمشکل کندھوں سے بمشکل نکل رہے تھے۔ مختلف سٹورز سے سیمپل کلیکٹ کرنے کے بعد وہ اس علاقے کے سب سے مہنگے سٹور میں تھے۔

''مسکرانے میں کیا حرج ہے،'' وہ کیٹ کو بغور دیکھتے ہوئے بولا۔

''فوکس آن ورک۔''مختصر مگر سخت لہجے میں بولتی وہ آگے نکل گئی ارمان کا منہ کھل گیا۔

''عجیب لڑکی ہے۔''وہ بڑبڑاتا سٹور سے نکلا۔

سیمپل کلیکٹ کر کے فارینسک لیب میں دے کر اُن کارخ ان کے اڈے کھوج نکالنا تھا۔

**

ارمان ہاتھ میں کھیر کی پلیٹ پکڑے رشی کے دروازے پہ جا کھڑا ہوا۔

بیل بجا کہ وہ ایک طرف ہو گیا۔

دروازہ کھلنے پر وہ ادب سے سامنے آیا۔

''اسلام و علیکم خالہ۔''وہ ادب سے بولا۔

''وعلیکم سلام، کون ہو آپ۔''خالہ جان ناسمجھی سے بولیں۔

''میں ساتھ والے گھر سے آیا ہوں، آپ کی بیٹی مکینک ہے نامی جان نے اس کے لیے کھیر بھیجی ہے۔''ارمان تفصیل سے بولا۔

''اوہ۔۔۔اچھا۔۔آؤ اندر بیٹا۔''وہ اسے اندر لے آئیں۔

''بیٹھو بیٹا۔''وہ صحن میں رکھی چارپائی کی طرف اشارہ کرے بولیں اور پلیٹ لیے کچن کی طرف بڑھ گیں اور خالی پلیٹ کے ساتھ چائے اور دیگر لوازمات بھی لے آئیں۔

''اسکی کیا ضرورت تھی خالہ جان۔''وہ شرمندہ ہوا۔

''کیوں ضرورت نہیں تھی اسکی، کوثر بہن نے میری رشی کے لیے اتنی محبت سے کھیر بھیجی اور میں ان کے بیٹے کو چائے بھی نا پوچھتی۔''وہ ہنستے ہوئے بولیں۔

''ہمم۔۔۔شکریہ خالہ۔۔۔بہت مزے کی چائے ہے''وہ چائے کے ہلکے سپ لیتے ہوئے بولا۔

''آپ کی بیٹی رشی مکینک ہے، مطلب آج تک کوئی لڑکی مکینک نہیں بنی ناتو وہ کیسے۔''اپنی بات ادھوری چھوڑ وہ انہیں دیکھنے لگا۔

''اسے شوق تھا ہر کام سیکھنے کا،گھر کے ہلکے پھلکے کام خود ہی کرتی تھی پھر آہستہ آہستہ سارا سیکھ گئی۔''خالہ نے تفصیل سے کہا تو وہ مسکرا کے سر ہلا گیا۔

''رشی اکلوتی بیٹی ہے آپکی۔''وہ مدعے پہ آیا۔

''ہاں۔۔رشی کی پیدائش کے بعد مسئلے بن گئے اور بس رشی ہی ہماری دنیا بن گئی''وہ افسردہ ہو گئیں۔

''اوہ۔''اس نے لب سکوڑے۔

''کیا کرتی ہے رشی۔''اگلا سوال پوچھا۔

''کالج جاتی ہے بی ایس سی کے دوسرے سال میں ہے اس کے بعد اکیڈمی شام میں گھر آتی ہے تو محلے میں کبھی کوئی لے جاتا ہے کبھی کوئی۔''وہ برتن اٹھا کے بولیں اور کچن کی طرف چلی گئیں۔

''اچھا۔۔۔خالہ میں چلتا ہوں۔''وہ اٹھتے ہوئے بولا اور سلام کرتا ان کے گھر سے نکل گیا۔

کالج کا پتہ کروا کے وہاں پہنچا تو وہ واقع کالج کی سٹوڈنٹ تھی۔

کالج سے نکلنے کے بعد وہ اکیڈمی کے لیے نکلی ارمان دور سے اسکا پیچھا کر رہا تھا۔

New Era Magazine

وہ ایک عمارت میں گھس گئی، ارمان بھی اس سے فاصلہ رکھ کر اسکے پیچھے پیچھے تھا۔

سیکینڈ فلور پر وہ ایک دروازہ دھکیلتی اندر داخل ہو گئی۔

دروازے کے اوپر لگے بڑے سارے پینا فلکس کو دیکھ ارمان کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔

"واٹس رونگ ودھر۔۔۔۔۔ شی از رئیلی میڈ لائک کیٹ۔" وہ سخت جھنجھلایا۔

"اگر یہ کیٹ نہیں تو یہاں کیا کر رہی ہے۔" وہ دروازے کے باہر ادھر ادھر چکر کاٹتے ہوئے بولا۔

"نہیں یہ کیٹ نہیں ہو سکتی۔" دوسری منزل کی ریلنگ پکڑے وہ بڑبڑایا۔

"کیٹ کے اور اس کے انداز میں کافی فرق ہے، یہ بولے تو بریک کے بغیر بولتی ہے جبکہ کیٹ۔۔۔ وہ تو ضرورت کے تحت بمشکل بولتی ہے۔" وہ مزید الجھ گیا تھا۔

جھنجھلا کا واپس آ گیا۔

****

"سر یہ انکی پوری انفارمیشن ہے، یہ ان کے مختلف اڈے ہیں۔" ایل ای ڈی سے پین ڈرائیو کنیکٹ کر کے وہ انہیں اپ ڈیٹ کر رہا تھا۔

"یہ اس گینگ کے کچھ آدمی ہیں سر۔" وہ ایک ایک کر کے تصاویر دکھانے لگا۔

"سٹاپ اٹ۔" ایک تصویر پر کیٹ یکدم بولی۔

"دس ون از گینگ لیڈر۔" کیٹ بولی تو ارمان نے اثبات میں سر ہلایا۔

''پر یہ اصل مہرہ نہیں ہے سر،اس کے بھی اوپر کوئی ہے۔''کیٹ نے کہا تو ارمان نے اثبات میں سر ہلایا۔

''سر یہ پاکستانی نہیں ہے،ہی از فرام برازیل،یہ پاکستان آیا تھا جب اس پر دہشت گردی کا الزام لگا کر اسکا پاسپورٹ ضبط کر لیا گیا تھا اور جیل میں ڈال دیا گیا،کسی طرح جیل سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا اور گینگسٹر کے ہتھے چڑھ گیا اور پاکستان کے خلاف اپنی نفرت کو استعمال کرنا شروع کر دیا۔''ارمان نے ساری تفصیل ان کے گوش گزار دی۔

''ساری انفارمیشن کلیکٹ کرو اور ریڈ کرو۔''کرنل صاحب نے کہا تو ارمان نے نفی میں سر ہلایا۔

''نہیں سر ہمیں اس فارنر تک پہچنا ہے جو اس سب کا سرا ہے۔''ارمان سنجیدگی سے بولا۔

''پر تب تک یہ کینڈیز ایسے ہی چلتی رہیں گی کیا۔''کرنل صاحب کو انکا مشورہ پسند نا آیا۔

''نو سر ہم ان کے گینگ میں شامل ہوں گے اور نشہ آور کینڈیز کو عام کینڈیز کے ساتھ ایکسچینج کریں گے،اسی طرح کی کینڈیز بنوانی ہوں گی۔''ارمان نے اگلا پلین بتایا تو کرنل صاحب نے اثبات میں سر ہلایا۔

''سر ان کی یہاں پانچ فیکٹریاں ہے ابھی مزید کے لیے جگہ کی تلاش جاری ہے۔''کیٹ نے فیکٹریوں کی تصویریں دکھائی.

New Era Magazine

''گڈ جاب میجرز، ہیڈز کو تم دونوں کوئی آرڈر کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آنے دے رہے، تمہاری اسی قابلیت کے بل بوتے پر یہ کیس تم دنوں کے سپرد کیا ہے، وہ تمہارے کام سے بہت متاثر ہیں۔'' کرنل صاحب مسکرائے۔

''آگے کیا پلین ہے۔'' کرنل صاحب نے پوچھا۔

''ان کے گینگ میں شمولیت اختیار کر کے انہیں انجام تک پہنچانا ہے تا کہ دوبارہ کوئی پاکستان کے بارے میں ایسا سوچنے سے بھی ڈرے۔'' کیٹ اپنے مخصوص لہجے میں کرختگی سے بولی۔

ارمان نے اسکی ہاں میں ہاں ملائی۔

''اوکے۔ آل دا بیسٹ۔'' کرنل صاحب مسکرائے اور انہیں نیکسٹ اپڈیٹ دے کر نکل گئے۔

ارمان لیپ ٹاپ میں مصروف ہو گیا جبکہ کیٹ کھڑکی کے نزدیک جا بیٹھی اور کافی کا کپ لبوں سے لگا لیا۔

کرنل صاحب نے انہیں کام کرنے کے لیے یہ خفیہ آفس دیا دیا تھا جو جنگل کے بیچ و بیچ تھا۔

کھڑکی سے اندر آتے سانپ کو کیٹ بغور دیکھ رہی تھی جب ارمان کی نظر پڑھی۔

''کیٹ آر یو میڈ'' کاٹ لے گا یہ۔'' ارمان نے اسے کھینچ کر وہاں سے ہٹایا۔

کیٹ کو اپنے پیچھے کیے وہ کسی چیز کی تلاش میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا تا کہ سانپ پہ وار کرے۔

کیٹ سرعت سے اس کے پیچھے سے نکلی اور سانپ پہ جھپٹی سانپ کی گردن مروڑے اسے کھڑکی سے باہر پھینک دیا اور واش روم میں جا گھسی۔

''کیٹ اپنی حفاظت کرنا جانتی ہے میجر، دوبارہ میرے لیے اتنا ایمو شنل ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔''ٹاول سے ہاتھ صاف کرتی وہ سرد لہجے میں بولی۔

''اف کتنی خونخوار اور احسان فراموش ہے۔''ارمان اسے دیکھ کر رہ گیا، اور دوبارہ کام میں مصرف ہو گیا۔

''کیٹ آپ ریڈی ہیں ان کے گینگ میں شامل ہونے کے لیے۔''لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹاتے ہوئے ارمان نے اسکے کرخت چہرے پہ نظریں ٹکائی جو اخبارات کھنگال رہی تھی۔

''یس۔''بنا اسکی طرف دیکھے بولی۔

''کیٹ میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں، اگر آپ اجازت دو تو۔''ارمان لیپ ٹاپ بند کر کے اسکی طرف متوجہ ہوا۔

کیٹ نے ابرو اٹھا کے ایک سوالیہ نظر اس پہ ڈالی۔

''بولو۔''مختصر کہتی وہ اپنے کام میں مصروف ہو گ ئی۔

''ہمیں پانچ دن ہو گئے ہیں ساتھ کام کرتے ہوئے، یہ بات میں نے نوٹ کی ہے آپ مجھ پہ ٹرسٹ نہیں کرتی کرنل سر نے بتایا تھا آپ کسی پہ بھی ٹرسٹ نہیں کرتی، میں چاہتا ہوں آپ مجھ پہ ٹرسٹ کریں۔

''کیوں۔''اسکی بات بیچ میں کاٹ دی۔

''تاکہ ہم جلد اس مشن سے نکل سکیں، اس کے بعد ایک دو مشن اور بھی ہیں جو پینڈنگ ہیں۔''ارمان نے تحمل سے بات کی۔

New Era Magazine

''اور ایک وجہ یہ بھی ہے گینگ میں شامل ہونا خطرے سے خالی نہیں ہے، ہمیں کچھ مسائل کا سامنا ہوا تو ہم حل تو نکال سکیں گے اسکا، اگر ایسے ہی رہے تو مر کے آ جائیں گے دونوں، اتحاد میں اتفاق ہے اور اس اتحاد کے لیے ٹرسٹ کا ہونا بہت ضروری ہے۔'' ارمان نے بات مکمل کر کے اسکی طرف دیکھا۔

کیٹ نے گہری نظر اس پہ ڈالی اسکی براؤن آنکھوں میں بے یقینی تھی۔

''میں چاہ کر بھی کسی پہ یقین نہیں کر پاتی میجر، اور نا ہی آج تک کیا ہے کبھی اور رہی مسئلے کی بات تو میں اپنے مسلے حل کرنا جانتی ہوں۔'' سنجیدگی سے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولی۔

''اگر مجھے کوئی مسلہ ہو گیا تو۔'' ارمان نے اسکی بھوری آنھوں میں جھانکا جہاں کوئی تاثر نہیں تھا۔

''آپ کو خود پہ یقین نہیں ہے میجر۔'' کیٹ اخبار پہ مارک کرنے لگی۔

''اتنی کٹھور کیوں ہو۔'' ارمان کی زبان پھسل گی تو اس نے آنکیں بھینچ کے کھولیں کیٹ کی طرف دیکھا جو اسے گھور رہی تھی سرد آنکھوں میں شعلوں کی سی لپک تھی۔

''میجر ارمان ملک فوکس آن ورک۔'' سخت کاٹدار لہجے میں بولی۔

''سوری۔'' ارمان دھیرے سے بولا اور دوبارہ لیپ ٹاپ آن کر لیا۔

''ٹرسٹ کی بات کی ہے تم نے میجر، میرا ٹرسٹ جیت لو اگر کر سکتے ہو تو ورنہ دوبارہ ٹرسٹ کا نام مت لینا اور پرسنل مت جایا کرو مجھے کیا کرنا ہے کیا نہیں اور کیسی ہوں اس پر غور کرنے کی

New Era Magazine

بجائے کام پر دھیان دو تو جلدی فارغ ہو سکتے ہیں ہم۔"کیٹ اسے سناتی روم سے نکل کے ساتھ والے والے روم میں چلی گئی۔

ارمان سر پکڑ کے بیٹھ گیا۔

"یہ لڑکی اوور کانفیڈینٹ ہے۔"ارمان سوچ سکا۔

****

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔"رشی رنگ سے نکل کے اس کے پاس آئی۔

"یہی سوال میں تم سے پوچھوں تو۔"ارمان سینے پہ ہاتھ باندھ کے بولا۔

"اوہ ہیلو۔۔۔ناتو تم میرے باپ ہو نا شوہر اس لیے سوال جواب کرنے کا تمھیں کوئی حق نہیں ہے۔"رشی انگلی دکھا کے بولی۔

"شوہر ررررر۔"ارمان نے ر کو لمبا کھینچا۔

"ویسے شوہر کی جگہ بھائی بھی کہہ سکتی تھی تم خیر شوہر بھی ٹھیک ہے۔"ارمان ابرو اٹھا کے اسے بغور دیکھتے ہوئے بولا۔

"شٹ اپ۔"رشی چڑ کے بولی.

"باپ سے یاد آیا مس رشکاالتنسأ اگر یہ بات آپکے پاپا تک پہنچ جائے تو۔"ارمان دانستہ بات ادھوری چھوڑ دی۔

"تو یہ کہ اس دن میجر ارمان ملک کا جنازہ نکلوا دوں گی۔"رشی بناڈرے بولی۔

''واہ کیا ادا گری ہے تم دونوں کی، میجر ارمان ملک کو تم دونوں نے کھلونا سمجھ رکھا ہے جو جب چاہے سنا دیتی ہو۔''ارمان تیز لہجے میں بولا۔

رشی نے ادگرد گردن گھما کے دیکھا کچھ لڑکیاں رنگ میں پریکٹس کر رہی تھیں کچھ باہر۔ وہ ہال کے دروازے کے قریب کھڑی ارمان سے مغزماری کر رہی تھی۔

''یہ کتنے ہیں۔''رشی نے اس کے آگے ہاتھ کیا۔

''پانچ۔''ارمان نے ناسمجھی سے جواب دیا۔

''مطلب دماغی توازن تو ٹھیک ہے تمہارا پھر الٹی باتیں کیوں کرتے ہو۔''رشی بغور اسکا چہرہ دیکھ کے بولی۔

''میں نے کیا الٹی بات کر دی۔''ارمان حیران ہوا۔

''تم نے ابھی کہا تھا کہ تم دونوں نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے جبکہ یہاں صرف میں ہوں دوسری کوئی ہے ہی نہیں تو ہوئے نا تم پاگل میجر ارمان ملک۔''رشی نے کہا تو ارمان کا سر پیٹنے کا دل چاہا۔

اس لڑکی کے سامنے وہ اپنی بات ہمیشہ بھول جاتا تھا۔

''چھوڑو اس بات کو، بتاؤ یہاں کیوں آتی ہو۔''ارمان سنجیدگی سے بولا۔

''تمہیں اس سے مطلب۔''رشی تنک کے بولی۔

''جاؤ اب میرا دماغ خراب مت کرو۔''رشی پونی ٹایٹ کرتی مڑ گئی۔

ارمان اسے دیکھتا رہا وہ اپنا بیگ لیے واپس نکلی تو ارمان کو وہیں کھڑا دیکھ اس تک آئی۔

New Era Magazine

''تم گئے نہیں ابھی تک۔'' رشی گھور کے بولی۔

''ایز آ فرینڈ بتادو۔'' وہ پھر اسی بات پہ آ گیا۔

رشی نے آنکھیں سکوڑ کے اسے دیکھا۔

''تم میرے فرینڈ۔۔۔؟'' وہ اپنے سینے پہ انگلی رکھ کے تصدیق کرنے لگی۔

ارمان نے اثبات میں سر ہلایا۔

''یہ کب ہوا۔'' کمر پہ ہاتھ ٹکائے وہ اپنے مخصوص انداز میں بولی۔

وائٹ یونیفارم میں ملبوس ایک بازو پہ بیگ لٹکائے اور بازو کمر پہ ٹکائے وہ لڑاکا لڑکی ارمان کو بہت پیاری لگی وہ ہلکا سا مسکرا دیا۔

''بس ابھی ابھی ہوا۔'' ارمان مسکراہٹ دبائے بولا۔

''منہ دھو کے رکھو، تم اور میرے فرینڈ۔۔۔۔رشی کبھی لڑکوں کو دوست نہیں رکھتی۔'' سر جھٹک کے کہتی وہ نکل گئی۔

ارمان کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھو لیا۔

''پتہ تو میں نے لگوا لیا ہے رشی تم یہاں ''النور کراٹے سینٹر'' کیوں آتی ہو، پر تم سے مغزماری کرنا اچھا لگتا ہے۔'' بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ خود سے مخاطب ہوا اور مسکرا دیا۔

''دونوں میں خاص فرق نہیں ہے انگارے چباتی ہیں۔'' سنٹر کی سیڑھیاں اترے وہ بڑبڑایا۔

''سوچا تھا گھر جا کے ریسٹ ماروں گا پر یہ رشی نے سارا پلین چوپٹ کر دیا۔'' رکشہ پکڑتے وہ سوچنے لگا۔

سوچوں کا بے لگام پنچھی اسے رشی کی طرف لے گیا اسکے انداز اسے مسکرانے پر مجبور کر گ ئے۔

****

''کیا ہوا اتنی بجھی بجھی کیوں ہو۔'' رشی بر گر کی بائٹ لیتے ہوئے بولی۔

شہر کے باہر بنے اس چھوٹے سے ریسٹورینٹ پہ بیٹھی دونوں بر گر اور کوک سے لطف اندوز ہو رہیں تھیں۔

''وہی یار عاصم کی جلی کٹی باتیں۔'' منہا دلبر داشتہ سی بولی۔

''کیا کہتا ہے اب۔'' رشی کوک کا سپ لے کے بولی۔

''کہتا ہے تم جو مرضی کر لو، آرمی میں جنرل بھی بن جاؤ تب بھی تم سے شادی کا سوچ بھی نہیں سکتا۔'' منہا نے افسردگی سے عاصم کی باتیں بتائیں۔

''ہونہہ۔۔۔میں دیکھوں گی جب نا کرے گا، تمہیں آرمی میں دیکھ کے فدا تو چھوڑ لٹو ہی ہو جائے گا۔'' رشی نے آنکھیں مٹکا کے کا تو منہا کو بے اختیار ہنسی آ گئی۔

''وہ سنگ دل کبھی نہیں بدلے گا رشی، اس کی نظر میں میرا حسن معنی نہیں رکھتا، کہتا ہے معصوم سی شریک حیات چاہی ئے، تمہارے جیسی بولڈ نہیں۔'' منہا دکھ سے بولی۔

''معصوم نہیں اسے اللہ جی کی گائے چاہی ئے جب چاہا جدھر چاہا ہانک لیا، اور تم اسکی باتوں پہ خود کو بولڈ سمجھنے لگی اسے بولڈ نیس نہیں بہادری کہتے ہیں۔'' رشی نے منہا کو لتاڑ دیا۔

New Era Magazine

"جسے منہ دھونے کا پتہ نہیں ہے اسکی باتوں کو سیریس لے کے بیٹھی ہو۔۔ حد ہوتی ہے بے وقوفی کی بھی۔ تمہیں اس ڈھکن میں پتہ نہیں کیا نظر آگیا۔۔ میرے جیسی ہو تو درگت بنا کے پوچھے بتا بیٹا بولڈ کسے بولا ہے۔" رشی تپ کے ایک ہی سانس میں بولتی چلی گئ۔

"ڈھکن تو مت بول یار اتنی شاندار اٹریکٹیو پر سنیلیٹی ہے اس کی۔" منہا کو برا لگا۔

"ہونہہ پر سنیلیٹی۔" رشی نے سر جھٹکا۔

"اچھا چھوڑ وہ کون تھا جو اس دن النور سینٹر آیا تھا تم سے ملنے۔" منہا کچھ یاد آنے پہ بولی۔

"ہے وہ بھی ایک بے وقوف۔" رشی ارمان کو سوچ کر چڑ گئی۔

"میجر ارمان ملک عرف کاٹھ کا اُلو۔" رشی بھنا کے بولی۔

"میجر ہے وہ۔" منہا حیرت اور خوشی کے ملے جلے احساس سے بولی۔

"پتہ نہیں اس بے وقوف کو میجر کا رینک کس گدھے نے دے دیا۔" رشی کوک کے ہلکے ہلکے سپ لینے لگی۔

"ایسا کیا کر دیا اس نے۔" منہا کو تجسس ہوا۔

رشی نے پہلے دن ملنے سے لے کر سنٹر تک کی روداد سنادی۔

"واہ تمہیں دھمکا رہا تھا پھر تم نے بتادیا کیوں آتی ہو النور سینٹر۔" منہا برگر ختم کر کے پیچھے کو ٹیک لگا کے بیٹھ گئ۔

"لے ایویں بتادیا۔ ابھی سے ڈر گئی تو آرمی تک کیسے پہنچوں گی، ملک کے راز کیسے رکھوں گی، اسے کیوں بتاتی وہ ماما کا پُتر تھوڑی نا تھا۔" رشی نے خالی بوتل ٹیبل پہ رکھی۔

منہا کو اسکے ماموں کے پتر کہنے پہ ہنسی آ گئی۔

"اچھا سُنو۔۔۔اسی روڈ پہ آگے جا کے ایک سینٹر ہے کل ہی دیکھا میں نے پتا کرنے پہ پتا چلا وہ رجسٹرڈ بھی ہے "ابراہم مارشل آرٹ ٹریننگ سینٹر" النور سے بہت بہتر ہے نشانے بازی، تیر اندازی، فائٹنگ سویمنگ ڈرائیونگ سب سکھاتے ہیں۔" منہا نے تفصیل سے بتایا۔

"النور بھی تمہارا ڈھونڈا ہوا ہے یار۔" رشی نے کہا۔

"کل سے جوائن کرتے ہیں، چلو اب لیٹ ہو رہے ہیں۔" رشی نے بیگ اٹھایا اور دونوں پیدل قریبی بس سٹاپ کی طرف چل دیں۔

منہا کو جلد ہی اپنے روٹ کی بس مل گئی وہ چلی گئی رشی اکیلی دھوپ میں جھلس رہی تھی، سفید چہرے پہ دھوپ کی شدت سے سرخی پھیل گئی تھی، آنکھیں سکوڑے وہ ارد گرد کا جائزہ لینے لگی۔

"مجھے پتہ ہے تم النور کراٹے سینٹر کیوں جاتی ہو۔" ارمان کی آواز پہ وہ بدک گئی۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔" رشی خود کو نارمل کرتے ہوئے اس پہ چلائی۔

"بس سٹاپ لوگ کیا کرنے آتے ہیں مس۔" ارمان نے ابرو اچکا کے کہا۔

"تم آرمی جوائن کرنا چاہتی ہو، ڈاکومنٹس بھیج دیے ہیں کال کا انتظار ہے خود کو مضبوط کرنے کے لیے النور سینٹر جاتی ہو تاکہ ایک بہترین فایئٹر بن سکو اور ساتھ تمہاری فرینڈ منہا بھی۔"

ارمان اسکی دائیں طرف سے بائیں طرف آ گیا۔

رشی کو شدید حیرت ہوئی یہ بات منہا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔

''تو۔''خود کو حتی الاامکان نارمل رکھا۔

''تو یہ کہ مجھے کاٹھ کے الو کو جس گدھے نے میجر کا رینک دیا ہے وہ تم جیسی بندریا کو بھی موقع دے سکتا ہے۔''ارمان نے مسکراتے ہو۔

''تم میرا پیچھا کر رہے تھے، شرم نام کی چیز نہیں ہے تم میں۔''رشی غصے سے بولی۔

''مجھے ضرورت نہیں ہے تمہارا پیچھا کرنے کی، تمہارے ڈاکومنٹس پر لگی تصویر دیکھ سر نے مجھے بھیجا ہے پتہ کروں تم کیٹ ہو یا رشیکا، میں مشن پر ہوں اوکے۔''ارمان نے صاف گوئی سے کام لیا تو رشی کو چپ لگ گئی۔۔۔۔

''سوری، آپ کو پریشان کیا۔''ارمان چشمہ لگاتا سنجیدگی سے نکل گیا۔رشی اسے دور تلک جاتا دیکھتی رہی۔

اسے افسوس ہو رہا تھا اس نے غلط سمجھا اسے۔

****

****

''میجر ارمان کیا پروگریس ہے۔''کیٹ نے پہلی بار مخاطب کیا۔

''کوشش جاری ہے پر وہ لوگ اتنی جلدی اعتبار نہیں کرتے کسی پہ۔''ارمان سنجیدگی سے بولا۔

''کرنل سر کب تک آئیں گے، مجھے انفارم کرنا ہے انہیں، معاملہ اتنا سیدھا نہیں ہے جتنا لگ رہا ہے۔''میجر کیٹ سنجیدگی سے بولی۔

''کیا مطلب میجر۔۔!!!!آپ ٹرسٹ کر سکتی ہیں۔''میجر ارمان سنجیدگی سے اسکی بے تاثر آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔

''معاملہ رونالڈو یا انڈرورلڈ کے دشمنوں کا نہیں ہے، پاکستان کے ٹاپ فوڈ کمپنیز بھی اس میں شریک ہیں، فوڈ سپلیمینٹ کی مینوفیکچرنگ میں بھی نشہ آور اور زہریلے کیمیلز شامل ہو رہے ہیں۔''میجر کیٹ کے لہجے میں سختی در آئی۔

''ہم کس کس سٹور کی پراڈکٹ ایکسچینج کریں گے میجر کیٹ۔''ارمان پریشانی سے گویا ہوا۔

''ساری انفارمیشن ہیڈ آفس بھیج کے اگلے سٹیپ کی اپڈیٹ لیتے ہیں۔''میجر ارمان نے کہا تو میجر کیٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''سب سے دکھ کی بات ہمارے اپنے لوگوں کے ہاتھوں مر وا رہے ہیں۔''ارمان غصہ ضبط کرتے ہوئے بولا۔

''مجھے رونالڈو کی انفارمیشن پہ بھی ڈاؤٹ ہے۔''ارمان نے کہا تو کیٹ نے اسکی جانب نا سمجھی سے دیکھا۔

''جتنی جلدی اسکی اندار میشن ملی ہے ایسا لگتا ہے اسنے کور بنایا ہوا ہے۔''ارمان نے رونالڈو کی ساری انفارمیشن ایل ای ڈی پہ شو کی۔

تب ہی اسکا موبائل تھر تھرانے لگا۔

''ییس۔۔اوکے سینڈ می۔''مختصر بات کرکے ارمان نے کال کاٹ دی۔

''ابھی اسکی انفارمیشن سے کچھ نا کچھ کلو مل جائے گا۔''ارمان ای میل چیک کرتے ہوئے بولا۔

New Era Magazine

''رونالڈو برازیلین نہیں ہے اسنے پانچ سال پہلے وہاں گھر لیا ہے، باقی سب انفارمیشن بھی ایسی ہی ہیں، نیشنیلٹی ابھی تک نہیں ملی برازیل کی۔''ای میل کے زریعے ملنے والی انفارمیشن میجر کیٹ کے سامنے رکھی۔

''مارکیٹ میں جتنے بھی بڑے سپر سٹورز ہیں ان میں سب سپر وائزر گینگ کے آدمی ہیں، کسی بھی سٹور کے سپر وائزر کو ٹھکانے لگا کے گینگ تک پہنچیں آپ، باقی کا کام گینگ میں رہ کے ہو سکتا ہے۔''میجر کیٹ نے مشورہ دیا۔

''ہمم ٹھیک ہے، چلو نکلتے ہیں، کرنل سر آؤٹ آف کنٹری ہیں۔''میجر ارمان موبائل پہ ملنے ٹیکسٹ پڑھتے ہوئے بولا۔

''میں رونالڈو کے خاص آدمیوں کی انفارمیشن نکلواتی ہوں تب تک آپ کوئی سپر وازر ٹھکانے لگائیں پر دھیان رہے گینگ میں ہلچل مچ جائے گی ایک بار۔''وہ دونوں جنگل کے بیچ و بیچ آگے بڑھ رہے تھے۔

ہلکی ہلکی رم جھم جاری تھی، جس کی وجہ سے جنگل میں پھسلن بہت بن گئی تھی، احتیاط سے قدم جماتے دونوں آگے بڑھ رہے تھے جب اچانک میجر کیٹ لڑکھڑائی، میجر ارمان نے فوراً آگے بڑھ کے اسے تھاما اور سیدھے ہوئے ہی تھے کے میجر ارمان کا پیر پھسل گیا اور دونوں کیچڑ میں گر گئے۔

''اوہ شٹ۔۔۔آپ کو چوٹ تو نہیں آئی۔''میجر کیٹ اٹھتے ہوئے بولی۔

''نہیں۔۔۔دھیان سے بہت پھسلن ہے۔''میجر کیٹ کو آگے بڑھتے دیکھ وہ بولا۔

''پھسلن بھی عجیب سی ہے۔''میجر ارمان بڑبڑایا۔سارے کپڑے کیچڑ سے بھر گئے تھے۔

''جنگل ہے یہ میجر،جنگل میں سب عجیب ہوتا ہے۔''میجر کیٹ بنا مڑے بولی اور شاخوں کو پکڑتی مضبوطی سے پیر جماتی جا رہی تھی۔

''ہمم۔۔۔بٹ اٹس ناٹ ڈینجرس لائک رین فاریسٹ۔''میجر ارمان جنگل کا جائزہ لیتے ہوئے بولا۔

گھنے درختوں کی شاخیں ایک دوسرے میں پھنسی ہوئیں تھی لیکن اتنی گھنی نہیں تھی بارش چھن چھن کر گر رہی تھی،درختوں کے تنے کے ساتھ قدآور جھاڑیاں اُگی ہوئی تھی۔جنہیں پکڑ پکڑ کے وہ آگے بڑھ رہے تھے۔

''آئی فیلٹ لائک اٹس ٹریننگ۔''میجر کیٹ شاید مسکرائی تھی یا اس کے چہرے کے تاثر نرم ہوئے ہو گے۔

میجر ارمان دیکھنا چاہتا ہر وقت سخت اور سپاٹ چہرہ نرمی کے تاثرات لیے کیسا لگتا ہے،وہ میجر کیٹ سے مسکرانے کا کہنے کی غلطی نہیں کر سکتا تھا۔

''بٹ آئی فیل لائک ایڈوینچر۔''ارمان کھل کے مسکرایا۔

ان کے کپڑے ہلکی ہلکی بارش کی مسلسل بوندا باندی سے بھیگ گئے تھے،جھاڑیوں کی تعداد میں کمی آئی تو میجر ارمان نے نظر اٹھا کے دیکھا سڑک قریب تھی وہ تیز تیز قدم اٹھانے لگا۔

سڑک پہ جا کے دونوں نے سانس لیا اور اپنے اپنے کام کے لیے مخالف سمت نکل گئے۔

جینز شرٹ پہنے ہڈ کو سر تک گرائے سبزی مائل آنکھوں والی میجر کیٹ دوڑتی ہوئی شہر کی حدود میں داخل ہو رہی تھی۔

ایک سنسان جگہ رک کے اس نے اپنا حلیہ چینج کیا اور موبائل نکال کے کسی کو کال کرنے لگی۔

تھوڑی دیر میں ایک چمچماتی گاڑی اسکے سامنے تھی ایک ادا سے وہ گاڑی میں بیٹھی اور گاڑی زن سے آگی بڑھی۔ گاڑی کے قیمتی ٹایروں نے بارش کا کیچڑ دور تک اچھالا۔

ارمان وہاں سے سیدھا اپنے کوارٹر پہنچا نقلی ڈاکومنٹس اٹھائے اور ایک جینٹل مین بن کے گھر کے پچھلے دروازے سے نکلا اور تیزی سے اگلی گلی میں غائب ہو گیا۔

******

******

"کیا ہوا پریشان لگ رہی ہو۔" منہا اسکے کمرے میں آئی تو رشی ٹہل رہی تھی۔

"ہاں یار۔۔۔ آج جب تمہیں میجر ارمان کے بارے میں بتا رہی تھی تب وہ ہماری پچھلی ٹیبل پہ بیٹھا ہوا تھا شاید اس نے میری ساری باتیں سن لیں۔" رشی نے تفصیل سے کہا اور بیڈ کے کنارے بیٹھ گئی۔

"او تیری۔۔۔ تم نے تو اسے کاٹھ کا الو اور گدھا وغیرہ کہا تھا۔" منہا ہنسی ضبط کرتے ہوئے بولی۔

"ڈوب مرو گدھی۔۔۔۔ میں پریشان ہوں تمہارے دانت نکل رہے ہیں۔" رشی نے غصے میں اسے جھڑکا اور دوبارہ ٹہلنے لگی۔

New Era Magazine

''اچھا اچھا۔۔۔سوری۔۔۔بولو اب کیا کرنا ہے۔'' منہا سنجیدہ ہوئی.

''اسی لیے تو تمہیں بلایا ہے۔۔۔کیا کروں اب سوری بول دوں یا اگنور کر دوں۔'' رشی مضطرب سی بولی۔

''تم تو غلطی کر کے بھی نہیں ماننے والی۔۔آج خیریت مادام۔۔۔!!!'' منہا نے کہا تو رشی نے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

''سوری بول دو۔۔'' منہا نے کہا تو رشی بیڈ پہ ٹک گئی۔۔۔

''کیسے بولوں۔'' رشی معصومیت سے بولی تو منہا کو اس پہ بہت پیار آیا۔

''تم نے بتایا تھا وہ صبح واک کرتا ہے، تم بھی چلی جانا اور سوری بول دینا۔'' منہا نے مشورہ دیا اسے خاص پسند نا آیا۔

''رشی بیٹا بات سنو۔'' امی نے کچن سے آواز دی تو رشی بے دلی سے کچن کی طرف بڑھ گئ.

منہا بھی اسکے پیچھے پیچھے کچن میں آ گئ.

''سلام آنٹی۔'' منہا نے ادب سے سر جھکایا۔

''وعلیکم سلام جیتی رہو بیٹی۔''

عشرت بیگم اسکے سر پہ پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے مسکرا کے بولیں۔

''جی امی۔''

رشی بے دلی سے بولی۔

''یہ لو کوثر بہن کو دے آؤ۔''

عشرت بیگم نے بریانی کی پلیٹ ڈھانپتے ہوئے اسے تھمائی۔

رشی نے منہ بنایا۔

منہا کی آنکھیں چمکیں وہ رشی کو گھسیٹتے ہُوئے کچن سے نکال لائی۔

"بدھو موقع مل رہا ہے، سوری کر لینا۔" منہا دانت پیس کے بولی۔

"اچھا۔۔۔ چلا پھر۔" رشی نے دوپٹہ درست کیا اور دونوں گھر سے نکل آئی یں۔

"اسلام و علیکم خالہ۔"

رشی کچن میں داخل ہوتے ہوئے بولی۔

"وعلیکم سلام۔۔۔ کیسی ہو میری بچی۔"

کوثر خاتون بڑے پر تپاک انداز میں ملیں گویا جنموں کی بچھڑی ہوئی ہوں۔

"اسلام و علیکم۔" منہا نے کہا اور دونوں کچن میں ان کے پاس بیٹھ گئیں۔

کوثر خاتون نے جلدی سے چائے چڑھائی اور ان سے باتیں کرنے لگی۔

چائے کپوں میں انڈیلی اور انہیں تھمائی۔

"آتی جاتی رہا کرو بیٹا۔۔۔۔ میں اکیلی ہوتی ہوں گھر میں من نہیں لگتا۔۔۔۔۔ نئے شفٹ ہوئے ہیں تو کسی سے جان پہچان بھی نہیں ہے۔"

کوثر خاتون بولیں اور چولہے کی طرف متوجہ ہوئیں۔

منہا نے رشی کو کہنی ماری تو چائے اچھل کے اسکے قمیض پہ جا گری۔

"آؤ چ۔" رشی اچھل کے کھڑی ہوئی۔

New Era Magazine

”کیا ہوا۔۔۔اوہ یہ کیسے گر گئی۔“

کوثر خاتون کے چہرے پر پریشانی کے آثار دکھائی دینے لگے۔

”جاؤ دھو لو۔“منہا نے کہا اور آنکھوں سے اشارہ کیا۔

رشی واش روم کی طرف گئی، قمیض دھوئی اور چپکے سے ارمان کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

دروازے پہ ہلکی سی ناک کی۔

”آجائیں۔“

اندر سے آواز آئی تو رشی دروازہ دھکیلتی اندر داخل ہوئی۔

”اوہ آپ۔“

ارمان سیدھا ہو کہ بیٹھا۔

سکائے بلوٹی شرٹ اور سادہ ٹراؤزر میں خوبرو لگ رہا تھا۔

”میں آپ سے سوری کہنے آئی تھی۔“

رشی بنا تمہید باندھے مدعے پر آئی۔

”کس لیے۔“

ارمان انجان بننے لگا۔

”صبح آپ کو گدھا جو بولا تھا۔“

رشی کے بولنے پر ارمان کو شدید ہنسی آئی پر ضبط کر گیا۔

”ایسے تو نہیں معافی ملے گی۔۔۔آپ کو میرا ایک کام کرنا ہو گا۔“

New Era Magazine

ارمان کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

"سوری۔۔۔میں کچھ نہیں کروں گی۔" رشی کہہ کے مڑنے لگی جب ارمان کے الفاظ نے اسکے قدم روک لیے۔

"میں شاہنواز انکل سے کہہ دوں گا رشی النور سینٹر جاتی ہے۔"

ارمان مزے سے بولا۔

"دھمکا رہے ہو۔"

رشی کمر پہ ہاتھ ٹکائے بولی۔

"نہیں تو۔"

ارمان معصومت سے بولا۔

"بس شکایت لگاؤں گا آپ کی بیٹی آرمی جوائن کرنا چاہتی ہے۔"

ارمان نے کہا تو رشی کا دل کیا اسکا سر پھاڑ دے۔

"لگا دو۔"

رشی نے نارمل انداز میں کہا جبکہ دل ڈر گیا تھا، شاہنواز تک بات پہنچتی تو کبھی آرمی جانے نہیں دیتے۔

"سوچ لو۔۔۔شام تک۔۔۔اگر میری شرط ماننے کے موڈ میں ہو تو بتانا۔۔۔بلکہ میں تمہیں ٹیکسٹ کر دوں گا۔۔۔" ارمان چڑانے والے انداز میں بولا تو رچی پیر پٹختی چلی گئی۔

"اللہ حافظ آنٹی۔" رشی کچن میں گئی اجازت لیتی منہا کو گھسیٹتی لے آئی۔

New Era Magazine

''کیا بنا۔''

گلی میں آتے منہا بے تابی سے پوچھنے لگی۔

''پتہ نہیں سمجھتا کیا ہے خود کو۔'' رشی بری طرح تپ چکی تھی۔

''کہا کیا ہے اس نے۔'' منہا جھلا کے بولی۔

''کہتا میرا ایک کام کرو پھر معافی ایکسیپٹ کروں گا۔''

کمرے میں آتے رشی چکر کاٹنے لگی۔

''کیا کام۔''

منہا نے پوچھا تو رشی نے گھور کے دِکھا اسے۔

''پتہ تو چلے کس نوعیت کا کام ہے۔'' منہا بولی۔

''پتہ نہیں۔۔۔میں نے انکار کیا تو کہتا تمہارے پاپا کو بتا دوں گا تم آرمی جوائن کرنے کے چکروں میں ہو۔۔۔۔۔''

رشی ہاتھ مسلتے ہوئے بولی۔

''واہ۔۔۔الٹا دھمکی بھی دے ڈالی۔'' منہا حیرت سے بولی

''تم پوچھ تو لیتی شرط بے وقوف لڑکی۔'' منہا کو رشی پہ غصہ آیا۔

''کہتا ٹیکسٹ کر کے بتا دوں گا۔''

رشی بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے بولی۔

''کب۔۔۔اور تمہارا نمبر کیسے اس کے پاس۔''

منہا بولی تو رشی کو خیال آیا۔

"پتہ نہیں لے لیا ہو گا۔۔۔۔جو میری ساری انفو نکلوا سکتا ہے۔"

رشی تھکے سے انداز میں بولی۔

"بڑا تیز ہے۔"

منہا ابرو اچکا کے بولی۔

اتنے میں باہر ہارن سنائی دیا۔

"لگتا ہے عمیر آگیا ہے۔"

منہا چادر لیتے ہوئے بولی۔

"جا رہی ہو۔"

رشی اداس سی بولی۔

"ہاں شام میں بتانا کیا کہا اس نے۔"

منہا نقاب لیتی اسکے گلے لگی اور چلی گئی۔

رشی نے موبائل اٹھایا اور دیکھا ابھی تک کوئی ٹیسٹ نہیں آیا تھا۔

❤❤❤❤

منہا رشی کی بیسٹ فرینڈ تھی۔دونوں کا ساتھ کافی دیر کا تھا۔

منہا اور عمیر دو ہی بہن بھائی تھے، منہا تب میٹرک میں تھی جب اسکے بابا کا انتقال ہو گیا تھا،

رشتہ داروں نے جائیداد پہ قبضہ کیا اور انہیں بے گھر کر دیا۔

New Era Magazine

عمیر تب ساتویں جماعت میں تھا،ان پڑھ زرینہ نے رشتے داروں کی ناانصافی برداشت اور بچوں کو لیے کرایے کے گھر میں آگئی۔

تب رشی نے ان کی مالی مدد کی اور شاہنواز سے کہہ کہ منہا کا ایڈمیشن اپنے ساتھ کالج میں کروا لیا۔

عاصم منہا کا چچازاد تھا،عاصم اور منہا کی منگنی بچپن میں طے ہو گئی تھی،منہا کے دل میں عاصم کی محبت جاگنے لگی۔

وقت اور حالات بدلے تو عاصم نے منگنی توڑدی منہا کے دل میں یہ بات کھب کے رہ گئی۔

لیکن عاصم کی محبت اسکے دل میں کم نا ہو سکی۔

عاصم کاکول ملٹری اکیڈمی میں ٹریننگ لے رہا تھا۔

جلد ہی اسکی ٹریننگ مکمل ہو جانی تھی۔

❤❤❤

"کیسی ہو میری جان۔"

عاصم نے ٹیکسٹ ٹائپ کیا اور سینڈ کر دیا۔

"آپ کو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔"جواب آنے پہ وہ خفیف سا ہو گیا۔

"ہانی مصروف تھا میں۔"

عاصم نے ٹیکسٹ کیا۔

"یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔"

New Era Magazine

ہانی نے جواب دیا۔

"خفا ہو۔"

عاصم نے پوچھا۔

"ہونا نہیں چاہیے کیا۔"

ہانی نے جواب دیا۔

"کل تمہاری وجہ سے میری انسلٹ ہوئی فرینڈز کے سامنے۔"

ہانی کے ٹیکسٹ سے صاف ظاہر ہو رہا تھا وہ غصے میں ہے۔

"سوری یار۔"۔

عاصم نے کہا۔

"اپنی ایکس منگیتر سے ہٹ کے سوچو تو کچھ نظر آئے۔"

ہانی نے طعنہ دیا تھا۔عاصم کو منہا کا حوالہ ہمیشہ تیر کی طرح لگتا تھا۔

"اس کا یہاں کیا ذکر ہانی۔"

عاصم کی پیشانی پہ بل پڑ گئے تھے۔

"تمہیں بس مجھ سے لفظوں کی محبت ہے،وہ تمہارے پیچھے آرمی جوائن کرنے جا رہی ہے۔۔۔۔اگر مجھے دھوکہ دیا تو یاد رکھنا عاصم جان سے جاؤ گے۔"

ہانی کی ٹیکسٹ پڑھ کے اندازہ ہو گیا تھا اسکے غصے کی وجہ منہا کا آرمی جوائن کرنا ہے باقی تو بس بہانے تھے۔

''میں نے صرف تم سے محبت کی ہے ہانی۔۔۔۔۔منہاآرمی جوائن کرلے اسکی لائف ہے جو مرضی کرے پر کبھی میرے دل تک نہیں پہنچ سکتی۔۔۔تم بے فکر رہو یار۔''

عاصم نے ہمیشہ کی طرح سمجھایا۔

''بس کرو۔۔۔پہلے تو اس کے دم چھلے بنے رہتے تھے،اب تمہیں وہ پسند نہیں۔''

ہانی انگارے چبار ہی تھی جیسے۔

''ہانی پلیز۔۔۔لیو دس ٹاپک۔۔۔اپنی باتیں کرتے ہیں۔''عاصم اکتا گیا تھا ہانی کے ہمیشہ کے اس رویے سے۔

''اپنی فریش پکس سینڈ کرو۔۔۔فرینڈز کو دکھانی ہیں۔''

ہانی نے نئی ڈیمانڈ کی عاصم کو جی بھر کے غصہ آیا۔

''اوکے کل صبح تک کر دوں گا۔''

عاصم نے بادلنخواستہ ہامی بھر لی۔

''ابھی کیوں نہیں۔''

ہانی نے فوراً کہا۔

''ابھی ہم بات کر رہے ہیں۔''

عاصم نے ٹالنا چاہا۔

''ہم کونسا ملکی معاملات ڈسکس کر رہے ہیں۔''۔ہانی کے جواب پہ عاصم چڑ گیا تھا۔

غصے سے موبائل بند کر کے تکیے کی نیچے رکھا اور سونے کے لیے لیٹ گیا۔

New Era Magazine

آنکھوں پہ بازو رکھے تو منہا اور ہانی کی شکلیں گڈ مڈ ہونے لگیں۔

"کیسے بھول سکتا ہوں منہا تمہاری بے وفائی کو۔"

عاصم گہرا سانس خارج کرتا ٹیرس پہ آ گیا تھا۔ چمکتے چاند کی چاندنی اسے ان ٹھنڈک بھرے پلوں دھکیل گئی جو شاید زندگی کے خوبصورت پل تھے۔

"چاند کی روشنی کتنی ٹھنڈی ہے نا عاصم۔"

منہا نے چاند کو تکتے ہوئے کہا۔

عاصم نے اسکے خوبصورت چہرے پہ نظریں جمائیں ہوئیں تھیں۔

"پتہ نہیں۔" عاصم دھیرے سے بولا تھا۔

"آنکھیں بند کرو ذرا۔"

عاصم منہا کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔

جیب سے پیاری سی رنگ نکالی اور منہا کے گلے کی چین میں پرو دی۔

"کھول لو۔"

عاصم نے کہا تو منہا نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں اور چین میں لٹکتی انگوٹھی کو دیکھا۔

"واؤ کتنی پیاری ہے۔"

منہا ستائش سے بولی۔

"ہمارے پیار کی پہلی نشانی۔"۔

عاصم نے جزب کے عالم میں کہا تھا۔

New Era Magazine

رات کے اس پہر چاند کی سفید پر نور چاندنی میں وہ اسکے چہرے پہ چھائے محبت کے رنگوں کو محسوس کر رہا تھا۔

منہا نے چاند کی طرف دیکھتے نم آنکھوں سے چین پہ ہاتھ رکھا جو اب بھی اسکی گردن کی زینت بنی ہوئی تھی۔

"محبت کی نشانیاں دے دیں، محبت پہ یقین نا کر سکے آپ۔"

منہا تڑپ کے بڑبڑائی تھی۔

بد گمانیاں دور نا کی جائیں تو رشتوں کے نازک دھاگے کمزور پڑ جاتے ہیں۔

کبھی کبھار بے جا انا اور ضد رشتوں کو بے حسی کی دار پہ لٹکا دیتی ہے، دار پہ لٹکے ان رشتوں سے پیار، محبت، اپنائیت کی روح پرواز کر جاتی ہے پھر وہ محض بے جان جسم کی طرح ہوا میں جھولتے رہ جاتے ہیں۔۔

❤❤❤

"کیا سوچا پھر آپ نے۔"

ارمان نے ٹیکسٹ ٹائپ کیا۔

"آپ کون۔"

رشی نے جان بوجھ کر پوچھا۔

"ارمان ملک۔"

ارمان نے جواب دیا۔

"بتایئے شرط۔"

رشی الجھنے کی بجائے سیدھی مدعے پر آئی۔

"مانیں گی تو بتاؤں گا۔"

ارمان نے کہا۔

"ماننے والی ہوئی تو مانوں گی۔"

رشی کو اسکے بے جا ضد پہ غصہ آیا۔

"ماننی پڑے گی۔۔۔غلط نہیں ہے۔۔۔بھروسہ رکھیں مجھ پہ۔"

ارمان نے کہا۔

"میں کیوں بھروسہ کروں آپ پہ۔"

رشی نے جواب دیا۔

"کر کے دیکھ لیں ایک بار۔"

ارمان نے کہا۔

"آپ شرط بتائے ورنہ بائے پھر۔"

رشی نے کہا تو ارمان نے شرط بتادی۔

رشی اچھل ہی گئی تھی۔

"دماغ تو ٹھکانے پر ہے تمہارا۔"

رشی نے غصے سے کہا۔

New Era Magazine

"جی بلکل۔۔۔۔کوئی شک۔"

ارمان نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

رشی کا بس نہیں چل رہا تھا، ارمان کا گلا دبادے۔

❤❤❤

گاڑی بڑے سے جدید طرز کے بنگلے میں داخل ہوئی۔

گارڈز کی بھاری نفری تعینات تھی۔

میر کیٹ نے اطراف کا جائزہ لیا اور اپنے گھنگریالے بال انگلی پہ لپیٹتی چلنے لگی۔

گارڈ کے ہمراہ چلتی وہ لاؤنج تک آئی۔

"ہے ہیلینا ڈارلنگ۔"

رونالڈ وائٹ سوٹ میں ملبوس ایک ہاتھ میں روئل اینوی ڈرنک پکڑے اسکی جانب بڑھا۔

کیٹ نے کوفت سے اسے دیکھا اور زبردستی کی مسکراہٹ سجائی۔

"سمتھنگ امپورٹنٹ رونی۔"

کیٹ نے رازدانہ انداز میں کہا اور رونالڈ جیکوس کے ہمراہ چلتی اسکے میکدے میں آگئی۔

جہاں انواع اقسام کی مہنگی ڈرنکس رکھی ہوئی تھیں۔

جن میں زیادہ تر روئل تھیں۔روئل چیلنج، روئل سٹیگ، روئل اینوی، بلیک ڈوگ، روئل سیگنیچر کی تعداد زیادہ تھی۔

کیٹ نے لیپ ٹاپ نکالا اور اسے کچھ بتانے لگی۔

رونالڈو نے ڈرنک کا گلاس خالی کیا اور اسے تھمایا۔

صاف اشارہ تھا ڈرنک بنا کہ دی جائے۔

میجر کیٹ نے مسکرا کے سر ہلایا اور ڈرنک بناتے وقت اس ہوشیاری سے ڈرنک میں دوا ملائی کے کیمرے بھی قید نا کر سکے۔

دوا اتنی شدید تھی کہ رونالڈو خود ڈولنے لگا۔

میجر کیٹ نے اسے تھاما اور اسکے روم تک لے آئی۔

بیڈ پہ پڑے لیپ ٹاپ دیکھ اسکی آنکھیں چمکیں۔

رونالڈو جلدی سے واش روم میں گھسا۔

میجر کیٹ نے جیب سے لیزر لائٹ نکالی اور کیمرے پر دیٹ کر کے گلوز پہنے لیپ ٹاپ کو لنے کی کوشش کرنے لگی۔

لیپ ٹاپ اوپن ہوتے ہی سافٹ ویر انسٹال کیا اور سارا ڈیٹا آٹومیٹکلی فلیش ڈرائیو میں آ گیا۔

لیپ ٹاپ بند کیے اسی انداز میں رکھا اور گلوز اتار کے ہاکٹ میں ڈال لیے۔لیزر لائٹ ہٹا دی۔

اتنے میں رونالڈو پیٹ پکڑے باہر آتا دکھائی دیا۔

ابھی اسے کمرے میں آئے چند لمحے ہی گزرے تھے کہ دوبارہ واش روم میں گھس گیا۔

میجر کیٹ نے دوبارہ لیزر لائٹ سیٹ کی اور اسکے موبائل کے اندر چپ لگا دی۔

وہ اتنی ماہر تھی کہ منٹوں کا کام سیکنڈز میں ختم کر دیتی۔

میجر کیٹ نے اسکے پرسنل سیکرٹری کو انفارم کیا اور ڈاکٹر کا بندوبست کرنے کو کہا۔

رونالڈو کے بنگلے سے نکل کر وہ ٹیکسی میں بیٹھ کہ اک سنسان جگہ اتری اپنا حلیہ درست کیا اور ہیڈ آفس چل دی۔

❤❤❤

میجر ارمان کو ایک سپر اسٹور میں جاب مل گئی جہاں رونالڈو اور اسکے پارٹنرز کی بنائی گئی زہریلی اشیا فروخت کرتے تھے۔

سٹور کا سپروازر کافی سخت مزاج تھا۔

سٹور کی الگ بات تھی سارا اسٹاک رات کے بعد آتا تھا۔

میجر کو جاب پہ جاتے تیسرا دن تھا آج وہ رات کے اس پہر سٹور کے اندر ہی چھپ گیا۔

کیمرے سے ساری تصاویر کلک کیں۔

اسٹاک کے ساتھ ساتھ سٹور میں ڈرگز بھی سپلائی کی گئی تھی۔

میجر ارمان نے چپکے سے سیمپل کلیکٹ کیے اور ثبوت بنا کے سیو کر لیے۔

"میں سیل بوائے کی جاب کر لیتا ہوں بہت اچھے سے۔"

میجر ارمان نے سپروایزر سے کہا جو ایک دوسرے سیل بوائے پہ برس رہا تھا۔

"چل پھر یہ مال پکڑ اور بیچ کے آ۔"

سپروائزر نے جان چھڑوائی۔

میجر ارمان نے مال پکڑا اور ہیڈ آفس پہنچ گیا۔

شام میں سارے مال کی ڈیٹیلز سپروایزر کے سامنے رکھ دی۔

رونالڈو کے سپر سٹورز کی نشاندہی میجت کیٹ کر چکی تھی۔

میجر ارمان نے سب کے خلاف ثبوت اکٹھے کیے اور ہیڈ آفس جمع کروا دیے۔

دونوں اپنا کام انتہائی رازداری سے کر رہے تھے۔

اسٹورز مارکنگ کے بعد میجر ارمان کا رخ شہر کی بڑی فوڈ کمپنیز کی طرف تھا۔

"ایکشن لے لیا جانا چاہیے۔۔۔آرڈرز ملے ہیں۔"

کرنل صاحب مے کہا تو ارمان نے نفی میں سر ہلایا۔

"ابھی فوڈ کمپنیز کے اونر رہتے ہیں سر۔۔۔۔ان کے خلاف پروفنز مل جائیں تو ہم ہر طرف سے گھیرا تنگ کر کے پکڑیں گے۔"

ارمان نے کہا۔

"یس سر۔۔۔۔۔اور جلد ہی کوئی فارن ڈیلیگیٹر رونالڈو سے ملنے آرہا ہے۔"

میجر کیٹ نے بتایا۔

"سر آپ آرڈرز اس فارنر کی آمد تک رکوالیں۔۔۔باقی کا کام ایک دو دن میں ہو جائے گا۔"

ارمان نے کہا تو کرنل صاحب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

مزید ڈسکشن کے بعد وہ اٹھ گیے۔

ان کا کام چند دن کا رہ گیا تھا۔

❤❤❤

میجر کیٹ پچھلے دروازے سے اندر داخل ہوئی اور آہستگی سے چلتی ہوئی پول کے پاس بیٹھ گئی۔

New Era Magazine

رات پھیل رہی تھی۔

دل میں برسوں بعد ویرانیوں کے ادھ موئے سے جزبوں نے سر اٹھایا تھا۔ جیسے کوئی اپنا بہت دور جا رہا ہو۔

وہ بنگلے کی جانب بڑھ گئی۔

اندرونی دروازہ اسکی ہارٹ سکینِنگ کے بعد کلک کی آواز سے کھل گیا۔

وہ خراماں خراماں چلتی ہال کے وسط میں جا کھڑی ہوئی۔

پورا گھر ایک پہیلی کی مانند تھا۔

بہت عرصہ لگا تھا اسے خود گھر کو سمجھنے میں۔

ریموٹ کا بٹن پریس ہوا اور ہال کے وسط میں بنا پھول جس میں کھڑی تھی۔

بنا آواز پیدا کیے نیچے سرکنے لگا۔

زمین پہ جا کہ وہ رک گیا، کیٹ سرعت سے نیچے اتری اور وہ پھول دوبارہ فرش سے جا ملا۔

نیچے کا حصہ ایک گھر کی مانند لگ رہا تھا۔۔

کیٹ نے ایک گہری سانس خارج کی اور راکنگ چیر پر ڈھے گئی۔

بہت ازیت ناک ہوتا ہیں تنہایوں کے سنگ زیست کے پلوں کو بیتانا، جہاں ہر سو تلخ یادوں کے کانٹے بکھرے پڑے ہوں۔

○○○

راکنگ چیر کی پشت سے سر ٹکائے وہ کھلی آنکھوں سے چھت کو گھور رہی تھی

"آئی مس یو۔ " "

آنکھوں کے پردوں پر ابھرتی شبیہہ سے مخاطب ہوئی تھی۔

یادوں کی ہوا چلنے لگی تھی، زندگی کی کتاب کے اوراق پھڑپھڑاتے ہوئے پلٹنے لگے۔

کچن میں کھڑی بھورے بالوں کی حامل عورت نے مڑ کے مسکراتی نظر اسکے صبیح چہرے پہ نظر ڈالی،جو خفا لگ رہی تھی۔

"آئی ڈونٹ وانٹ ٹو گو ہیر مام۔"

بچی ناراضگی سے مخاطب ہوئی۔

"اپنی ماں کے لیے بھی نہیں۔ "

بھورے بالوں والی عورت اس کے پاس آئی۔

بچی ہر بار کی طرح بے بس ہو گئی تھی۔

"آپ ہر بار ایموشنل کر دیتی ہیں۔ "

خفا خفا سا چہرہ لیے بولی۔

مائی پرنسیس یو آر آ گرل آف مائی ڈریم۔۔۔جو میں نہیں کر سکی "

"۔۔۔آئی وش وہ تم کر لو۔

اپنے بھورے بال کانوں کے پیچھے اڑستے ہوئے بولی۔

New Era Magazine

گہری بھوری آنکھوں سے دکھ جھلکنے لگا تھا۔

پلیز ڈونٹ کرائی۔۔۔۔ "وہ ماں کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔ "

"آئی فُل فل یور ایوری ڈریم مام۔ "

آنکھوں سے بہتے نیر بے دردی سے ہتھیلیوں کی پشت سے رگڑے۔

درد جدائی حد سے تجاوز کرنے لگا تو وہ بے دلی سے اٹھی اور کمرے کا دروازہ کھولتی اندر چلی گئی۔

دیوار پہ لٹکے فریم میں بھورے بالوں اور گہری بھوری آنکھوں کی حامل عورت جس کے عنابی لب مسکرا رہے تھے، دنیا کی حسین عورت تھی۔

کیٹ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی فریم کے قریب ہوئی اور فریم پر سجے عکس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھ دیے۔ آنکھوں سے بہتے آنسو، تصویر کے شیشے سے پھسل پھسل کر گر رہے تھے۔

لوگ کہتے ہیں آپکی بیٹی ظالم ہے۔ مام میں نے بس احساس کرنا چھوڑا "

"ہے۔۔۔ مجھے تکلیف دیتے تھے یہ احساس۔۔۔۔۔

وہ رو رہی تھی۔

"وہ بھی یہی سمجھتا ہے۔ "

روتے ہوئے بولی، آواز میں درد کا عنصر شدید تھا۔

اچانک سے سائرن بجنا شروع ہو گیا۔

وہ چونکنا ہوتی کمپیوٹر روم کی طرف بڑھی۔

گو کہ کوئی بھی سکینر زیر زمین گھر کو سکین نہیں کر سکتا تھا۔

گھر کی بیرونی دیوار پہ دو جواں آدمی بیٹھے تھے۔

دیواروں پہ لگی الٹرا ریز بند تھیں، تب ہی چڑھ گئے

کیٹ بورڈ کی طرف بڑھی اور بٹن آن کر کے فوراً آف کر دیا۔

دونوں آدمیوں کو شدید جھٹکا لگا اور وہ زمین پر گر گئے۔

حیرت سے دیوار کو دیکھا اور سرپٹ دوڑ لگا گئے۔

کیٹ نے سر جھٹکا، عام چور تھے اگر کوئی ٹرینڈ ہوتا تو بھاگنے کی بجائے چھان بین کرتا۔

کمپیوٹر روم سے ہوتی وہ دوبارہ حال میں آئی اور دیوار پہ لگے ہینڈ سکینر پہ ہاتھ رکھا۔

پھول نما لفٹ نیچے آ گئی۔

وہ اس پہ چڑھی اور ریموٹ سے بٹن پریس کیا۔

چند لمحے لگے۔وہ بالائی منزل پہ آ گئی۔ سیڑھیاں پھلانگتی وہ تیسری منزل کی سیڑھیوں سے چوتھے کمرے میں آ گئی۔

الماری سے کپڑے نکالے اور واش روم میں گھس گئی۔

New Era Magazine

میجر ارمان نے فوڈ کمپنیز سے سیمپل کلیکٹ کیے۔ فارینسک لیب سے ٹیسٹ کروا لیے اور رپورٹس بنوا کے ہیڈ آفس بھیج دیں۔

دو دن سے وہ فوڈ کمپنیز کے پیچھے لگا ہوا تھا۔

وہ سٹور کی طرف جا رہا تھا جب موبائل کی بیل بجی۔

کسی ان نون نمبر سے خالی ٹیکسٹ تھا۔

ارمان نے لوکیشن آن کی اور نمبر ٹریس کیا۔

نمبر کی لوکیشن دیکھ کر اس کے لبوں پہ مسکراہٹ در آئی۔

ارمان نے بائیک گھمائی اور لوکیشن والی جگہ پہنچنے لگا۔

''آیئے میجر۔۔۔کچھ ضروری انفارمیشن شیر کرنی تھی۔''

میجر کیٹ بولی۔

وہ اس وقت جنگل کے بیچوں بیچ تھے۔

''یس۔''

ارمان سنجیدگی سے بولا۔

''کل فارن سے ڈیلیگیٹر رات بارہ بجے سمندر کے راستے آرہا ہے۔۔۔وہ کیا کرنے آ رہا ہے اسکی کچھ خبر نہیں ملی۔۔۔آئی تھنک سو وہ یہاں کے حالات

کا جائزہ لینے آ رہا ہے۔۔۔رونالڈو جیکویس کے رنگ اڑے ہوئے

ہیں۔۔۔مطلب وہ فارنر باس ہی ہے۔ ‘‘میجر کیٹ سنجیدگی سے کہتی ہوئی رکی۔

‘‘تو راستے میں پڑاؤ ڈالنا پڑے گا۔ ’’

میجر ارمان کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

‘‘رونالڈو نے گارڈز کی نفری دوگنی چوگنی کر دی ہے۔ ’’

کیٹ نے پریشان کن نظروں سے میجر کی طرف دیکھا۔

میجر ارمان کو حیرت ہوئی وہ سپاٹ سی جزبات سے عاری لڑکی آج اداس اور

پریشان لگ رہی تھی۔

میجر ارمان پوچھنا چاہتا تھا پر پچھلی دفع کی ہوئی عزت افزائی یاد آنے پہ ارداہ

ملتوی کر دیا۔

‘‘آپ پریشان نا ہوں۔۔۔۔ہم انہیں ہاتھ سے نکلنے نہیں دیں گے۔ ’’

میجر ارمان تسلی بخش لہجے میں بولا۔

ان کی گنز لیٹیسٹ ہیں، اور وہ سب وحشی جانور ہیں، ہمیں ٹرینڈ کمانڈوز ’’

‘‘کی ضررت ہے۔

کیٹ پہلی بار نارمل لہجے میں بولی۔

‘‘بیٹھیں پلیز۔ ’’

میجر ارمان نے کرسی کھینچ کے دی۔

میجر کیٹ خاموشی سے بیٹھ گئی۔

،جب روح اداسیوں میں گھلتی جا رہی ہو، تب بس ایک سہارا چاہیے ہوتا ہے

سر رکھنے کو کندھا درکار ہونا چاہیے۔

''اب بتائے کیا پریشانی ہے آپ ڈسٹرب لگ رہی ہیں کافی۔ ''

میجر ارمان ملک سنجیدگی، مگر نرم لہجے میں مخاطب ہوا۔

میجر کیٹ کا دل چاہا، دل کی بھڑاس نکال دے پر۔۔۔۔۔۔

''کچھ نہیں ۔۔۔۔۔طبعیت بوجھل ہے تھوڑی۔ ''

میجر کیٹ آہستگی سے بولی۔

''شیور۔ ''

ارمان نے سوالیہ انداز میں دیکھا۔

''کام کی بات کر لیں۔ ''

کیٹ اپنی ٹیون میں واپس آ گئی۔

ارمان نے مسکراہٹ ضبط کی۔

''آپ کے ہوتے کمانڈوز کی بھلا کیا ضروت میجر۔ ''

ارمان نے مسکرا کے کہا وہ اسے ہلکا پھلکا دیکھنا چاہتا تھا۔

کل رات بارہ بجے وہ سمندر کنارے پہنچ جائے گا، ٹھیک ساڑھے بارہ ہمیں ''

''ان کا کام تمام کرنا ہے۔

کیٹ اپنے مخصوص لہجے میں بول رہی تھی۔

کرنل سر کو آگاہ کیا اور انہیں رات ایک بجے سٹورز اور کیمپنیز میں ریڈ کرنے کا آرڈر لے لیا۔

باقی پلاننگ کے بعد میجر ارمان سٹور کے لیے نکل گیا۔

''تم نے سوچ بھی کیسے لیا میجر ارمان کے میں تمہاری بات ما ن لوں گی۔ ''

رشی نے جل بھن کے جواب دیا۔

دل تو دو چار کان کے نیچے رکھنے کا کر رہا تھا۔

رشی غصے سے کمرے میں ٹہلنے لگی تھی۔

''تمہیں ماننی پڑے گی۔ ''

میجر ارمان کا ٹیکسٹ آیا۔ ضد صاف جھلک رہی تھی۔

''جاؤ بتا دو میرے بابا کو۔ ''

رشی نے کہا اور موبائل بند کر دیا۔

''ہو گدھا کہیں کا۔ ''

رشی نے سر جھٹکا اور اس مسئلے سے نکلنے کا پلین بنانے لگی۔

New Era Magazine

عشرت بیگم نے کچن سے آواز دی تو وہ ساری سوچیں جھٹکتی کچن میں داخل ہوئی۔

"یہ لو دودھ اپنے بابا کو دے آؤ بچے۔ "

عشرت بیگم نے ڈش اسے تھمائی تو وہ بابا کے کمرے میں آ گئی۔

"السلام علیکم بابا جان۔ "

رشی نے ڈش سائیڈ والے ٹیبل پہ رکھی۔

شاہنواز صاحب نے ایلبم بند کیا اور دراز میں رکھ کے چشمہ اتار دیا۔

" کیا ہوا بابا ۔۔۔۔؟"

رشی شاہنواز کی آنکھوں میں نمی دیکھتے ہوئے متفکر سی بولی۔

"کچھ نہیں بچے۔ "

شاہنواز صاحب مسکرانے کی نا کام سی کوشش کرنے لگے۔

بتایئے بابا پلیز۔۔۔ "رشی نے پیار سے ان کے ہاتھ پہ اپنے ہاتھ " دھرے۔

میں ٹھیک ہوں بچے۔ کچھ نہیں ہوا، بس جوانی کے سہانے پل سہانی یادیں " " آنکھوں میں نمی بھر گئی

وہ رشی کے بال سہلاتے ہوئے پیار سے بولے۔

رشی کچھ پرسکون ہوئی تھی۔

''اوکے بابا۔۔۔مجھے بھی بتایئے نا آپ نے آرمی میں انجوائے کیا۔ ''

رشی لاڈ سے بولی۔

''آرمی بھلا انجوائے کرنے کی جگہ ہے۔ ''

وہ ہنستے ہوئے دودھ کا گلاس اٹھاتے ہوئے بولے۔

''مجھے آرمی بہت پسند ہے بابا، میں بھی آرمی جوائن کروں گی۔ ''

رشی جوش سے بولی۔

شاہنواز کے چہرے کے تاثرات بدلنے لگے۔

''نہیں۔۔۔تم آرمی جوائن نہیں کرو گی۔ ''

شاہنواز کا لہجہ یکدم سخت ہو گیا۔

رشی کا مسکراتا چہرہ ماند پڑ گیا۔

''جی بابا۔ ''

ادب سے بولتی کمرے سے نکل آئی۔

شاہنواز نے گردن بیڈ کی پشت سے لگا لی۔

آنکھوں میں اک شناس چہرہ گھوم گیا۔

نمی بڑھنے لگی تھی۔

احساس جرم نے حبس کی گہری چھایا میں لپیٹ دیا تھا۔ انہیں دم گھٹتا محسوس ہونے لگا۔

New Era Magazine

''کب تک برداشت کروں میں زیب۔ ''

دراز سے ایلبم نکالتے اسی تصویر سے محو گفتگو ہو گئے، جس سے رشی کے آنے سے قبل باتوں میں مصروف تھے۔

''اب مل بھی جاؤ احساس جرم مجھے اندر سے کھوکھلا کیے جا رہا ہے۔ ''

آنکھوں سے تواتر سے گرتے اشک داڑھی بھگو رہے تھے۔

''رشی بیٹا۔''

کمرے کے باہر عشرت بیگم کی آواز گونجی تو انہوں نے یکلخت ایلبم چھپایا اور پیروں میں چپل اڑستے واش روم میں چلے گئے، تا کہ عشرت بیگم ان کے آنسو دیکھ نا لیں۔

''رشی کے خواب میری غلطیوں کی بھینٹ چڑھ رہے ہیں۔ ''

واش روم میں سنک کے اوپر لگے آئینے میں اپنے عکس سے مخاطب ہوئے۔

کیونکہ تم مطلب پرست ہو۔۔۔اپنی بیٹی کے خوابوں کا گلا گھونٹتے تمہیں ''

''شرم نہیں آ رہی۔

اندر سے کسی نے زخم زخم وجود کے چیتھڑے اڑائے تھے۔

''میں اپنی بیٹی کی نظروں میں گرنا نہیں چاہتا۔ ''

شاہنواز گھگھیائے تھے۔

ضمیر کی آواز کو دبائے ،منہ دھوئے وہ کمرے میں آ گئے۔

New Era Magazine

''کیا ہوا طبعیت تو ٹھیک نا۔ ''

عشرت بیگم ان کی آنکھوں میں سرخ ڈورے دیکھ استفسار کر گئیں۔

''سر میں درد ہے۔ ''

مدھم تھکن زدہ لہجے میں نظریں جھکائے بولے۔

'' چائے بنا دوں۔۔۔؟ ''

عشرت بیگم پریشانی سے پوچھنے لگیں۔

''نہیں ۔۔۔۔رہنے دو۔ ''

وہ کمبل اوڑھتے لیٹ گئے، تو عشرت بیگم کندھے اچکا کے استری سٹینڈ کی طرف بڑھ گئیں۔

رات کی سیاہی ہر شے پر راج کر رہی تھی۔

ساحل سمندر کے قریب ایک ہوٹل کی بالکونی سے وہ دونوں دوربین لگائے کشتی دیکھ رہے تھے۔

ٹھنڈی ہوائیں، بالکونی میں کھڑی میجر کیٹ کے بھورے بال اڑا رہی تھی۔

ارمان نے مسکرا کے اسے دیکھا۔

''ایک بات پوچھوں جنگلی بلی۔ ''

New Era Magazine

ارمان نے لہجہ دوستانہ رکھا، کسی کان لگا کے سننے والے کو محض کپل کا گمان گزرے۔

میجر کیٹ نے بھنویں سکیڑ کے میجر ارمان کہ طرف دیکھا۔

"آپ کے بال اور آئز کلر روز چینج کیوں ہوتا ہے۔ "

سر گوشی کے انداز میں پوچھا۔

لہجے سے شرارت ٹپک رہی تھی۔

"ہم مشن پہ ہیں۔"

میجر کیٹ نے یاد دہانی کروائی۔

آئی نو دیٹ۔۔۔ابھی کشتی کو ساحل پر پہنچنے میں بیس منٹ لگ جائیں "

"گے۔۔۔تب تک سڑی شکلیں بنانے سے بہتر ہے بندہ ہنس لے۔

ارمان پلکیں اٹھاتے ہوئے بولا۔

میجر کیٹ نے دوربین ٹیبل پہ رکھ دی۔

وہ بلیک جینز اور لائٹ ییلو شرٹ میں ملبوس تھی۔ بھورے بال کمر تک آبشار کی مانند پھسل پھسل جا رہے تھے۔ کچھ آوارہ لٹیں ہوا کے باعث اٹکیلیاں کرتی پگر رہی تھیں۔

"آپ نے بتایا نہیں۔ "

ارمان نے پھر سے کہا۔

New Era Magazine

"آپ کو لگتا ہے بتاؤں گی۔ "

قدرے نارمل لہجے میں سنجیدگی سے بولی۔

"نہیں۔ "

ارمان نے نفی میں سر ہلایا۔

"چلیں اب ساحل پہ چلتے ہیں۔ "

ارمان نے سطحِ سمندر پہ بہتی کشتی کو دیکھا جو قریب ہی تھی۔

دونوں ہوٹل روم لاک کرتے سیڑھیاں اتر گئے۔

بلیک جینز اور بلیک ہی شرٹ میں ملبوس میجر ارمان ملک شاندار لگ رہا تھا۔

میجر کیٹ نے تفصیلی نگاہ اس پہ ڈالی جو دوربین سے سمندر کا جائزہ لے رہا تھا۔

میجر کیٹ نے سر جھٹکا اور کام کی طرف متوجہ ہوئی۔

"الرٹ ایوری ون۔ "

،ارمان نے ایر وائس کو پریس کرتے ہوئے

ساحل سمندر سے نکلتے ہر راستے پر موجود کیپٹنز کو الرٹ کیا۔

کشتی ساحل کے قریب پہنچ چکی تھی۔

دکھنے میں کشتی عام سی تھی، جیسے کسی کو شک نا گزرے۔

میجر ارمان اور میجر کیٹ تیز قدموں سے گاڑیوں کی طرف بڑھے۔

کشتی سے اترتے وہ لوگ دھیرے دھیرے چہل قدمی کرتے گاڑیوں تک آئے۔
گارڈز کی بھاری نفری موجود تھی۔
سیاہ فام حبشی نما فارنر لینڈ کروزر میں براجمان ہوا اور آگے پیچھے کئی گاڑیاں نکل گئیں۔
ساری لینڈ کروزرز کے شیشے بلیک اور نمبر پلیٹ سیم تھیں۔
میجر کیٹ نے جلدی سے بال سیٹ کیے تیاری کی اور رونالڈو جیکویس کے اڈے کی طرف نکل گئی۔
" میں آپ کو اپ ڈیٹ دیتی رہوں گی میجر، یہاں سے بچ نکلے تو وہاں سے کام تمام کر دیں گے۔"
میجر کیٹ فل سپیڈ میں ان کے اڈے کی طرف گاڑی بھگا لے گئی۔
" میجر ارمان۔۔۔کیا پراگریس ہے "
کرنل سر کی آواز ایروائس سے نکل کے سماعت سے ٹکرائی۔
" سر وہ لوگ اڈے کی جانب نکلے ہیں یا رونالڈو کے گھر، یہ ابھی تہہ نہیں ہوا۔۔۔۔میجر کیٹ اڈے پر موجود ہیں۔"
ارمان بولا۔
"سر آپ کمپنیز اور سٹورز پہ ریڈ کروا دیں۔ "
ارمان نے کہا۔

''ہاں میں سوچ رہا تھا۔۔۔ ''

کرنل سر نے کہا۔

میجر ارمان کی گاڑی ان کی گاڑیوں سے فاصلے پر تھی۔

دو ایک جگہ میجر ارمان نے چھوٹے چھوٹے موڑ سے فاصلے لیے۔

''گاڑیاں پھیل گئی ہیں۔۔۔سب لوگ الرٹ ہو جاؤ۔ ''

میجر ارمان نے کہا۔

''ہر گاڑی کو ٹارگٹ پہ رکھو۔ ''

میجر ارمان خود بھیطان کے پیچھے تھا۔

''سر وہ لوگ آؤٹ آف سٹی نکل رہے ہیں۔ ''

ایک کیپٹن کی آواز گونجی۔

آبادی سے دور ہو کے اڑا دو ان کو، گارڈز ہونگے۔۔۔وہ لوگ سنسان ''

''سائیڈ پہ جانے کی غلطی نہیں کر سکتے۔

میجر ارمان بول رہا تھا۔

ٹھیک پانچ منٹ بعد دھماکے کی آواز اسنائی دی۔

''سر اٹس ڈن۔ ''

کیپٹن زیشان نے کہا۔

''گڈ۔ ''

New Era Magazine

میجر ارمان پوری طرح سے ان کی نظروں سے بچا ہوا تھا۔

میجر کیٹ۔۔۔۔پتہ کرو وہ لوگ کس گاڑی میں ہیں۔۔۔باقیوں کا "

"جھنجھٹ ختم کریں۔

میجر ارمان ۔میجر کیٹ سے مخاطب ہوا۔

"وہ لوگ ہوٹل گرینڈ پوائنٹ کے قریب ہیں۔ "

میجر کیٹ نے رونالڈو کے موبائل پہ لی چپ سے لوکیشن ٹریس کی۔

"اوکے۔ "

کیپٹنز الرٹ۔۔۔ہوٹل گرینڈ پوائنٹ کے قریب گاڑیوں کو چھوڑ کر باقی "

"گاڑیاں اوور ٹیک کر کے شہر سے باہر لے جاؤ۔

میجر ارمان نے آرڈر دیا۔

میجر ارمان۔۔۔۔سٹورز اور کمپنیز کے اونر حراست میں لے لیے گئے "

"ہیں۔۔۔

کیپٹن زمان نے بتایا۔

" گڈ۔۔۔۔سپروائزر کوئی نا چھوٹے "

میجر ارمان گاڑی ہوٹل گرینڈ پوائنٹ کے قریب لگی گاڑیوں سے فاصلے پر رک گیا۔

"میجر۔۔۔انہیں سٹورز اور کمپنیز کی خبر مل گئی ہے۔ "

میجر کیٹ عجلت میں بولی۔

" وہ لوگ اب وہاں سے نکل رہے ہیں "

میجر کیٹ بول رہیں تھیں۔

رونالڈو کے ہمراہ وہ سیاہ فام فارنر ہوٹل سے عجلت میں نکلے۔

کیپٹنز بی الرٹ۔۔۔۔۔دس گاڑیاں رہ گئی ہیں۔۔۔۔اپنی گاڑیاں ان کے "

"پیچھے لگا دو۔۔۔انہیں جگہ نہیں ملنی چاہیے۔۔۔۔۔رش لگا دو سڑکوں پہ۔

میجر ارمان بول رہا تھا۔

میجر مجھے لگتا ہے اب اڈے پہ اٹیک کر دینا چاہیے۔وہ مزید بوکھلا جائیں "

"گے۔

میجر کیٹ نے مشورہ دیا۔

"یس یو کین۔ "

میجر ارمان کی گاڑی ان کے بلکل پیچھے تھی۔

سر وہ لوگ سویلینز کو نقصان نا پہنچا دیں۔۔۔۔۔ساحل کی طرف لے "

"چلتے ہیں۔

کیپٹن ارحم کی آواز گونجی۔

"ساحل پر دکانوں کے رش سے دور لے جانا۔ "

میجر ارمان کی نظریں ہر گاڑی پر تھیں۔

اسے اندازہ ہو گیا تھا فارنر کس گاڑی میں ہے۔

میجر ارمان نے گن سے پچھلی گاڑیوں کے ٹائر پنکچر کیے۔

"کیپٹن ارحم پچھلے گارڈز کو سنبھالو۔ "

میجر ارمان آگے بڑھتے ہوئے بولا۔

میجر کیٹ نے چند کیپٹنز کے ہمراہ اڈے پر حملہ بول دیا۔

اڈے پر موجود چند آدمی حراست میں لیے اور انہیں ہیڈ آفس پہنچا دیا۔ "

باقی اسلحہ اور منشیات ایک کنٹینر میں لوڈ کیں اور لیفٹیننٹ شہروز کو بیس پہ بھیج دیا۔

"میجر ارمان اڈے کا کام تمام ہوا۔ "

میجر کیٹ نے ریموٹ کا بٹن پریس کیا۔ اندر لگے سال فریکوینسی اور ہلکی پاور کے گرنیڈز پھٹ پڑے اور دیواروں میں شگاف پیدا ہو گئے۔

وہ جگہ اب کسی قابل نہیں رہی تھی۔

"ویلڈن میجر۔ "

میجر ارمان توصیفی لہجے میں بولا۔

"میں ساحل کی طرف پہنچ رہی ہوں۔ "

میجر کیٹ نے گاڑی سٹارٹ کی اور ساحل کی طرف ڈال لی۔

رونالڈو اور فارنر بری طرح بوکھلا گئے تھے۔

ان کا رخ بحری جہاز کی طرف تھا۔

کیپٹنز اور لیفٹیننٹز کی گاڑیوں کے رش کو دیکھتے وہ ان کے کھولے راستے کی جانب سے ساحل کی طرف جانے لگے۔

یہ جانے بنا ۔وہ آرمی کی بچھائی بساط میں پھنس چکے ہیں۔

''اتنا رش کیوں ہے آج۔ ''

رونالڈو حیرت سے بڑبڑایا۔

''ہیلینا ویئر آر یو۔''

رونالڈو اس پہ دھاڑا۔

''میں اڈے سے بچ کے نکلی ہوں رونی۔ ''

میجر کیٹ نے آواز میں لرزش پیدا کی۔

کیا ہمارا اڈا بھی گیا۔ ''رونالڈو سر تھام کے رہ گیا۔''

تم کہاں ہو رونی ۔۔۔۔میں وہیں آ جاتی ہوں۔۔۔۔شاید کوئی ہمارے ''

''پیچھے لگا ہوا ہے۔

میجر کیٹ پریشان کن لہجے میں بولی۔

''ساحل کی طرف آ جاؤ۔۔۔شپ ریڈی ہے۔ ''

رونالڈو نے کہا ۔تو میجر کیٹ مسکرا دی۔

میجر ارمان اور کیپٹنز انہیں ساحل سے دور سنسان سڑک پر لے آئے۔

New Era Magazine

"کیپٹنز اٹیک۔ "

میجر ارمان گاڑی روک کے نکلا انکی گاڑیوں کے آگے پیچھے ہر طرف کیپٹنز ہی تھے۔

میجر ارمان نے کیٹ کو باہر نکالا اور اس کے سر پہ گن تان لی۔ "

"ڈونٹ موو آئی شوٹ ہر۔ "

میجر ارمان آہستہ آہستہ ان ک طرف بڑھ رہا تھا۔

سیاہ فام شخص رونالڈو پر برس رہا تھا۔

اچانک ایک گارڈ نے فائرنگ کی اور فضا گولیوں کی آواز سے گونج اٹھی۔

مقابلہ زوروں پر ہو گیا۔

میجر کیٹ بچتی بچاتی رونالڈو اور فارنر کے قریب پہنچ گئی۔

"ادھر سے نکلو۔ "

میجر کیٹ انہیں وہاں سے نکالتی ایک جانب بھاگنے لگی۔

کسی نے ان کی جانب فائر نہیں کیا۔

وہ انہیں دکانوں کے عقب میں لے آئی۔

"تھینکس ہیلینا ڈارلنگ۔ "

فارنر چمکتی آنکھوں سے بولا۔

میجر کیٹ اس کی آنکھوں سے ٹپکتی حوس دیکھ جر شدید ترین غصہ ضبط کر گئی۔

New Era Magazine

''کچھ شانتی ہو جائے تو شپ کے لیے نکلتے ہیں۔ ''

رونالڈو نے گولیوں کی کم ہوتی آواز سن کے کہا۔

قدموں کی چاپ پہ تینوں نے اپنی گنز سنبھالیں۔

میجر ارمان اور کیپٹنز نے ان پہ گنز تان لیں اور مقابلے میں ان تینوں نے بھی۔

میجر ارمان مسکرایا۔ اسکے کندھے سے رستا خون دیکھ میجر کیٹ پریشان ہوئی۔

میجر کیٹ نے اپنی دونوں گنز ان کے سر پہ تان لیں۔

''ہیلینا۔ ''

رونی کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔ جبکہ فارنر کو رونالڈو پہ سخت تاؤ آیا۔

نو نو شی از ناٹ ہیلینا۔۔۔شی از میجر کیٹ۔''ارمان انہیں اپنی حراست ''

میں لیتے ہوئے بولا۔

گولی لگنے کے باوجود وہ اپنے حواس میں تھا۔

''میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ ''

رونالڈو میجر کیٹ کی طرف دیکھ کر دھاڑا۔

میجر ارمان نے ایک پنچ اسکے منہ پہ دے مارا اور گاڑی میں بٹھا۔

''سر مشن از کمپلیٹیڈ۔ ''

میجر ارمان نے کرنل سر کو کال کی۔

New Era Magazine

"گڈ جاب۔ "

کرنل سر خوشی سے بولے۔

میجر ۔۔۔۔۔" "

میجر کیٹ نے پکارا۔

ارمان اپنا بازو تھامے چلتا ہوا میجر کیٹ کے پاس ایا جو فرسٹ ایڈ باکس تھامے کھڑی تھی۔

"آئی ایم آ میجر ۔۔۔۔ایک گولی مجھے کمزور نہیں کر سکتی۔ "

میجر ارمان بازو تھامے مسکرا کے بولا۔

"اتنا اوور کانفیڈینٹ ہونا اچھی بات نہیں ہے۔ "

میجر کیٹ نے باکس سے روئی نکالی اور میجر ارمان کو زمین پر بٹھائے خون صاف کرنے لگی۔

"آپ سے کم ہوں۔ "

میجر ارمان شرارت سے بولا۔

میجر کیٹ نے گھور کے دیکھا اسے۔

میجر کیٹ گولی نکالنے لگی تو میجر ارمان کے چہرے پہ تکلیف کے آثار دکھنے لگے۔

میجر کیٹ نے ماہرانہ انداز میں گولی نکالی اور پٹی کر دی۔

''پین کلر لے لیں میجر۔ ''

میجر کیٹ ارمان کو آنکھیں بند کیے دیکھ کر بولی۔

''شکریہ۔ ''

میجر ارمان اس کے ہاتھ سے پانی اور پین کلر لیتے ہوئے بولا۔

دونوں کا رخ ہیڈ آفس کی جانب تھا۔

''عاصم تم مجھ سے پیار کرتے ہو یا نہیں۔ ''

ہانی پوچھ رہی تھی۔

اب کیا ہوا یار۔'' ''

عاصم ہانی کے روز روز کے ڈراموں سے اکثر اکتا جاتا تھا۔

''تمہیں پکس بھیجنے کا کہا تھا شاید۔ ''

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔

ہانی میں آرمی میں ہوں۔۔۔۔ٹائم نہیں ملتا مجھے'' ۔عاصم ناراضگی سے '' بولا۔

''تمہارے پاس ایک سو ایک بہانے ہوتے ہیں۔ ''

ہانی طنزاً بولی۔

New Era Magazine

''یہ بہانا نہیں ہے میری جان۔ ''

عاصم نے لہجے کو نارمل کیا۔

''ڈونٹ کال می جان۔ ''

ہانی بولی۔

عاصم نے لب بھینچ لیے۔

اور ہاں پھوپھو کو کیوں بھیج دیا۔۔۔میں بھاگی جا رہی ہوں کہیں۔۔۔۔کہا ''

''بھی تھا ابھی شادی نہیں کرنی مجھے۔

ہانی تیز لہجے میں بولتی چلی گئی۔

'' نکاح کروا لیتے ہیں رخصتی جب تم کہو ''

عاصم اسکا تیز لہجہ نظر انداز کر کے بولا۔

''مجھے شوق نہیں ایسی فضولیات میں پڑنے کا۔''

ہانی نے صاف انکار کر دیا۔

''میرے نام ہو جانا تمہیں فضول لگتا ہے۔ ''

عاصم کو دکھ ہوا۔

مجھ سے نہیں ہوتیں ٹیپیکل لوگوں والی حرکتیں۔'' ''

ہانی اسی انداز میں بولی۔

New Era Magazine

اور ہاں ۔۔۔شادی کے بعد مجھے نہیں رہنا تمہارے گھر۔۔۔۔۔نا مجھ سے کسی کی خدمتیں ہوتی ہیں۔ مجھے تمہارے ساتھ رہنا ہے۔۔۔جب تمہیں گھر ''گاڑی مل جائے تو شادی کروں گی۔ "

ہانی نے دو ٹوک انداز میں کہا۔

گھر میں کون ہے یار ۔۔۔امی ندا اور ہدا ہی ہیں۔۔۔ان سے کیا علیحدگی۔ "

''عاصم کو اسکی بات پسند نہیں آئی۔

''خدمتوں کے لیے لے آنا اپنی ایکس منگیتر کو۔۔۔۔شوق سے کروانا پھر۔ "

ہانی شعلہ باز لہجے میں بولی۔

عاصم نے غصہ ضبط کیا۔

''اوکے بعد میں بات کرتا ہوں۔ "

اسکی بات سنے بنا کال کاٹ دی۔

''ہانی میری محبت ہے یا میں زبردستی بنا رہا ہوں۔

خود سے سوال کر گیا۔

جواب وہ خود جانتا تھا۔

رشی چپ سی کمرے میں آ گئی۔

اگر آپ آرمی میں جانے میں میری مدد کریں گے تو آپکی بات مانوں
گی۔"

رشی نے کچھ سوچ کے ٹیکسٹ ٹائپ کیا۔

"اگر میں نا کہوں تو۔"

ارمان کا ٹیکسٹ آیا۔

"بھاڑ میں جاؤ پھر۔"

رشی کو شدید غصہ آیا۔

اوکے۔۔۔۔غصہ مت ہوں۔۔۔آپکی شرط منظور ہے۔۔۔میں آپکی
ہیلپ نہیں کروں گا بلکہ خود لے جاؤں گا۔"

میجر ارمان کے جواب پہ وہ کچھ پر سکون ہوئی۔

تھوڑی بات مزید کرنے کے بعد وہ سونے کے لیے لیٹ گئی

❤❤❤❤

ماما۔۔۔۔۔میرا ٹیسٹ بہت اچھا ہوا۔۔۔دعا کریں میں سلیکٹ ہو
جاؤں۔"

وہ ماں کو گھماتے ہوئے بولی۔

بھورے سلکی بال ہوا سے اسکے ساتھ گھومنے لگے تھے۔

New Era Magazine

''چھوڑو بھی۔۔۔کیا ہر وقت بچی بنی رہتی ہو۔ ''

ہادیہ خفا ہوتے ہوئے بولی۔

''سوری میری پیاری مام۔ ''

وہ ان کے گلے میں بانہیں ڈال کے بولی۔

''اچھا اچھا۔۔اب مکھن نا لگاؤ، فریش ہو جاؤ، کھانا ریڈی ہے۔ ''

ہادیہ اسکی بانہیں ہٹاتے ہوئے بولی۔

وہ اچھلتی کودتی سیڑھیاں چڑھ گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ لان کے پرنٹیڈ سوٹ میں ملبوس سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ فیروزی رنگ میں اسکی دودھیا ملائی کی سی رنگت مزید کھل گئی تھی۔ بھوری آنکھیں کاجل کی گہری دھاروں سے مزین قاتل لگ رہیں تھیں۔ غیر معمولی حد تک حسین تھی۔

سلیکشن ہو گیا تو میں اکیلی رہ جاؤں گی نِسا۔۔۔۔۔پہلے تمہارے بابا چھوڑ ''

''گئے اب تم بھی جا رہی ہو۔

ہادیہ آزردہ ہوئی۔

''ماما پلیز۔ ''

نسا کا نوالہ اٹک گیا ماں کو دکھی دیکھ کر۔

''آُج تمہیں کہیں لے کے جانا ہے۔ ''

ہادیہ نے بات بدلی۔

''کہاں۔ ''

نسا نوالا چباتے ہوئے اشتیاق سے بولی۔

''سرپرائز ہے۔ ''

ہادیہ بیگم مسکرائیں۔

''اوکے۔ ''

نسا دوبارہ سے کھانے میں مصروف ہو گئی۔

''چلیں مما۔ ''

نسابولی تو ہادیہ بیگم کمرے میں گئی اور کچھ چابیاں اٹھا لائیں۔

''چلو۔ ''

وہ باہر کی سمت بڑھ گئیں۔

نسابھی ان کی تقلید میں نکل گئی۔

گاڑی میں بیٹھتے وہ عجب کفیت کا شکار ہو رہی تھیں۔

''یہاں سے لیفٹ لو۔ ''

ہادیہ بولی تو نسا نے لیفٹ لے لیا۔

شہر کے باہر کی سمت ایک بہت خوبصورت بنگلے پہ انہوں نے گاڑی رکوا دی۔

''مما یہ کس کا گھر ہے۔ ''

New Era Magazine

نسا گھر کو دیکھتے ہوئے حیرت سے بولی۔

"تمہارے بابا کا۔ "

ہادیہ گیٹ کھولتے ہوئے بولی۔

تالا زنگ آلود ہو چکا تھا، انہیں کافی دقت ہوئی۔

بلآخر تالا کھل گیا۔

"نسا گاڑی اندر لے آو۔

ہادیہ نے گیٹ کھولتے ہوئے کہا۔ تو نسا گاڑی اندر لے گئی۔

روش کے اطراف میں بڑے بڑے لان بنے ہوئے تھے۔ روش پول کے پاس سے خم کھاتی اندرونی دروازے تک جا رہی تھی۔

لان کی گھاس بہت بڑھی اور رف ہوئی تھی۔ پول کا پانی سوکھ چکا تھا۔

روش پہ گرد اور کوڑا پھیلا ہوا تھا۔

گھر کی حالت دیکھ کر اندازہ ہو چکا تھا، کئی سالوں سے بند پڑا ہے گھر۔

دونوں چلتی ہوئیں اندرونی دروازے تک آئیں۔

ہادیہ نے دروازے پر رک کے سائیڈ سے بٹن پریس کیا تو ایک شیٹ سرک کے اوپر ہو گئی۔

کمپیوٹر کی مانند سکرین نظر آنے لگی۔

ہادیہ اس سکرین کے سامنے کھڑی ہو گئی انکی ہارٹ سکیننگ ہوئی اور دروازہ کلک کی آواز سے کھل گیا۔

نسا کا مارے حیرت کے برا حال تھا۔ اتنی دیر وہ اپنے اتنے پیارے گھر سے انجان رہی۔

''مما یہ ہمارا ہی ہے نا۔ ''

نسا پھٹی پھٹی آنکھوں سے گھر دیکھ رہی تھی۔

''ہمارا نہیں اب صرف تمہارا ہے نسا۔ ''

ہادیہ نے چابیاں اس کے ہاتھ پہ رکھیں۔

''مام۔ ''

نسا انکے گلے لگ گئی۔

تمہارے پاپا نے بہت محنت اور راز داری سے بنایا تھا یہ گھر۔ وہ صرف آرمی آفیسر نہیں تھے، وہ ایک بہت اچھے تجربہ کار ایجینٹ بھی تھے۔ اپنے گھر کا ہر لاک انہوں نے خود لگایا ہے۔ ''

''ان کے اور میرے پرنٹس اور سکیننگ لگتی ہیں گھر کو۔

ہادیہ بیگم صحن کے وسط میں بنے پھول پر آ کھڑی ہوئیں۔

یہ گھر کا سب سے مین پوائنٹ ہے، جو ریموٹ سے کھلتا ہے۔۔ اور ''

''ریموٹ۔۔۔۔۔۔۔

وہ پھول سے اتر کر چلتی ہوئی دیوار کے ساتھ نصب مین سوئچ بورڈ کی طرف آئیں۔ اسے اوپر دھکیلا تو نیچے سے الماری نظر آ گئی۔

انہوں آئیز سکیننگ کی اور الماری کھلنے پر ریموٹ اٹھایا۔

یہ ریموٹ اس گھر کی واحد چابی ہے۔۔اسکے بغیر یا میں کھول سکتی ہوں "

"یا تمہارے بابا۔

وہ کہتے ہوئے اسے ساتھ لیے پھول پر آ گئیں۔

بٹن پریس کیا تو پھول نیچے سرکنے لگا۔

نِسا کا دل اچھلا پر قابو پا گئی۔

زمین پہ اترتے دائیں جانب بورڈ پر ہاتھ لگایا تو سارے بلب جل اٹھے۔

انہوں نے لفٹ واپس بھیج دی۔

"یہ کمپیوٹر روم ہے۔۔۔۔یہاں بیٹھ کر سارا گھر کنڑول کیا جا سکتا ہے۔ "

وہ چیئر کے اوپر بیٹھ کر کمپوٹر آن کرنے لگی۔

"آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں دکھایا۔ "

نِسا خفا سی بولی۔

"تب تمہارے کام کا نہیں تھا۔ "

ہادیہ مصروف سی بولی

کچھ مزید فنگر پرنٹس کے بعد انہوں نے ہر جگہ نسا کے فنگرپرنٹس لگا دیے۔

New Era Magazine

اسکی ہارٹ سکینگ آئی سکینگ سیٹ کر دی۔

''آج سے یہ گھر تمہارا۔ ''

وہ نسا کو پیار سے گلے لگاتے ہوئے بولیں۔

''لو یو مما۔ ''

نسا کی آنکھیں بھر گئیں۔

''لو یو ٹو مما کی جان۔ ''

ہادیہ نے اسے پورا گھر دکھایا۔

گھر کی صفائی کی۔ اور لان بھی صاف کروایا۔

نسا بہت خوش لگ رہی تھی۔

میجر ارمان آپکو گولی لگنے کی وجہ سے لیو دی جا رہی ہے ہیڈ آفس کی ''

''جانب سے۔

کرنل سر بول رہے تھے۔

''پر میری طرف سے آپ مشن پر ہونگے۔ ''

کرنل سر نے کہا۔

'' ایم آلویز ریڈی سر ''

ارمان نے کہا تو کرنل سر مسکرا دیے۔

یہ لو اس لڑکی کی انفارمیشن نکالو۔۔۔۔اسکی شکل میجر کیٹ سے ملتی جلتی ہے۔"

کرنل سر نے کہا تو ارمان نے تصویر پکڑ لی۔

"اس کا ایڈریس آپکے شہر کا ہی ہے۔"

کرنل سر نے باقی فائل اسے تھمائی۔

"پتہ کرو دونوں ہمشکل ہیں یا کچھ اور مسئلہ ہے۔"

کرنل سر نے کہا تو ارمان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

مزید باتوں کے بعد وہ آفس سے نکل کر کوارٹر میں آیا اور پیکنگ کرنے لگا۔

****

"کیا ہو رہا ہے پیاری امی جان۔"

ارمان کچن میں آیا تو کوثر خاتون کو مصروف پایا۔

"تمہارے لیے دیسی گھی کی برفی اور پستہ کھیر بنا رہی ہوں۔"

وہ محبت سے خوبرو بیٹے کو دیکھتے ہوئے بولیں۔

"ارے کیوں تھکا رہی ہیں خود کو۔"

وہ ماں سے لپٹ کر بولا۔

New Era Magazine

''اتنی دیر بعد آئے ہو میری جان۔ ''

کوثر خاتون محبت سے بولیں۔

''اچھا ۔۔۔ایک بات کرنی تھی امی جان۔ ''

ارمان سنجیدہ ہوا۔

''بولو بچے۔''

وہ دودھ میں چمچ ہلاتے ہوئے ہمہ تن گوش ہوئیں

ارمان نے ساری بات ان کے گوش گزار کی۔

وہ تو خوشی سے نہال ہی ہو گئیں۔

''اللہ تمہیں خوش رکھے میرا بچہ۔۔۔میرے دل کی خواہش تھی۔ ''

کوثر خاتون نے والہانہ انداز میں بیٹے کی پیشانی چومی۔

''آج شام تک چلتے ہیں پھر۔ ''

ارمان نے کہا۔

ٹھیک ہے بیٹا'' ۔ ''

کوثر خاتون فوراً مان گئیں۔

ارمان انکے ہاتھ چومتا کچن سے نکل گیا ۔

دونوں اس وقت ''ابراہم مارشل آرٹ سینٹر کے سامنے کھڑی تھیں۔

New Era Magazine

"چلو بھی اب۔ "

منہا اسے گھسیٹتے ہوئے ساتھ لے گئی۔

منہا نے دونوں کا ایڈمیشن کروا لیا تھا۔

"یار بابا نہیں مان رہے۔ "

رشی افسردگی سے سینٹر کے وزیٹنگ روم میں بیٹھتے ہوئے بولی۔

"وہ منا لے گا نا۔"

منہا آنکھ دبا کے بولی۔

"پتہ نہیں بابا مانتے بھی ہیں یا نہیں۔ "

رشی مایوس ہو گئی تھی۔

"منا لے گا۔۔۔۔تمہیں پتا سکتا ہے تو انکل کو کیوں نہیں۔ "

منہا نے کہا۔

"بدتمیز۔۔۔میں کب پٹ گئی۔ "

رشی اسے کتاب مارتے ہوئے بولی۔

مزاق کر رہی ہوں۔"منہا ہنستے ہوئے بولی۔ "

"چلو اب۔ "

دونوں اٹھ کے شوٹنگ ایریا کی طرف آ گئیں۔

****

New Era Magazine

رشی آج کچن میں مصروف تھی۔

شام کا کھانا تیار کررہی تھی، جب دروازے پہ بیل بجی۔

شاہنواز صاحب دروازہ کھولنے ۔

''السلام علیکم۔ ''

ایک شناسا سی آواز رشی کے کان پڑی۔

''آیئے اندر آیئے۔ ''

شاہنواز صاحب ایک جانب ہٹتے ہوئے بولے۔

''ارے کوثر بہن آپ۔۔۔ ''

عشرت بیگم باہر نکلی تو کوثر کو دیکھ کر محبت سے ان کی طرف بڑھیں۔

دونوں ایک دوسرے کے گلے ملیں۔

عشرت بیگم انہیں کمرے میں لے گئیں۔

رشی نے چائے بننے کے لیے رکھی اور فریج سے فریز سموسے نکالے۔

کڑاہی میں آئل ڈالا اور سموسے چھوڑنے لگی۔

سموسے فرائی ہونے تک چائے بن گئی تھی۔

چائے اتار کے ایک طرف رکھی اور پکوڑے فرائی کرنے لگی۔

ڈش میں سب سیٹ کیا اور دوپٹہ درست کرتی ڈش اٹھائے کمرے میں چلی گئی۔

''السلام علیکم آنٹی۔ ''

رشی نے ڈش ٹیبل پہ رکھی اور ان کے آگے سر جھکا دیا۔

کوثر نے پیار سے اسکے سر پہ ہاتھ رکھا۔

رشی نے چائے دی اور ڈش لیے واپس آ گئی۔

اس نے چکن اتار کے نیچے رکھا۔ اور چاول صاف کرنے لگی۔

چاول بھگو کے رکھ دیے۔

فریج سے گوشت نکال کے دھویا اور مچھلی دھو کے مصالحہ لگا کہ رکھ دیا۔

کُکر میں اجزا ڈالے اور چولہے پہ رکھ دیے۔

خود سلاد تیار کرنے لگی۔

خوبصورتی سے سلاد سجائے فریج میں رکھ دیا اور مچھلی فرائی کرنے لگی۔

ساتھ میں رائیتہ بنایا اور فریج میں رکھ دیا۔

مچھلی فرائی کر کے اوون میں رکھ دی، اور بریانی کی طرف متوجہ ہوئی۔

عمیر کو کال کر کے دھی بھلے اور آئس کریم منگوا لی۔

بریانی کے لیے مٹن مصالحہ بنایا اور چاول ابالنے کے لیے رکھ دیے۔

چاول دھوئے اور تہہ در تہہ لگا کر دم پہ رکھ دیے۔

اتنے میں عمیر آ چکا تھا۔

''منہا نہیں آئی۔ ''

New Era Magazine

رشی نے عمیر کو اکیلے دیکھ کر پوچھا۔

''نہیں ۔۔۔امی کی طبعیت ٹھیک نہیں تھی آپی۔ ''

عمیر نے کہا اور چیزیں رشی کو تھمائیں۔

''اچھا۔۔آنٹی کو سلام کہنا۔ ''

رشی بولی۔

''جی آپی۔ ''

عمیر نے بائیک موڑی اور زن سے بھگا لے گیا۔

''ماما کھانا ریڈی ہے لگا دوں۔ ''

رشی نے عشرت بیگم کو مخاطب کیا۔

''ہاں لگا دو۔ ''

عشرت بیگم نے کہا تو رشی مڑی جب اسکے کانوں سے شاہنواز کی آواز ٹکرائی۔

''ہمیں سوچنے کے لیے وقت چاہیے۔ ''

وہ کچن میں آ گئی۔

کھانا برتنوں میں ڈالا۔

برآمدے میں چٹائی بچھائی دستر خوان لگایا اور کھانا لگا دیا۔

اپنا کھانا ڈال کے کمرے میں رکھ دیا۔

''ماما کھانا لگا دیا۔ ''

New Era Magazine

رشی نے کہا اور مڑ کے کچن میں چلی گئی۔

بکھرا ہوا سب سمیٹا اور ہلکی پھلکی صفائی کر دی۔

وہ لوگ کھانا کھانے میں مصروف ہو چکے تھے۔

رشی کمرے میں آ گئی اور کھانے میں مصروف ہو گئی۔

''بہت مزے کا کھانا ہے۔ ''

کوثر خاتون تعریفی لہجے میں بولی۔

''میری رشی کے ہاتھ میں بہت ذائقہ ہے۔ ''

عشرت بیگم مسکرا کر بولیں۔

خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا۔

ان کے کھانا کھاتے ہی رشی نے گرما گرم چائے پیش کر دی۔

برتن سمیٹے اور کچن کا رخ کیا۔

بازو فولڈ کیے اسنے برتنوں کے ڈھیر کو دیکھا۔

پہلے کچن صاف کیا پھر برتنوں کا ڈھیر دھو کے خشک کر کے لگا دیا۔

وہ لوگ جا چکے تھے۔

رشی کچن بند کر کے کمرے میں آئی تو عشرت بیگم نے اسے آواز دی۔

''جی ماما۔ ''

وہ ہاتھ خشک کرتی کمرے میں آ گئی۔

New Era Magazine

"تمہارے بابا نے کچھ بات کرنی ہے تم سے۔ "

وہ دوپٹہ لپیٹتے ہوئے بولی اور جائے نماز اٹھائے کمرے سے نکل گئی۔

"جی بابا۔ "

رشی کا دل دھک کرنے لگا۔

"بیٹھو بیٹا۔ "

وہ سمٹتے ہوئے بولے۔

بیٹا۔۔۔اب آپ سمجھدار ہیں۔۔۔مجھے تمہید باندھنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

شاہنواز نے بات شروع کی۔

"کوثر بہن اپنے بیٹے ارمان کے لیے آپ کا ہاتھ مانگنے آئیں تھیں۔ "

"بابا ارمان کے اپنے ہاتھ نہیں ہیں۔"

رشی نے پھسلتی پھسلتی زبان سنھالی۔

"آپ کی کیا مرضی ہے اس میں۔۔۔آپ اس رشتے سے خوش ہیں۔"

ان کا اندا سوالیہ تھا۔

"جیسے آپ لوگوں کی مرضی ہو گی بابا۔ "

رشی نے سر جھکائے کہا۔

" آپ کی کوئی پسند ہو۔۔۔؟ "

شاہنواز نے گہری نظروں سے بیٹی کو دیکھا۔

''نہیں بابا۔ ''

رشی انکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔

''ہمیشہ خوش رہو۔ ''

انہوں نے پیار سے اسکے سر پہ ہاتھ رکھا۔

''جاؤ اب سو جاؤ۔ ''

شاہنواز صاحب بولے تو رشی اٹھ کے کمرے میں آ گئی۔

''شکریہ۔ ''

ارمان کا ٹیکسٹ آیا ہوا تھا۔

''کس لیے۔ ''

رشی نے پوچھا۔

''میری بات ماننے کے لیے۔ ''

ارمان نے کہا۔

''میں نے اس شرط پہ مانی ہے کہ آپ میری شرط مانیں گے۔ ''

رشی نے کہا۔

رشتے شرطوں کی بنیاد پہ نہیں رکھے جاتے رشی، آرمی آپ کا شوق ہے ''

''اور میں آپ کے شوق پورے کرنے کا پابند ہو جاؤں گا۔

New Era Magazine

ارمان نے کہا تو رشی مسکرا دی۔

''امید کرتی ہوں ایسا ہی ہو۔ ''

رشی نے کہا۔

''ان شااللہ ایسا ہی ہوگا۔ ''

ارمان نے کہا۔

پہلی بار رشی کو ارمان کی باتیں بری نہیں لگیں۔

دل کی زمین زرخیز ہونے لگی تھی۔ ارمان کا بیج پھینکنا باقی تھا، محبت کا پودا اگنے کے لیے۔

*******''''''''''''*

''مشن از کمپلیٹڈ مام۔ ''

نم آنکھوں سے وہ تصویر سے محو گفتگو تھی۔

''آئی ڈونٹ نو وائے مام۔۔۔ آئی فیلٹ سیڈ اینڈ الون۔ ''

وہ دھپ سے تھکے ہوئے انداز میں بیڈ پر گری تھی۔

''ڈونٹ ڈو دِس پلیز۔ ''

سفید روشنی میں لپٹی اسکی ماں اسکے سامنے کھڑی تھی۔

''میرے بس میں نہیں ہے ماما۔ ''

New Era Magazine

وہ روتی تھی۔

’’میجر کیٹ کبھی بے بس نہیں ہو سکتی۔ ‘‘

سفید روشنی کے لہجے میں یقین اسے سر اٹھانے پر مجبور کر رہا تھا۔

’’بھولو مت تم ایک میجر ہو، میجر وائلڈ کیٹ۔ ‘‘

ایک ایک لفظ پر زور دیا گیا تھا۔

کیٹ کے آنسو تھمنے لگے تھے۔

’’میجرز کے سینے میں دل کی جگہ سنگ تو نہیں ہوتے ماما۔ ‘‘

کیٹ بے بسی سے بولی تھی۔

’’میجرز کو سنگ رکھنے پڑتے ہیں۔ ‘‘

روشنی میں لپٹی اسکی ماں کی آنکھوں میں نمی در آئی تھی۔

مت دوہراؤ دوبارہ ایک اور کہانی، جس کا انت ایک اور عورت کے کردار ‘‘

’’کو مشکوک بنا دے۔

ماں کی آواز بھیگنے لگی تھی۔

’’مدفن جزباتوں کو دفن ہی رہنے دو۔ ‘‘

آواز میں منت تھی۔

’’عشق جان لے لے گا۔ ‘‘

بھوری آنکھیں شاید بہنے لگیں تھیں۔

New Era Magazine

''محبت فرض نہیں ہے ہم پہ۔ ''

وہ دکھ سے بولتے ہوئے مڑ گئیں تھیں۔

کیٹ ساکت و جامد سی کھڑی رہ گئی۔

محبت فرض نہیں ہے ہم پہ۔۔۔۔سہی کہا آپ نے مام۔۔۔۔میں وہ کہانی ''

''پھر سے نہیں دہراؤں گی۔۔۔۔میں زیب نہیں بنوں گی۔

میجر کیٹ نے فیصلہ کر لیا تھا۔

مجھے احساس و جزبات کو مدفن ہی رکھنا چاہیے، میری زندگی میں ان کی ''

''جگہ نہیں ہونی چاہیے۔

کیٹ بیڈ پہ پیچھے کو لیٹ گئی۔ چھت پہ نگاہیں مرکوز کیے وہ فیصلہ پر قائم رہنے کا سوچ رہی تھی۔

فل بلیک سوٹ میں ملبوس بال جو بمشکل کندھے کو چھو رہے تھے۔ اس کی سرخ ہوتی آنکھیں وہ پہلی بار اتنی بے بس لگ رہی تھی۔

''میجر ارمان ملک۔ ''

سسکتے لبوں میں حرکت ہوئی تھی۔

سرخ ہوتی آنکھوں سے آنسو قطرہ در قطرہ گرتے ۔بالوں میں جزب ہو رہے تھے۔

اسے حکم ہوا تھا محبت کے نازک پھول کو کچل دینے کا۔۔۔ہاں اسکی ماں کی ہر بات اسکے لیے حکم ہی تھا، جس پہ وہ سر تسلیم خم کرتی چلی آئی تھی۔

محبت کو دل سے نکال دینے کی تکلیف دل کو سینے سے نکال دینے سے زیادہ ہوتی ہے۔

وہ خاموشی سے اٹھی اور دراز سے میجر ارمان ملک کی تصویر نکالی۔

اسے خوبصورت فریم میں سیٹ کرنے لگی۔

"محبتیں دل سے نکال دینا آسان ہوتیں ہیں بھلا۔ "

وہ سوچنے لگی تھی۔

"لیکن مجھے نکالنی ہو گی۔ "

فریم میں سے تصویر کھینچ کے نکال لی۔

"میجر کیٹ کمزور نہیں ہے۔ "

تصویر کو دوبارہ دراز میں رکھا۔

"میرے لیے ماں کی محبت سے بڑھ کے کچھ نہیں، جس نے میرے وجود کے لیے اپنی خوشیاں، خواہشیں تیاگ دیں۔"

خود سے بڑبڑاتی واش روم میں گھس گئی۔

فریش ہو کر نکلی اور اگلے مشن کے لیے خود کو تیار کرنے لگی۔

****

New Era Magazine

"مام میرا سلیکشن لیٹر۔۔۔۔مجھے ٹریننگ کے لیے اسلام اباد جانا ہے۔ "

نسا خوشی سے جھومتے ہوئے ہادیہ تک پہنچی۔

"ماشااللہ۔۔۔بیسٹ آف لک مائی پرنسس۔ "

ہادیہ نے بیٹی کی پیشانی چوم لی۔

"آؤ پیکنگ کر لیں۔ "

ہادیہ اٹھتے ہوئے بولی۔

"ابھی تو سات دن پڑے ہیں ماما جانے میں۔ "

نسا انہیں بٹھاتے ہوئے بولی۔

"اچھا۔۔۔۔چلو پھر گھومنے چلتے ہیں۔۔۔پھر شاید زندگی موقع نا دے۔ "

ہادیہ بولی تو نسا نے شکوہ کناں نظروں سے انہیں دیکھا۔

"آپ کے خیال میں ،میں ٹریننگ میں شہید ہو جاؤں گی۔"

نسا بولی تو ہادیہ نے بے تاثر نظروں سے اسے دیکھا۔

بلکہ ٹریننگ دینے والے آفیسرز کو شہید کردوں گی۔"۔نسا آنکھ دبا کے "

بولی تو اسکے انداز میں ہادیہ ہنس دیں۔

جب اتنی خوبصورت دوشیزہ آرمی کے یونیفارم میں ملبوس ہو "

"گی۔۔۔۔ہائے کتنے ہی شہید ہو جائیں گے مما۔

نسا بولی تو ہادیہ نے چپت لگائی اسکے سر پہ۔

آرمی آفیسرز کے دل اتنے نرم نہیں ہوتے جو ایویں شہید ہو جائیں "

"۔۔۔۔ بلکہ تمہاری ادائیں شہید کریں گے وہ۔

ہادیہ اسی کے انداز میں بولی تو نسا کھلکھلا کے ہنس دی۔

"دیکھ لیجیے گا کوئی نا کوئی تو مرے گا۔ "

نسا اترا کے بولی۔

"اچھا اچھا بس اب اتنی بھی حسن بانو نہیں ہو تم۔ "

ہادیہ نے اسے لتاڑا۔

نسا نے منہ بنا کے ماں کو دیکھا۔

"یہ سات دن آپ کے نام مما۔ "

وہ ٹھوڑی گھٹنوں پہ رکھے ہادیہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"مما اس گھر چلیں۔ "

نسا بولی۔

"نہیں۔۔۔۔کسی کو بھنک بھی نا پڑے۔ "

ہادیہ نے کہا تو نسا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

آرمی میں تمہارے بابا کا نام ہے، عزت ہے لوگ جانتے ہیں، اپنے بابا کے "

"نام کا مان رکھنا۔

New Era Magazine

ہادیہ اسے سمجھانے لگیں۔

"آپ بے فکر ہو جائیے مما۔ "

نسا ان کے ہاتھ دبا کے بولی۔

"آرمی میرے بابا کی جگہ نہیں بلکہ میرا خواب بھی ہے "

نسا جذب کے عالم میں بولی۔

"اللہ تمہیں کامیاب کریں۔ "

ہادیہ نے اسکی پیشانی چومی تھی۔

نسا نے آنکھیں بند کیے ماں کے محبت بھرے لمس اور ممتا کے احساس کو "

روح تک اتارا۔

دونوں ماں بیٹیاں ہی ایک دوسرے کی دنیا تھیں۔

****

شاہنواز صاحب نے ارمان کے متعلق چھان بین کی۔

سب کچھ پرفیکٹ لگا تو عشرت بیگم سے مخاطب ہوئے۔

"مجھے ارمان میں کوئی کمی نظر نہیں آئی۔ "

شاہنواز صاحب بولے۔

"بہت پیارا بچہ ہے۔ "

عشرت بیگم محبت سے بولیں۔

"برسر روزگار بھی ہے۔ "

عشرت بیگم نے مزید کہا۔

"آپ کوثر بہن کو ہاں بول دیں۔ "

شاہنواز صاحب نے کہا تو عشرت بیگم بے انتہا خوشی کے ساتھ فون کی طرف بڑھیں۔

رسماً علیک سلیک کے بعد وہ مدعے پر آئیں۔

"شاہنواز نے رشتے کے لیے ہاں کر دی ہے، ہمیں ارمان بیٹا پسند ہے۔ "

عشرت بیگم نے کہا۔

"مبارک ہو عشرت بہن۔ "

کوثر خاتون خوشی سے نہال ہو گئیں۔

"ہم منگنی کی بجائے نکاح کریں گے۔ ارمان کو منگنی پسند نہیں ہے۔ "

کوثر خاتون بولیں۔

جیسے آپ مناسب سمجھیں۔۔۔۔شاہنواز سے بات کر لیجیے گا۔ "عشرت بیگم نے کہا تو کوثر خاتون نے آنے کی ہامی بھر لی۔

"شام میں کوثر بہن اور ارمان آئیں گے۔ "

عشرت بیگم شاہنواز کے قریب بیٹھتے ہوئے بولیں۔

"اچھا۔ "

New Era Magazine

شاہنواز نے ہنکارا بھرا۔

"وہ لوگ منگنی کی بجائے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ "

عشرت بیگم نے کہا۔

"سہی ہے ۔۔۔۔ منگنی تو فضول سی رسم ہے۔ "

شاہنواز نے کہا۔

عشرت بیگم شام کی دعوت کی تیاری کے لیے کچن میں چلی گئیں۔

****

"کیسی ہو جان ۔عاصم۔ "

ٹف ٹرینگ کے بعد واپس ہاسٹل آنے پر اسے ہانی کی یاد آئی۔

"میری نیند خراب مت کرو۔ "

ہانی کے ٹیکسٹ پہ اسکا دل بجھ کے رہ گیا۔

"یہ سونے کا کونسا ٹائم ہے۔ "

عاصم نے کہا۔

"میں کسی کی پابند نہیں ہوں۔ "

ہمیشہ کی طرح کاٹ دار لہجہ۔

عاصم نے بات نا کرنا مناسب سمجھا۔

New Era Magazine

''منہا اگر محبت کی تھی تو وفا بھی کرتی نا۔۔۔۔۔۔ ''

گہری سانس خارج کیے وہ لیٹ گیا۔

آنکھیں نم ہونے لگیں تھیں۔

''بہت مان تھا مجھے تم پر، سب ریزہ ریزہ کر ڈالا۔ ''

عاصم بڑبڑا رہا تھا۔

آنکھوں میں کرب تھا، درد تھا، شکوے تھے، شکایتیں تھیں اور وہ پل تھے جو ازیت کہ ندی میں تب سے بہائے لے جارہے تھے جب سے بصارت میں سمائے تھے۔

''عاصم مجھے آئیسکریم کھانی ہے۔ ''

منہا کا لاڈ بھرا لہجہ۔۔۔۔

عاصم نے سڑک کنارے بائیک روکی اور دو کارنیٹو لے آیا۔

دونوں چلتے ہوئے قریبی پارک میں پہنچ گئے۔

''اشعر کیوں آیا تھا کل۔ ''

عاصم نے سرسری سا پوچھا۔

''ماما سے ملنے۔ ''

منہا کارنیٹو کی بائٹ لیتے ہوئے بولی۔

''مجھے بلکل پسند نہیں ہے، بات مت کیا کرو اس سے۔ ''

عاصم نے منہ بنا کہ کہا تو منہا نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیوں۔۔۔میرا کزن ہے وہ ۔۔۔ عاصم۔ "

منہا کو اسکی بات پر حیرت ہوئی تھی۔

"میں نے کہا نا۔ "

عاصم کا لہجہ حکمیہ تھا۔

وجہ بھی تو ہو کوئی۔ "منہا بولی۔ "

"کیا یہ وجہ کم ہے تمہارے لیے کہ وہ مجھے پسند نہیں ہے۔ "

عاصم چڑ کے بولا تھا۔

منہا دھیرے سے مسکرا دی۔

"اب ہنس کیوں رہی ہو۔ "

عاصم اسکا مسکراتا دیکھ کر بولا۔

"جیلس ہو رہے ہو اشعر سے۔ "

منہا اسکی طرف جھکتے ہوئے سرگوشانہ انداز میں بولی۔

جی نہیں۔۔۔۔میں کیوں جیلس ہوں گا اس سے۔ "عاصم قطعاً نہیں مانا "

منہا کا جاندار قہقہہ پارک کی کھلی فضا میں گونج اٹھا۔

عاصم نے چڑ کے اسکا کان مروڑا۔

"اسے جلن کہتے ہیں۔ ۔ عاصم۔ "

منہا ہنستے ہوئے بولی اپنے کان چھڑوا کے بولی۔
ہنسی کی شدت سے رخساروں پر سرخی گھلنے لگی تھی۔
عاصم نے ناراض سی نظر اسکے گلنار ہوتے چہرے پر ڈالی۔
"چلو۔۔۔ورنہ یہیں چھوڑ جاؤں گا۔ "
عاصم بیگ سنبھالتے ہوئے اٹھا۔
منہا اسکے ساتھ ہو لی۔

****

رشی گھر آئی تو عشرت بیگم کو کچن میں مصروف پایا۔
کیا ہو رہا ہے عشرت بیگم۔"رشی شرارتی انداز میں بولی۔ "
تمہارے سسرال والوں کے لیے کھانا بنارہی ہوں۔"عشرت بیگم بھی اسی " کے انداز میں بولیں۔
سسرال والوں کو گھر نہیں ملتا کھانا۔"منہ بناتی وہ فریج سے پانی نکال کے " پینے لگی۔
عقل کا استعمال کیا کرو اب۔"عشرت بیگم نے کہا تو وہ ہنس دی۔ "
ختم ہو گئی تو۔"معصومیت سے پوچھنے لگی۔ "

New Era Magazine

باتیں مت بگاڑو بیٹھ کے۔۔۔۔کام سمیٹو۔۔۔وہ لوگ آتے ہی ''

''ہونگے۔۔۔ایسا کرو پہلے چینج کر کے آؤ۔

عشرت بیگم کے ہاتھ پھرتی سے چل رہے تھے۔

اچھا۔۔۔کونسا پہنوں۔''پانی کی بوتل فریج میں رکھ کے انکی طرف مڑی۔ ''

پنک پہن لو۔''عشرت بیگم مصروف سی بولیں۔ ''

گلابو بن جاؤں۔''ہنستے ہوئے بولی۔ ''

عشرت بیگم نے مڑ کے غصے سے دیکھا تو وہ کچن سے نکل گئی۔

لائٹ پنک لان کے پرنٹیڈ سوٹ پہنے، بازو فولڈ کر کے کہنی پر چڑھائے، دوپٹہ کندھے پہ ڈالے۔۔۔بالوں کو کیچر میں سمیٹتی وہ کچن میں آ گئی۔

''کتنی بار کہا ہے بازو نیچے رکھا کرو۔ ''

عشرت بیگم کو اسکے بازو فولڈ کرنے کی عادت بہت گراں گزرتی تھی۔

رشی نے منہ بنا کہ بازو سیدھے کیے اور کام کرنے لگی۔

عشرت بیگم کچن سے نکلی تو اس نے دوبارہ فولڈ کر لیے۔

کھانا ریڈی کر کے وہ کمرے میں آ گئی

اتنے میں وہ لوگ آ گئے۔

رشی نے انہیں سلام کیا اور حال احوال پوچھنے لگی۔

ارمان کی نظریں اسکے دلکش چہرے پر تھیں۔

رشی نظریں جھکائے واپس پلٹ گئی۔

تھوڑی دیر بعد عشرت بیگم کے کہنے پر اس نے کھانا لگا دیا

کھانے کے بعد ڈیٹ فائنل کی اور چلے گئے۔

"جمعے کے دن کا رکھا ہے نکاح انہوں نے۔"عشرت بیگم رشی کے کمرے میں آئیں۔

"اچھا۔"رشی نے کہا اور کتاب کی طرف دیکھنے لگی۔

"کل منہا کو بلوا لینا، شاپنگ کر لینا۔"عشرت بیگم اسکے جھکے سر کو دیکھ کر بولیں۔

"اپنے نکاح کے لیے میں خود شاپنگ کروں"

"مما۔۔۔؟" رشی پلکیں سکوڑ کر انہیں دیکھنے لگی۔

"تو اور کس نے کرنی ہے۔"عشرت بیگم کو حیرت ہوئی۔

"ارمان کے ساتھ چلی جانا پھر۔۔۔"عشرت بیگم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مما۔"رشی چیخنے کے انداز میں بولی اور ان کی گود میں منہ چھپا لیا۔

عشرت بیگم ہنس دیں۔

"شکر ہے تم میں لڑکیوں والے کچھ گیٹس تو ہیں۔۔۔ورنہ مجھے لگتا تھا ارمان کو ہی شرمانا پڑے گا۔

عشرت بیگم بول رہی تھیں اور اسکا چہرہ سرخ گلاب کی مانند گلنار ہو رہا تھا۔

New Era Magazine

عشرت بیگم نے پیار سےاسکی پیشانی چومی اور دعاؤں کی گھنی چھاؤں کے سپرد کر دیا۔

❤❤❤

"تین دن رہ گیے ہیں نسِا۔ "

ہادیہ افسردگی سے بولی۔

نسِاخاموشی سے ان کے سر ک مالش کرتی رہی۔

"دل لگا کہ ٹرینگ کرنا۔"

ہادیہ پھر سےاسے سمجھانے بیٹھ گئیں۔

"شاہنگ کرنے چلیں مما "

نسِا ان کا دھیان بٹانا چاہتی تھی۔

"ہاں چلو۔۔۔۔۔کچھ کپڑے دلا دوں تمہیں۔"

جانے کیا سوچ کےاٹھ گئیں ورنہ شاپنگ کے خلاف رہتی تھیں۔

نسِا نے کپڑے ہاتھ سے درست کیے اور گاڑی کی چابیاں اٹھا لیں۔"

ہادیہ پرس اور چادر اٹھائے کمرے سے نکلیں۔

دھوپ کافی تیز تھی، گاڑی سے نکلتی نسِا نے آنکھیں سکوڑ کے سورج کی طرف دیکھنے کی ناکام سعی کی۔

"اف کتنی گرمی ہے۔ "

New Era Magazine

بڑبڑاتی تیز قدموں سے مال میں گھس گئی ی۔

ہادیہ نے بہت دل سے نسِا کے لیے کپڑے خریدے۔

"مما کچھ کھا لیں۔ "

نسِا انہیں جوتوں والی دکانوں کی طرف بڑھتا دیکھ کر بولی۔

"چلو پھر۔ "

وہ نسِا کے ساتھ کیفے کی طرف بڑھ گئیں۔

نسِا نے برگر اور کوک آرڈر کی۔

مما اتنی سیڈ تو مت ہوں پلیز۔"۔ "

نسِا ماں کے چہرے سے چھلکتی اداسی محسوس کرتے ہوئے بولی۔

"نہیں اداس تو نہیں ہوں۔ "

مسکرانے کی ناکام کوشش کی۔

"تو پھر چپ کیوں ہیں۔ "

ان کے ہاتھ تھامتے ہوئے بولی۔

"تمہارے بابا ہوتے تو کتنا خوش ہوتے۔ "

اداسی سے بولیں۔

وہ اب بھی خوش ہونگے۔"۔ "

نسِا یقین سے بولی۔

New Era Magazine

برگر کھاتے ہوئے وہ مسلسل باتیں کر رہیں تھیں۔

شام کر کے وہ شام میں گھر آئی یں۔

ہادیہ اسکی پیکنگ کرنے لگیں۔

نسا خاموشی سے اہیں دیکھے گ ئ ی۔

''مما میرا دل نہیں کر رہا جانے کو۔ ''

نسلا بے دلی سے بولی۔

کیوں۔''۔ ''

ہادیہ نے اچھنبھے سے اسے دیکھا۔

''آپ اکیلی کیسے رہیں گی مما۔ ''

نسا اٹھ کے بیٹھ گ ئ ی۔

''تمہارے بابا کے بغیر بھی تو رہ لیا نا۔ ''

ہادیہ سنجیدگی سے بولیں ان کے لہجے میں محبت کی آنچ تھی۔

''اب ہیچھے ہٹنے کاسوچنا بھی مت۔ ''

ہادیہ نے تنبیہہ کی۔

''اوکے سر۔ ''

نسا ان سے لپٹتے ہوئے پیار سے بولی۔

"رشی اٹھ بھی جاؤ اب۔ "

منہا اسے اٹھانے کی کوشش کر ری تھی جبکہ رشی سونے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

"رشی میں فیورٹ فوڈ پوائنٹ پہ آپکا انتظار کر رہا ہوں۔ ارمان ملک۔"

منہا نے بلند آواز میں پڑھا تو رشی جھٹکے سے اٹھی اور موبائل چھین لیا۔

"توبہ ہے اب دیکھو کیسے اٹھی۔ "

منہا ہنستے ہوئے بولی۔

رشی موبائل ٹیکسٹ کھنگال رہی تھی۔

وہ ٹیکسٹ ابھی آنا ہے۔"منہا نے کہا تو رشی اسکے پیچھے چڑھ دوڑی۔"

"ریڈی ہو جاؤ اب ۔۔۔شاپنگ کرنے چلیں۔"

منہا نے باہر نکل کے درواز بند کر دیا۔

رشی بولتی واش روم میں گھس گئی۔

"چلیں مادام۔ "

منہا ادب سے بولی تو رشی نے گھور کے دیکھا اسے۔

"یہ گھوریاں پیا کے لیے سنبھال کے رکھو اب۔"

منہا بولی تو رشی نے پاؤچ اسکے سر پہ مار دیا۔

"اففف۔۔۔۔ظالم لڑکی۔ "

منہا سر مسلتے ہوئے بولی۔

دونوں نے سب کے لیے شاپنگ کی اور شام میں تھکی ہاری واپس آئیں۔

عشرت بیگم نے کام والی کے ساتھ مل کے سارا گھر صاف کر لیا۔

"تھک گئی ہیں میری رانیاں۔"

عشرت نے پیار سے دونوں کے تھکے چہرے دیکھے۔

بھوک لگی ہے ماما۔""۔

رشی نے دہائی دی۔

"ابھی تو دو پلیٹ سموسے چٹ کر کے آئی ہو۔"

منیا حیرت سے بولی۔

"وہ تو کب کے گزر گئے۔"

رشی ابرو اٹھا کے بولی۔

توبہ کرو اتنا کھاتی ہو ۔۔۔پھر بھی چمٹی جیسی ہو۔""۔

منہا پانی کا گلاس تھامتے ہوئے بولی۔

"ہائے ربا۔۔۔میری سلم سمارٹ باڈی تمہیں چمٹی جیسی لگتی ہے۔"

رشی صدمے سے بولی۔

"بلکل۔"

منہا نے پانی پی کے اپنے کہے کی تصدیق کر دی۔

New Era Magazine

"اچھا اب بس بھی کرو۔"

عشرت بیگم بولیں تو وہ خاموش ہو گئی۔

💖💖💖

محبت جب دل سے نکالنے کا عہد کر لیا جاتا ہے تب انسان ازیت پسند ہو جاتا ہے، خود کا سب سے بڑا دشمن۔۔۔۔۔۔۔

رات کا سیاہ اندھیرا ہر سو پھیلا ہوا تھا، پورا شہر خاموشیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔

سڑکیں خالی تھیں۔

ایسے میں وہ جاگنگ سوٹ میں ملبوس پیروں سنیکرز اور ہاتھ میں گھڑی پہنے سڑک پہ فل سپیڈ سے دوڑتی جا رہی تھی۔

پانچ منٹ میں اسے مطلوبہ جگہ تک پہنچنا تھا۔

وہ ہونہی ہر بار خود کو ہر مشن سے پہلے تیار کیا کرتی تھی۔

لیکن اس بار معاملہ الگ تھا۔ وہ اُزیت پسندی کی انتہا پر تھی۔

ہر وہ سٹنٹ دوہرا لیا جو کبھی ہلکے سے خوف کے باعث چھوٹ گیا تھا۔

پسینے کی بوندیں چہرے سے بہتی کپڑوں میں جذب ہو رہیں تھیں۔

میجر کیٹ سڑک پر سپیڈ میں دوڑ رہی تھی، لیکن اسکے جوتے زرا بھی آواز پیدا نہیں کر رہے تھے۔

New Era Magazine

مطلوبہ جگہ پر رکتے اس نے گھڑی کو دیکھا تھا۔

فاتحانہ مسکراہٹ نے لبوں کا احاطہ کیا۔

وہ ٹائم سے چالیس سیکنڈ پہلے پہنچ گئی تھی۔

"میجر کیٹ نیور لوز۔"

واپسی کے لیے دھیرے دھیرے بھاگنے لگی تھی۔

اسکا رخ آرمی بیس ٹریننگ پلیس کی جانب تھا۔

زمین سے تیس فٹ اونچے ٹاورز کے ساتھ لٹکے رسیوں لے ساتھ لٹکتے جانا۔

یہ سٹنٹ اسے ہمیشہ سے بہت پسند تھا۔

باقی رات اس نے اپنی من پسند جگہ پر گزاری اور صبح ہونے سے قبل دیوار پھلانگتی واپس آ گئی۔

محبت اکثر خوف کی جڑیں کاٹ کر بے خوف بنا دیتی ہے۔

"شاہنواز۔۔۔۔۔آپ میری بات کا جواب تو دیں۔"

بھوری آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔

"دیکھو ۔۔۔۔۔میرے کرئیر کا سوال ہے۔۔۔۔۔سمجھنے کی کوشش کرو۔"

شاہنواز نے اپنے بازو پر دھرا اسکا ہاتھ ہٹایا تھا۔

"میرے کرئیر کا کیا ہوا پھر۔۔۔وہ تو برباد ہو گیا نا شاہنواز۔"

بھوری آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے تھے، لہجہ لڑکھڑا رہا تھا۔

''تمہیں خود سوچنا چاہیے تھا۔ ''

شاہنواز کی آنکھوں میں یکایک بیگانگی نے ڈیرے آن جمائے۔

''شاہو۔ ''

زیب کے لہجے میں حیرت دکھ، شکوہ، گلہ محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر کیا کیا نہیں تھا۔

نوخیز حسن پر جیسے غموں کے پہاڑ ٹوٹنے لگے تھے۔

''یہیں تلک آپ کی مردانگی تھی۔ ''

ٹوٹے بکھرے لہجے میں شکوے کی آنچ تھی۔

شاہنواز نے منہ موڑا اور چلا گیا۔

''میں مر جاؤں گی شاہنواز۔ ''

زیب چیخی تھی۔

لیکن شاہنواز نہیں پلٹا۔

''زیب۔ ''

وہ گھبرا کے اٹھا۔

''کیا ہوا شاہنواز۔ ''

عشرت بیگم بلب جلاتے ہوئے بولیں۔

New Era Magazine

شاہنواز پسینے سے شرابور سر تھامے بیٹھے تھے۔

شدت افتادگی سے آنکھوں سے اشک بہنے کو بے تاب تھے۔

"طبعیت ٹھیک ہے آپکی۔"

عشرت بیگم متفکر ہوئیں۔

"ہاں تم سو جاؤ۔"

وہ بیڈ سے اترتے ہوئے بولے۔

کمرے سے نکلے اور صحن میں رکھی چارپائی پر بیٹھ گیے۔

"پلٹ آؤ زیب۔۔۔۔اتنے لمبا انتظار کیا ہے۔"

مدھم لہجے میں مخاطب تھے۔

پچھتاوے خود سے نظریں ملانے کے قابل بھی نہیں چھوڑتے، خود سے خود جھکے سر مخاطب ہوا جاتا ہے۔

"السلام وعلیکم سر۔"

ارمان نے کال کی۔

"وعلیکم سلام۔"

کرنل صاحب نے خشگوار لہجے میں جواب دیا۔

"کیسے ہیں میجر ارمان ملک۔"

کرنل صاحب بولے۔

"سر اللہ کا شکر آپ کیسے ہیں"

ارمان چھت پہ کھڑا رشی کی ہر حرکت دیکھ رہا تھا، جو موٹر بائی نڈنگ میں مگن تھی۔

"اللہ کا کرم ہے۔"

کرنل صاحب نارمل سے لہجے میں بولے۔

"سر وہ لڑکی میجر کیٹ نہیں ہے، شی از رشکا التنسا شاہنواز۔"

ارمان نے رشی کے ہاتھوں کی طرف دیکھا جو میل لگنے سے بری طرح گندے ہو چکے تھے، لیکن اسے جیسے پرواہ ہی نہیں تھی۔

"ہممم۔۔۔۔ مطلب ہمشکل ہے۔"

کرنل صاحب نے ہنکارا ابھرا۔

"جی سر۔"

ارمان نے کہا۔

"پھر اسکے آرمی جوائن کرنے کی بات کسی تک نا پہنچے، سیکرٹ رہے۔"

کرنل صاحب بول رہے تھے۔

"جی سر۔"

ارمان بولا۔

''ہم اسے سیکرٹ رکھیں گے اور میجر کیٹ کے ساتھ شامل کرکے مشن میں استعمال کریں گے۔۔۔کسی کو کان و کان خبر نا ہو۔''

کرنل صاحب نے کہا تو ارمان کے دل کو دھچکا لگا۔

''اوکے سر۔۔۔۔بٹ آئی وانٹ ٹو ٹیل یو سمتھنگ۔''

ارمان نے سر کھجایا کیونکہ رشی نے اسکی طرف دیکھا تھا۔

''ہاں بولو۔''

کرنل صاحب نے کہا۔

''سر رشیکا التنسا از ناؤ مائی وائف۔''

ارمان جھجکتے ہوئے بولا۔

''ویری گڈ مائی بوائے۔۔۔۔تمہیں جانچ پڑتال کے لیے بھیجا تھا، تم لڑکی پہ لٹو ہو گیے۔''

کرنل صاحب نولے تو ارمان خجل سا ہو گیا۔

''آرمی میں شادی الاؤ نہیں ہوتی۔۔۔۔اتنی جلدی۔''

کرنل صاحب سنجیدہ ہوئے۔

''آئی نو سر۔۔۔۔مجھے تو ہے نا کیونکہ میں میجر ہوں اور رشی ابھی کینڈیڈیٹ بھی نیں بنی۔۔۔۔۔۔۔امی کو پسند تھی وہ۔''

ارمان نے تفصیلاً کہا۔

''اوکے۔۔تو پھر تو معاملہ زیادہ آسان ہو جائے گا۔۔۔اپنی بیوی کو سیکرٹ رکھو۔۔۔۔''

کرنل صاحب نے کہا۔

''شیور سر۔''

ارمان نے کہااور تھوڑی بہت بات کے بعد فون رکھ دیا۔

رشی فارغ ہ چکی تھی۔

موٹرایک سائیڈ پہ رکھی۔ایپرن اتار کے لٹکا یااور ہاتھ دھونے لگی۔

ارمان نے مسکراتی نظر اس پہ ڈالی اور نیچے اتر گیا۔

❤❤

آج نکاح تھاان کا گھر میں چہل پہل معمول سے ہٹ کے تھی۔شاہنواز نے زیادہ لوگ مدعو نہیں کیے تھے۔

منہا اسکی فیملی اور شاہنواز کی بہن زرقا بانو اور اسکی دو بیٹیاں تھیں۔

ارمان نے اپنے کچھ دوست مدعو کیے تھے۔اور کوثر خاتون کے چند رشتہ دار تھے۔

منہا اور اسکی کزنز نے مل کے رشی کو تیار کیا،لائٹ ریڈ کلر کی ہلکے کام والی میکسی میں سنجیدہ سے بیٹھی پر وقار لگ رہی تھی۔ریڈ لپ سٹک لگے ہونٹ،پیشانی پہ خوبصورت بندیا جو سر ہلانے سے جھولنے لگتی،کانوں میں بندے اور گلے میں گردن سے چپکا خوبصورت گلوبند اور رانی ہار۔۔۔۔۔۔حسن کو سنوارا گیا تھا بڑی خوبصورتی کے ساتھ۔

''لڑکے والے آ گیے۔''

کسی کا جملہ رشی کی سماعت سے ٹکرایا تو دل انجمن کے سارے پھول پھڑ پھڑا اٹھے تھے۔

New Era Magazine

دھڑکن میں بتدریج اضافہ ہونے لگا تھا اور پیشانی پر پسینے کی ننھی ننھی بندیں چمکنے لگیں تھیں، حالتِ زار عجیب ہونے لگی تھی۔

"واہ دلہا تو کمال ہے۔"

رشی کی پھوپھی زاد سونیا شوخی سے بولی۔

شرمیلی مسکراہٹ نے سرخ لپسٹک سے مزین ہونٹوں کا احاطہ کیا۔

لالی رخساروں پر پھیلنے لگی تھی۔

رشی نے سر جھکالیا۔

"تمہیں شرم آرہی ہے رشو۔"

منہا ورطہ حیرت میں غوطہ زن ہوئی ی۔

"نہیں۔۔۔۔پریکٹس کررہی ہوں گدھی۔"

رشی چڑ کے بولی۔

منہا ہنس دی۔

"بہت ہینڈسم لگ رہا ہے۔"

منہا نے سرگوشی کی۔

رشی نے سر جھکالیا لفظ ختم ہوگے تھے شاید۔

"اتنی بھی پریکٹس نا کرو کہ وہ پانی بھی مانگے تم شرما شرما کے دوہری ہو جاؤ۔"

منہا نے چھیڑا تو رشی نے پیر اسکے پیر پہ مارا۔

New Era Magazine

"اااافففففف۔۔۔۔جنگلیوں والی حرکتیں ہیں تمہاری۔"

منہا پیر سہلاتے ہوئے بولی۔

"اوئے رشی تمہارا دولہا تو رخصتی پہ اڑ گیا ہے۔"

سونیا بھاگی بھاگی اندر آئی ی۔

"کیوں۔"

رشی بے ساختہ بولی۔

"پتہ نہیں۔۔۔۔لگتا ہے تمہارا کچھ زیادہ ہی دیوانہ ہے۔"

سونیا اسے چھیڑتے ہوئے بولی۔

رشی مسکرا بھی نا سکی، سکا چدماغ رخصتی پر اڑ گیا۔

"میں دیکھتی ہوں۔"

منہا اٹھ کے باہر چلی گ ئی۔

رشی مضطرب سی ہو گ ئی۔

انگلیاں چٹخاتی وہ شدت سے منہا کی منتظر تھی۔

"کیا ہوا۔"

منہا اندر آئی ی تو رشی بے چینی سے بولی۔

"شاہنواز انکل کے ساتھ کمرے میں ہیں۔"

منہا بیٹھ گ ئی۔

New Era Magazine

"دیکھو ارمان بیٹا۔۔۔ ناہم نے کوئی تیاری کی ہے نا کچھ۔۔۔۔ اِسے کیسے رخصتی کر دیں ہم۔"

عشرت بیگم پریشان سی بولیں۔

"آنٹی تیاری جو ہوئی ہے بس ٹھیک ہے۔"

ارمان نارمل سا بولا۔

"ہماری اکلوتی بیٹی ہے رشی۔"

عشرت بیگم کسی طور پر راضی نا تھیں رخصتی کے لیے۔

"پہلے بتایا ہوتا تو کچھ کر لیتے۔"

شاہنواز صاحب بولے۔

"مجھے کل کال آئی ہے آرمی سے اس وجہ سے ارجنٹ میں فیصلہ لینا پڑا۔"

ارمان بولا تو شاہنواز نے ہنکارا بھرا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ دل مطمئن نہیں پر تمہارے اصرار پر رخصتی کی ہامی بھر رہا ہوں۔"

شاہنواز کچھ سوچتے ہوئے بولے۔

"بہت شکر گزار ہوں۔"

ارمان مطمئن ہوا۔

"پر نا جہیز بنایا نا کچھ اور۔۔۔۔ میری اکلوتی بیٹی ہے رشی۔۔۔ سو ارمان ہیں میرے۔"

عشرت بیگم جھنجھلا کے بولیں۔

New Era Magazine

”آنٹی مجھے جہیز نہیں چاہیے۔ارمان آپ پھر پورے کر لیجیے گا،ہم دوبارہ شادی کر لیں گے۔“

ارمان نے کہا تو عشرت بیگم نے خفا خفا سی نظر ارمان پر ڈالی۔

”پلیز۔“

ارمان ملتجی ہوا تو عشرت بیگم نے ناچار ہاں کر دی۔

”مولوی صاحب کو بلواؤ۔“

شاہنواز صاحب بار نکلتے ہوئے بولے۔

مولوی جھٹ پٹ حاضر ہوا اور نکاح پڑھوا دیا۔

رشی کے ہونٹ کپکپا رہے تھے اچانک رخصتی کا سن کر بری طرح کنفیوز ڈ ہو گئی تھی۔

نکاح ہوا دعا مانگی گئی اور مبارکباد کا شور بلند ہوا۔

نکاح کے بعد دعوت کھلی اور لوگ سیر ہو کر کھانے لگے۔

”یو آر آوائی ف آف میجر۔۔۔اینڈ ان شاءاللہ یو ول بی آ میجر۔۔۔سو پلیز ڈونٹ ری ایکٹ لائی ک سلی گرلز۔“

ارمان سرگوشی کے انداز میں بولا۔

”بی بریو۔۔۔تمہیں آرمی میں ایجینٹ کے طود پر سلیکٹ کیا گیا ہے اور تم بے وقوفوں کی طرح رونے کے بہانے ڈھونڈھ رہی ہو۔“

ارمان بولا تو رشی کو اس پہ بے تحاشا غصہ آیا۔

وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی پر دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔

"آئی ی ایم بریو۔"

خود سے مخاطب ہوئی ی۔

ارمان نے ایک مسکراتی نظر اسکے کانفیڈینٹ چہرے پر ڈالی اور شکر ادا کیا۔

کھانے سے فارغ ہوئے تو رخصتی کا شور اٹھا۔

رشی کا دل بھر آیا۔

پر اسے رونا نہیں تھا۔

خود پہ بند باندھے وہ سب کے گلے لگی۔

عشرت بیگم کے لگے لگتے آنکھیں بھیگنے لگیں تھیں۔

بھیگی آنکھوں سے وہ گاڑی میں بیٹھ گئی۔

گاڑی میں صرف رشی، ارمان اور ڈرائیور تھے۔

"امی کو بہو پہ کچھ زیادہ ہی پیار آتا ہے، ایویں گاڑی منگوالی، تیسرے گھر تو جانا تھا۔۔۔پیدل بھی چل سکتی تھی تم۔"

ارمان شرارت سے بولا تو رشی نے سر اٹھایا۔

ایک اچانک رخصتی کا دکھ اور اوپر سے ارمان کی باتیں۔۔

"ایک منٹ گاڑی روکیں۔"

کرخت لہجے میں بولی۔

ڈرائیور نے گاڑی روک لی۔

"کیا ہوا۔"

ارما کو حیرت ہوئی ی۔

رشی نے ایک غصیلی نگاہ اس پہ ڈالی۔

کاٹن کے وائٹ کلف زدہ سوٹ پہ رائل بلیو واسکٹ پہنے بازو فولڈ کیے ہوئے تھے۔ شیو کو خوبصورت انداز میں تراشا ہوا تھا اور بال فلو سٹائل میں سیٹ تھے۔ وہ واتل تو لگ ہی رہا تھا پر فلحال غصہ بہت تھا اسے۔

"نکلو باہر۔"

رشی کی پیشانی پہ بل پڑ چکے تھے۔

"کیوں۔"۔ارمان حیرت سے سیدھا ہوا۔

"اوکے۔۔میں چلی جاتی ہوں۔"

رشی اترنے لگی تو ارمان نے بازو سے پکڑا۔

"ہوا کیا ہے۔"

ارمان سمجھا نہیں اسکی بات۔

"مجھے آئس کریم لا کے دو۔"

رشی ٹیک لگا کہ بیٹھتی حکمیہ لہجے میں بولی۔

"کتنی منہ پھٹ دلہن ہو۔"

ارمان جھنجھلایا اسکی بات پہ۔

New Era Magazine

"جا رہے ہو یا میں جاؤں۔"

رشی نے دوبارہ گاڑی کا دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

ارمان منہ بنا کے گاڑی سے اترا تو رشی نے جھٹ پٹ دروازہ لاک کر لیا۔

شیشہ نیچے کرکے اسکی پریشان شکل پہ مسکراتی نظر ڈالی۔

"تیسرا گھر تو ہے، چل کے آجانا۔"

رشی چڑاتے ہوئے بولی اور شیشہ چڑھالیا۔

"چلیں انکل۔"

رشی شاہانہ انداز میں بولی۔

ارمان کو سخت تاؤ آیا اس پہ۔

"اففف۔۔۔ میں بھول کیسے گیا کہ یہ رشی ہے۔"

سڑک کنارے چلتے ارمان نے جیب سے موبائل نکالا اور کسی کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"جلدی آؤ پھر بتاتا ہوں۔"

لوکیشن بتا کے ارمان نے موبائل جیب میں ڈالا اور دھیرے دھیرے چلنے لگا جب اسکا دوست بائک لیے آگیا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو، تم تو بھابھی کے ساتھ تھے۔"

شاہد حیرت سے بولا۔

"کچھ کام تھا، کسی سے ملنا تھا، پر اب کینسل ہو گیا۔"

ارمان بیٹھتے ہوئے بولا۔

"محلے سے باہر رشی نے گاڑی رکوادی۔

ارمان نے دیکھا گاڑی کھڑی ہے تو بائیک سے اتر گیا۔

رشی نے دروازان لاک کر دیا۔

"چلو۔"

ارمان بیٹھتے ہوئے بولا۔

اس کا خفا خفا چہرہ دیکھ رشی نے مسکراہٹ ضبط کی۔

ارمان رخ موڑے بیٹھا رہا۔

"پورے من سے دل لگا کہ ٹریننگ کرنا نسا۔"

ہادیہ اسے نصیحتیں کر رہیں تھیں۔

"مما۔۔۔آئی ی مس یو۔"

نسا نم لہجے میں بولی۔

"مس یو ٹو مائی ی لو۔"

ہادیہ نے محبت سے نسا کی پیشانی چومی۔

نسا نے ان کے ہاتھ پہ بوسہ دیا اور بیگ اٹھائے گھر سے نکلی۔

New Era Magazine

ہادیہ نے بے شمار دعاؤں کے حصار میں اسے رخصت کیا اور غمگیں سی پلٹ آئی یں۔

نِسا کاکول ملٹری اکیڈمی پہنچ گئی۔

PMA long course کے زریعے اسے کیپٹن بننا تھا۔

سٹڈی کے ساتھ ساتھ کیڈٹ کو ٹریننگ دی جاتی تھی۔

کاکول ملٹری اکیڈمی کے گیٹ کے سامنے رک اس نے مسکراتی نگاہ پوری عمارت پر ڈالی۔

صاف ستھرا اور پر سکون ماحول تھا۔

وہ چلتی ہوئی ایک سائڈ پہ چلی گئی، جہاں کافی لڑکیاں اور لڑکے باتوں میں مصروف تھے۔

''السلام و علیکم کیڈیٹس۔''

آرمی یونیفارم میں ملبوس سینیر آفیسر سب سے مخاطب ہوئے۔

انہیں ضروری باتیں بتا کر چلا گیا۔

سب کینڈیڈیٹس اپنے اپنے روم کی جانب بڑھے۔

''السلام و علیکم۔۔۔ایم روبی۔''

نِسا کی روم میٹ نے ہاتھ بڑھایا۔اس روم میں وہ تین لڑکیاں تھیں۔

''وعلیکم سلام میں نِسا۔''

نِسا نے مسکرا کر کہا۔

''ایم شہلا۔''تیسری لڑکی بولی۔

"یو آر سو گو جیس نسا۔"

شہلا توصیفی لہجے مں بولی۔

"تھینکس۔"

نسا ایک ادا سے بولی۔

"چلو ریسٹ کریں۔۔۔شام میں ہمیں میس پہنچنا ہے۔"

روبی نے کہا تو سب باری باری چینج کر کے سو گ ئی یں۔

❤❤

مو بائ ل بجا تو منہا کی آنکھ کھلی۔

نو بج رہے تھے، سورج چمک رہا تھا شاید، صحن کا چمکتا فرش بتا رہا تھا، رات دیر تک عشرت بیگم کے پاس رہی تھی۔

"السلام و علیکم۔"منیہا جمائ ی روکتی بولی۔

"واٹ۔۔۔۔اوکے۔۔۔اوکے سر۔"

وہ اچھلتی ہوئ ی بیڈ سے اتری۔

"مما۔۔۔۔۔عمیر۔۔۔۔"

منہا پاگلوں کی طرح باہر دوڑی۔

"مما۔۔۔۔"

سارے کمرے چھان مارے وہ شاید ہمسائے گھر گ ئی یں تھیں۔

New Era Magazine

''اوہ اللہ جی۔۔۔۔۔ شکریہ۔۔۔۔''

وہ سرشار سی گھومتی ہوئی ی بولی۔

دوپٹہ پھیلائے گھومتی کھلکھلا کے ہنس رہی تھی۔

اسکی کھلکھلاہٹیں پورے گھر میں گونج رہیں تھیں۔

وہ دوڑتی ہوئی ی کمرے میں گ ئی اور الماری سے کپڑے نکالنے لگی۔

کپڑے لیے واش روم میں گھسی، چینج کیے تیاری کی، عبایا پہنا اور عجلت میں کمرے سے نکلی۔

''کہاں جا رہی ہو منہا بیٹا۔''

ماں حیرت سے بولیں۔

''مما۔۔۔۔ پیاری مما۔۔۔۔۔ کال آگ ئی آرمی سے ٹیسٹ کی۔''

وہ چہک کے بولی۔

''ماشااللہ۔۔۔۔ اللہ ڈھیروں کامیابیاں دیں۔''

انہوں نے بے اختیار منہا کی پیشانی چومی۔

''میں رول نمبر سلپ لے آؤں بینک سے۔''

وہ باہر کی طرف بڑھنے لگی۔

''ناشتہ تو کرلو۔۔۔۔ رات بھی کچھ نہیں کھایا تم نے۔''

ماں تھیں، فکرمند ہوئیں۔

''آکہ کروں گی ناشتہ آپ بنائیے۔''

وہ گیٹ عبور کر گئی۔

"شکر ہے اسکی خوشیاں بھی لوٹیں، عاصم نے تو میری بچی کی مسکراہٹیں چھین لیں تھیں۔

وہ اسے دعائیں دیتی کچن کی طرف چل دیں۔

♥♥♥

وہ لوگ گھر پہنچے تو کوثر خاتون نے ان کا بہت اچھا استقبال کیا۔

رشی کو ارمان کے کمرے میں بٹھا دیا گیا۔

پورا کمرہ فلاورسے سجایا ہوا تھا۔ ہر دیوار پر آکڈز چاور روز سے گلدستے بنائے گیے تھے۔

بیڈ کے اطراف میں آکڈز ٹیولپ اور گلاب سے خوبصورت گلدستے بنائے ہوئے تھے۔ بیڈ کے اوپر تکون ٹائپ چھت جو صرف ٹیولپس سے بنی ہوئی تھی اور تکون سے نیچے گرتی گلاب کی لڑیاں۔۔۔۔۔ پورا کمرہ خوشبو سے معطر تھا۔

رشی بیڈ کے وسط میں بیٹھی تھی۔

اسے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا ارمان کمرے میں آیا۔

رشی نے ایک نظر اسکے خفا خفا چہرے پہ ڈالی اور مسکرا دی۔

ارمان سیدھا واش روم میں گیا۔

فریش ہو کہ آیا تو رشی کے پاس جا بیٹھا۔

"السلام و علیکم۔"

New Era Magazine

لہجے میں خفگی نمایاں تھی۔

”وعلیکم السلام۔“

رشی نے ٹھوڑی گھٹنوں پہ رکھ لی۔

”ہاتھ دو۔“

ارمان ہنوز سنجیدگی سے بولا۔

رش ی نے ہاتھ آگے کر دیا۔

ارمان نے رنگ اسکی انگلی میں پہنادی۔

نازک سی گولڈ کی رنگ اسکے ہاتھ میں جچ رہی تھی۔

”اب سو جاؤ۔۔۔۔مجھے کچھ کام ہے۔“

ارمان سنجیدگی سے کہتا الماری سے لیپ ٹاپ اٹھاتا صوفے پہ جا بیٹھا۔

رشی نے اسے منانے کا سوچا اور بیڈ سے اتری۔

”آج سے منانا شروع کر دیا، تو سر پہ چڑھ جائے گا۔“

سوچتے ہوئے الماری کی طرف بڑھی۔

سادہ سا سوٹ نکالا اور واش روم کی طرف بڑھی۔

چینج کر کے آئی تو اسے ہنوز لیپ ٹاپ میں مگن پایا۔

”لائٹ بند کر دیں، مجھے نیند نہیں آئے گی ایسے۔“

رشی لیٹتے ہوئے بولی۔

New Era Magazine

"میں کام کر رہا ہوں۔"

ارمان مختصر بولا۔

"مجھے نیند آرہی ہے۔"

رشی کو غصہ آنے لگا تھا۔

"نازک حسیناؤں والے کام آرمی میں نہیں چلتے،ہر طرح کے حالات میں سروائیو کرنے کی عادت ڈالیں۔"

لیپ ٹاپ پہ نظریں مرکوز کیے وہ سنجیدگی سے بولا۔

"فلحال میں ایک سویلین ہوں،لائٹ بند کریں۔"

منہ بنا کے بولتی وہ لیٹ گئی۔

آنکھیں بند کیں پر نیند کہاں آنے والی تھی۔

وہ اٹھی اور کمرے سے نکل گئی۔

پورا گھر خاموشی میں ڈوبا تھا،مہمان جا چکے تھے۔

وہ کچن کی طرف بڑھی۔

کچن کے کیبنیز میں کچھ تلاشنے لگی۔

ایک کیبن سے پلاس مل گیا۔دوپٹے تلے چھپائے وہ کمرے میں آگئی۔

ارمان نے ایک نظر اس پہ ڈالی اور دوبارہ کام کرنے لگ گیا۔

تھوڑی دیر بعد آہٹ ہوئی رشی نے آنکھیں کھولیں تو ارمان واش روم کی طرف جا رہا تھا۔

New Era Magazine

جیسے ہی وہ اندر گیا رشی لیپ کے بورڈ کی طرف بڑھی۔

وائی رنگ پائپ کو پلاس سے کاٹا اور جلدی سے تار کاٹ دی۔

کمرہ اندھیرے میں ڈوب گیا۔

وہ مسکراتی ہوئی دوبارہ لیٹ گئی۔

"لائٹ کیسے چلے گئی۔"۔واش روم سے نکلا تو کمرہ اندھیرے میں ڈوبا دیکھ بڑبڑایا۔

بٹن پریس کیا پر بلب نہیں جلا۔

ارمان باہر نکلا تو لائٹ تھی۔

دوبارہ دیکھا تو بورڈ کی تار کٹی ہوئی تھی۔

ارمان نے مڑ کے رشی کی طرف دیکھا، جو سوتی بن رہی تھی۔

"پیاری بیگم صاحبہ ہم تو چلے چھت پہ سونے، آپ سڑو اب گرمی میں۔"

ارمان نے بیڈ سے تکیہ اٹھایا اور الماری سے کمفلٹر نکال کے باہر نکل گیا۔

"اوہ مائی گاڈ۔۔۔۔۔میں نے مین وائیر کاٹ دی۔"

رشی اٹھ کے بڑبڑائی۔

چلو اب جوڑ لیتی ہوں"

موبائل ٹارچ آن کیے وہ بورڈ کی طرف بڑھی۔تار کٹنے سے چھوٹی ہو گئی تھی۔

ایک انچ کا پیس چاہیے تھا اسے جوڑنے کو۔

کمرے میں اے سی کی ٹھنڈک کم پڑنے لگی تھی۔

رشی دوبارہ کچن میں گ ئی۔

کہیں بھی کوئی ی ایکسٹرا تار نظر نہیں آئی ی۔

وہ مایوس سی کمرے میں آگ ئی۔

کمرے میں حبس بڑھنے لگا تھا۔

رشی کو جلد بازی کا احساس ہو گیا۔

نیند بھی شدید تنگ کر رہی تھی اور بے بہا گرمی بھی۔

وہ کوفت سے اٹھی اور کچن میں چلی گ ئی۔

کچن سے سٹور کا رخ کیا، سٹور کے بورڈ سے تار نکالی۔

اس دوران وہ پسینے سے شرابور ہو چکی تھی۔

”ن ئی نویلی دلہن کی روپ میں مما مجھے یہ کام کرتے دیکھ لیں تو سر قلم کر دیں۔“

خود سے بڑبڑاتی وہ کمرے میں آگ ئی۔

موبائ ل منہ سے پکڑے تار جوڑنے لگی۔

تار جوڑلی تھی۔اب سکاچ ٹیپ ندارد تھی،

اس نے شاپر لپیٹ کے گرہ دی،اور سوئچ آن کیا۔

”اوہ شکر ہے۔“

بلب جلا تو اس نے سکھ کا سانس لیا۔

کپڑے پسینے سے بھیگ چکے تھے،اس نے الماری سے دوسرا سوٹ لیا اور نہا کر لیٹ گ ئی۔

ارمان نیچے آیا تو کمرہ ٹھنڈا دیکھ ہنس دیا، وہ جانتا تھا وہ کچھ نا کچھ ضرور کر لے گی۔

نیند کا خمار تھا جب روبی نے اسے کھینچ کے اٹھایا۔

"چلو ٹائم کم ہے۔"

روبی یونیفارم سیٹ کرتے ہوئے بولی۔

"شہلا اٹھ گئی۔۔۔؟"

نسا مندی مندی آنکھوں سے بولی۔

"جی وہ ریڈی ہیں۔"

روبی نے کہا تو نسا بے دلی سے اٹھ کے واش روم میں گھس گئی۔

یونیفارم پہنا اور باہر نکل آئی جلدی سے تیاری کی اور ان کے ساتھ نکل آئی۔

"آپ کینڈیڈیٹس نمبر 282726 لیٹ آنے کے باعث گراؤنڈ کے تیس چکر نکالیں۔"

آفیسر ان سے مخاطب ہوا۔

"وہاں سے رائفل اٹھالیں"

آفیسر کا اگلا حکم۔

نسا کو شرمندگی نے آگھیرا۔

روبی اور شہلا رائفلز کی طرف بڑھیں تو وہ بھی بڑھ گئی۔

انتہائی وزنی رائفل تھی یا اسے لگ رہی تھی۔

New Era Magazine

گراؤنڈ کے دس چکر نکالتے وہ بری طرح تھک چکی تھی۔

''نسار کومت ورنہ پھر سے شروع کروادیں گے۔''

شہلاہانپتی ہوئی ی بولی۔

نساٹانگیں گھسیٹتی جیسے تیسے کر کے تیس چکر مکمل کیے،اس کے کندھے بری طرح تھک چکے تھےاور ٹانگیں شل ہو گ ئی تھیں۔

''آج پہلا دن تھا۔''

نسا آرمی آفیسر پہ خفا تھی۔

''چھوڑو اب۔۔۔۔نیکسٹ ٹائی م ایسا نا ہو۔''

روبی نے کہا تو نسا نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

ان کا ٹائی م چکر کاٹتے ہی پورا ہو گیا تھا۔

وہ واپس ہاسٹل آئی یں۔

''مجھ سے نہیں چلا جا رہا۔''

نسا رو دینے کو تھی۔

انہیں بیٹھے آدھا گھنٹہ بھی نہیں ہوا تھا کہ بیل بج گ ئی۔

''چلو جلدی۔''

شہلا باہر کی طرف بھاگی تو روبی اور نسا بھی نکل گ ئی یں۔

''اب کہاں۔''

نسا نے شہلا کی طرف دیکھا۔

"کھانا کھانے۔۔۔پانچ منٹ ملیں گے، مینرز کو ملحوظ رکھ کے اسی میں کھانا مکمل کرنا ہے۔"

شہلا کہ رفتار ہنوز وہی تھی۔

نسا کو اسکے ساتھ ملنے پر بھاگنا پڑ رہا تھا۔

"واٹ۔۔۔کھانا کھانے کو بھاگ رہے ہیں۔"

نسا کمر پہ ہاتھ ٹکائے کھڑی ہو گئی۔

"چلو۔۔۔" روبی نے اسے کھینچا۔

ہال میں آرمی آفیسرز بھی موجود تھے۔

سط اپنی اپنی سیٹ پر بیٹھ گیے۔

کینڈیٹ 1"

آرمی آفیسر بولا۔

"سدرۃ المنتھا۔

کینڈیڈیٹ2.

فائی زہ علی۔

کینڈیڈیٹ3

بریرہ زینب

سب کنڈیڈیٹس اپنے رول نمبر پر اٹھتے اور نام بول کر بیٹھ جاتے۔

New Era Magazine

کینڈیڈیٹ15.

لائبہ ظفر۔

نسا کی ہتھیلیاں بھیگنے لگیں تھیں۔

آرمی اسکی سوچ سے زیادہ ٹف تھی،وہ جو جنون تھا کہیں آرمی جوائن کرنے والا۔۔۔اب نہں رہا تھا۔

”کینڈیڈیٹ26

آفیسر کی آواز پر شہلا فوراً کھڑی ہو گئی۔

”شہلا نور۔“

شہلا بولی تھی۔

کینڈیڈیٹ27

رابعہ تبسم۔

روبی بولی۔

”کینڈیڈیٹ28.

نسا۔۔۔زیب النسا

نسا گھبرا کر بولی۔

”کینڈیڈیٹ28زیب النسا وائے آر یو کنفیوزڈ۔“۔

آرمی آفیسر کے بولنے پر اسکے رہتے سہتے اوسان بھی خطا ہو گیے۔

"بی کانفیڈینٹ۔"

آفیسر کی آواز میں عظم اور پختگی دیکھ اسے ڈھارس ملی تھی۔

"یور ٹائم سٹارٹ ناؤ۔"

انٹروڈکشن کے بعد کھانے کا ٹائم دیا گیا تھا۔

"یو ہیو جسٹ فائیو منٹس۔"

آفیسر کی آواز ہال میں گونج رہی تھی۔

"ٹرائے ٹو فالو ٹیبل مینرز۔"

آفیسر نے مخاطب کیا تو سب کے ہاتھ ہلکے ہوئے۔

شہلا انتہائی نفاست سے کھانا کھا رہی تھی۔

نِسا اپنی پلیٹ پہ جھکی کھانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"سٹاپ۔"

پانچ منٹ ہو بھی گیے۔"

نِسا کی زبان بے اختیار پھسلی۔

"جی ہو گیے۔"

آفیسر کے چہرے پہ مسکراہٹ در آئی۔

باقی سب بھی ہلکا سا مسکرا دیے، نسا خجل سی ہو گئی۔

ہال سے نکلتے وہ سخت مایوس لگ رہی تھی۔

New Era Magazine

"کیاہوامنہ کیوں لٹکا ہے۔"

شہلانے اسکی اداس بھوری آنکھوں میں دیکھا۔

"ایسے کھاناملاتومیں تو مرہی جاؤں گی۔۔۔۔"

بھوری آنکھوں میں ننھے موتی چمکنے لگے۔جو باہر کاراستہ ڈھونڈنے کی کوشش میں سرگرداں تھے۔

"عادت ہو جائے گی یار۔۔۔آج پہلادن تھا۔"

شہلانے اسے تسلی دی۔

"پانچ منٹ میں کیاخاک کھایاجاتاہے۔"

وہ بری طرح دلبرداشتہ لگ رہی تھی۔

شہلانے خاموشی سے اس پیاری سی لڑکی کو دیکھا۔

"میرے بابامجھے ایک سال سے پریکٹس کروارہے تھے۔"

شیلانے کہاتونسانے حیران ہوکے دیکھا۔

"اب سوجاؤ۔۔۔صبح جلدی اٹھناہے۔"

شہلااپنے بیڈپرلیٹ گئی۔

نسادکھتی ٹانگوں کو دبانے لگی۔

روبی اور شہلاسوچکیں تھیں۔

"صبح پھر سے سزاملے گی۔"

New Era Magazine

نسا لیٹ گ ئی۔

جیسے تیسے کر کے نیند نے اسے اپنے آغوش میں لے لیا۔

"گڈ نیوز۔"

منہا چہکی۔

"کیا۔"

رشی سوالیہ انداز میں اسے دیکھنے لگی۔

"گیس کرو۔"

منہا نے اسکے سجے سنورے روپ پہ نظر جمائی یں۔

رائل بلیو کامدار میکسی میں ملبوس تھی، سجا سنوار وپ اسے پورے ہال میں نمایاں کر رہا تھا۔

ارمان رائل بلیو تھری پِس میں ملبوس تھا۔ دونوں چندی آفتاب ماہتاب لگ رہے تھے۔

"عاصم نے بات کر لی ہو گی۔"

رشی نے تکا لگایا۔

"نہیں۔۔۔۔۔عاصم ہی میری کل کائی نات نہیں ہے۔"

پہلی بار منہا کا موڈ بدلا تھا عاصم کے نام پر۔ رشی کو حیرت ہوئی ی۔

"تو پھر۔۔۔۔۔؟"

رشی نے سامنے مہمانوں کے ساتھ ہنستے ارمان کو دیکھا۔

''ٹیسٹ کی کال آگئی ہے۔''

منہا خوشی سے بولی۔

''اوہ سچی۔''

رشی خوشی سے اسے گلے لگاتے ہوئے بولی۔

''مچی۔۔۔۔ایم سو ہیپی۔''

منہا کی خوشی اسکے چہرے سے جھلک رہی تھی۔

وہ ٹی پنک شرارے اور شارٹ شرٹ میں ملبوس تھی۔

ہلکا پھلکا میک اپ اور میچنگ جیولری، منہا بھی کیوٹ لگ رہی تھی۔

''میں تمہارے ساتھ نہیں جا پاؤں گی منہا۔''

رشی افسردگی سے بولی۔

''کیوں۔۔۔۔تمہیں کال نہیں آئی۔''

منہا بولی۔

''نہیں۔۔۔۔مجھے آنی بھی نہیں۔۔۔۔۔مجھے سیکرٹ ایجینٹ کے طور پہ سلیکٹ کیا گیا ہے۔۔۔میری سپیشل ٹریننگ ہوگی، چھ ماہ کے اندر اندر۔۔۔۔ارمان کہہ رہے تھے۔''

رشی بولی تو منہا نے ستائش سے اسکی طرف دیکھا۔

''ویری لکی۔۔۔۔ایجینٹ بن رہی ہو۔''

منہا نے اسے گلے لگایا۔

New Era Magazine

ارمان دونوں کو دیکھا اور مسکرا دیا۔

وہ شہر سے باہر ندی کے پاس بنے میرج ہال میں ولیمہ کے فنکشن پر تھے۔

ہال بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔

ہر طرف رائل بلیو سلک کا کمبینیشن کیا ہوا تھا۔

اعمان کی چوائس بہت عمدہ تھی۔

منہا کا ریٹن انٹیلیجینس ٹیسٹ تھا، وہ تیاری میں مگن تھی۔ بیڈ پر جا بجا کا بیں بکھری پڑیں تھیں۔

فروزی لان کے سوٹ میں ملبوس بال کیچر میں قید کیے، وہ لیپ ٹاپ پر کچھ سرچ کر رہی تھی۔

"دو سال کا شارٹ ٹریننگ کورس ہو گا۔"

سوچتے ہوئے بولی۔

"رشی ہر لحاظ سے لکی ہے۔۔۔ اتنا خوبصورت، کیرنگ، کمپروما ئزنگ ہسبینڈ ملا۔۔۔ آرمی میں ایجینٹ کا سلیکشن بھی ہو گیا۔"

منہا بال پین ہونٹوں میں دبائے سوچ رہی تھی۔

سیاہ ریشمی بالوں کی لٹ پنکھے کی ہوا سے اڑتی چہرے پر آ رہی تھی۔

"آپی یہ لیں بکس۔"

عمیر نے پانچ چھ موٹی موٹی کتابیں اسکے آگے رکھیں، تو اسکی سوچ کا تسلسل ٹوٹا۔

"شکریہ میرے بھائی ی۔"

کتابیں دیکھتے ہوئے پیار سے بولی۔

عمیر وہیں لیٹ گیا۔

منہا پوری طرح کتابوں میں مگن ہو چکی تھی۔

اسے ہر حال میں ٹیسٹ کلیر کرنا تھا۔

کبھی کبھی خواب مقصد حیات بن جاتے ہیں، ایسے خوابوں کا ٹوٹنا انسان کو گور تک پہنچا دیتا ہے۔

منہا کو اپنے ہونے کا مقصد ہی آرمی لگنے لگا تھا۔

آرمی کا جنون محبت سر چڑھ کے بولنے لگا تھا، دل میں کہیں چھپی عاصم کی محبت باہر کا دروازہ ڈھونڈنے لگی تھی۔

❤❤❤

"مما۔"

نسا کے آنکھیں نمکین پانی سے بھر گئی یں۔اسے آرمی کیمپ میں آئے ابھی دو دن ہوئے تھے۔

"کیسی ہو میری جان۔"

ہادیہ ممتا سے چور لہجے میں بولیں۔

"ٹھیک ہوں مما۔۔آپ کیسی ہیں۔"۔

"لہجے کو نارمل رکھنے کی کوشش کی۔

"کیا ہوا ہے پریشان لگ رہی ہو۔"۔ہادیہ کو محسوس ہو گیا تھا۔

"مما آرمی بہت ٹف ہے۔"

ماں کی ہمدردی ملتے ہی آنسو بہہ نکلے تھے۔

"نسا یو آر بریو مائی چائلڈ۔"

ہادیہ پریشان ہو گئی تھیں۔

"مما یہ تو بریو بندے کا بھی کچومر نکال دیں۔"

نسا چڑ کے بولی۔

"یہ تمہارا اپنا خواب تھا چوائس تھی۔۔۔واپس مت آنا۔۔۔مجھے "سورڈ آف آنر" چاہیے

۔۔سمجھی تم۔"

ہادیہ سخت لہجے میں بولی۔

"مما۔۔۔۔ٹوں۔۔۔ٹوں۔۔۔

کال کٹ گئی تھی۔

تین منٹ پورے ہو چکے تھے۔

نسا کا دل کیا فون کھینچ کے دیوار سے اتارے اور زمین پر دے مارے۔

پر پھر بھی غصے سے پیچ کہ آگئی۔

New Era Magazine

''کیا ہوا زیب۔''

شہلا اس کا غصے سے لال بھبوکا چہرہ دیکھ کہ بولی۔

''مما کہہ رہی ہیں۔۔۔۔ مجھے ''سورڈ آف آنر'' چاہیے۔

نسا بیٹھتے ہوئے بولی۔

دونوں بازو بیڈ پہ ٹکائے وہ آنکھیں بند کیے غصہ ضبط کر رہی تھی۔

''چلو آؤ اب چلیں۔۔۔۔ آج ریسنگ کرنی ہے۔''

روبی جوشیلے لہجے میں بولی۔

''دیکھو زیبوا گر تم دل سے کرو تو تم کر سکتی ہو۔۔۔۔ اپنا مائی نڈ سیٹ کرو۔''

شہلا اسے سمجھا رہی تھی۔

''اھر تم کچھ کر نہیں پا رہی تو پہلے مائی نڈ سیٹ لرو پھر دیکھنا تمہیں لچھ بھی مشکل لگے گا۔''

شہلا نے اسکا ہاتھ دبایا۔

''آج ریسنگ ہے۔۔۔۔ ہم کمپیٹیشن رکھتے ہیں۔۔۔۔ دیکھتے ہیں کون جیتتا ہے ہم تینوں میں سے۔''

شہلا نے کہا تو نسا نے اسکی طرف دیکھا۔

''تم دونوں جیت جاؤ گی۔''

نسا منہ بنا کے بولی۔

''تم ہمیں جیتنے نا دو۔''

New Era Magazine

روبی نے اپنا یونیفارم سیٹ کیا۔

"چلو اب ٹائم کم ہے۔"۔ شہلا بھی ریڈی تھی۔

رشی نے اپنا یونیفارم اٹھایا۔

"اتنی گرمی میں اتنا موٹا یونیفارم۔۔۔ کیا تھا اگر لان کا بنوا لیتے۔"

منہ بناتے وہ واش روم میں گھس گئی۔

شہلا اور روبی ہنس دیں اسکی بات پہ۔

"آج اسے جیتنے دینا۔۔۔ کچھ تو مائنڈ سیٹ ہو اسکا۔"

روبی بولی تھی۔

"ہاں۔۔۔ بہت پیار آتا ہے مجھے اس پہ۔۔۔ کتنی کیوٹ سی ہے۔"

شہلا پیار سے بولی۔

اتنے میں نسا یونیفارم پہن کے آ گئی۔

یونیفارم میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"چلو۔۔۔ ابھی پانچ منٹ ہیں۔"

وہ شہلا اور روبی کے ساتھ روم سے نکلی۔

سارے کیڈیٹس پہنچ گئے تھے۔

آج ریسنگ تھی اور سب تقریباً ریڈی تھے۔

"دیکھو زیبو ہر کوئی پر جوش نظر آ رہا ہے۔"

New Era Magazine

روبی نے کہا تو نسا نے سب کے چہروں پر نگاہ دوڑائی ی۔

ہر کوئی ی تیار تھا۔

❤️❤️❤️

"یہی محبت تھی تمہاری۔"

ہانی کا ٹیکسٹ آیا تھا۔

عاصم نے دیکھا اور موبائل رکھ دیا، وہ مغزماری کے موڈ میں نہیں تھا۔

آج ان کی پریڈ تھی۔اسکے بعد پورا بیچ آرمی میں لیفٹیننٹ کے طور پر بھیج دیا جانا تھا۔

عاصم نے یونیفارم پہنا اور کیپ سیٹ کی۔

ہانی کی کال آنے لگی۔

"السلام وعلیکم۔"

عاصم روم سے نکل کر سائیڈ پر آگیا۔

"کہاں تھے۔۔۔؟"

ہانی کا وہی تند و تیز لہجہ۔

"فائنل پریڈ ہے اسی کی تیاری میں۔۔عاصم سنجیدگی سے بولا۔

"مطلب وہ صرف تمہاری باتیں تھیں، میں مر جاؤں گا۔۔۔مجھے یہ ہو جائے گا وہ ہو جائے گا۔۔۔"

ہانی اسکی کہی گئی باتیں یاد کروا کے بولی۔

”تھوڑا فارغ ہو جاؤں تو پھر بات کروں گا نا۔“

عاصم کا لہجہ کچھ نارمل ہوا۔

”اور وہ کب ہو گے۔“

ہانی نے پوچھا۔

”بس دو چار دن میں۔۔۔“

عاصم نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔۔۔یہ نا سمجھنا میں مر رہی ہوں تمہارے بغیر۔۔۔۔۔اسلیے پوچھا کہیں ٹریننگ میں ٹپک تو نہیں گیے۔“

ہانی آخر میں قہقہہ لگا کے بولی۔

عاصم نے لب بھینچ لیے۔

”میرے مرنے کا اتنا انتظار ہے تمہیں۔“۔

عاصم دکھ سے بولا۔

”تمہارے مرنے سے مجھے کیا فائدہ ہو گا۔۔۔۔جبکہ تمہارے زندہ ہونے کا بھی فائدہ نہیں ہے۔“

ہانی لاپرواہی سے بولی۔

”ہانی یہ جو محبت ہوتی ہے نا اسے سمجھا جاتا ہے،جو نہیں سمجھتا نا اسکے لیے جذبات محض ڈائیلاگز ہوتے ہیں۔اور محبت نفع نقصان فائدوں سے بہت پرے بے لوث وفاؤں کے

New Era Magazine

ستونوں پر کھڑی خلوص کی ایسی عمارت ہوتی ہے جو خوابوں سپنوں خواہشوں سے کھڑی کی جاتی ہے۔۔۔۔محبوب من کی زرا سی تلخی ہر دیوار میں دراڑ ڈال دیتی ہے۔۔۔۔ہماری محبت کی اس عمارت میں اتنی دڑایں مت ڈالو کے عمارت زمین بوس ہو جائے اور ہاتھوں میں محض پچھتاوں کا ملبہ رہ جائے۔"

عاصم ٹھنڈے لہجے میں بولا۔

"تمہارا کہنے کا مطلب کیا ہے۔۔۔میں دڑایں ڈالتی ہوں۔۔۔عاصم تم چاہتے کیا ہو۔۔۔؟؟

ہانی کو اسکی بات نے غصہ دلا دیا۔

عاصم نے ٹھنڈی سانس خارج کی۔

"تم غلط کیوں سمجھ رہی ہو ہانی۔"

عاصم کو اسے سمجھانا بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف لگا۔

"ہاں میں غلط سمجھ رہی ہوں۔۔۔تم جامرضی کہتے پھر وہ صحیح ہے میں غلط ہوں۔۔۔۔"

ہانی بھڑک کے بولی۔

"میں نے ایسا نہیں کہا یار میری بات کو سمجھو۔۔۔تمہارا تیز لہجہ مجھے اکثر ہرٹ کرتا ہے۔"

عاصم اکتا کے بولا۔

"اپنی ایکس سے بات کیا کرو پھر۔۔۔اسکا لہجہ تو بہت میٹھا تھا نا۔۔۔تمہیں مٹھاس بھی راس نا آئی۔"

New Era Magazine

ہانی تڑخ کہ بولی۔

"ہانی اسکا یہاں کیا زکر۔"

عاصم تیز لہجے میں بولا۔

"بڑی مرچیں لگیں اسکے زکر پر۔۔۔"

ہانی کہاں بعض آنے والی تھی۔

"مائنڈ یور لینگویج ام ہانی۔"

عاصم سخت لہجے میں بولا۔

"آج کے بعد مجھے کال یا میسیج کیا تو یاد رکھنا وہ حشر کرواؤں گی بھول نہیں سکو گے ام ہانی کو۔"

غصے سے چیختی وہ کال بند کر گئی۔

عاصم نے غصے سے مٹھیاں بھینچیں۔

"منہا وائے۔۔۔۔۔کیوں کیا تم نے ایسا۔۔۔؟"

سر ہاتھوں میں گرائے وہ خود سے بڑبڑایا۔

"کیوں تم نے ہماری محبت کا مزاق بنا دیا۔"

آنکھیں نم ہونے لگیں تھیں۔

وہ خود پہ ضبط کرتا کمرے میں واپس آگیا۔

سر بری طرح پھٹنے لگا تھا۔

❤️❤️❤️

New Era Magazine

"رشی پیکنگ کرلو ہمیں آج نکلنا ہے دو بجے تک۔"

ارمان کمرے میں آیا تو رشی ک موبائی ل میں مصروف پایا۔

"مجھے سپیشل ٹریننگ کون دے گا۔"

رشی موبائی ل رکھتے ہوئے اس سے مخاطب ہوئی ی۔

"یہ تو آفیسرز ڈیسائیڈ کریں گے۔"

ارمان نے کہا اور لیپ ٹاپ کھول کے بیٹھ گیا۔

رشی اٹھ کے پیکنگ کرنے لگی۔

"کھانا کھالو بیٹا۔"

کوثر خاتن کمرے میں آئی یں۔

"جی امی۔"

ارمان نے تابعداری سے لیپ ٹاپ بند کیا اور کھڑا ہو گیا۔

"آجاؤ۔۔۔۔بعد میں کرلینا۔"

ارمان رشی سے مخاطب ہوا۔

"آپ چلیں میں آتی ہوں تھوڑی سی رہ گ ئی بس۔"

رشی کپڑے رکھتے ہوئے بولی۔

"خود تو جاتے ہو ساتھ میری بہو کو بھی لے جا رہے ہو۔"

کوثر خاتون خفگی سے بولیں۔

"یہ آپکی بہو کی خواہش ہے، ناپوی کی تو چسر قلم کردے گی میرا۔"

ارمان شرارت سے ہنستے ہوئے بولا۔

رشی نے گھور کے دیکھا اسے۔

کوثر خاتون ہنس دیں۔

رشی نے بیگ بند کیا اور ان کے ساتھ باہر آ گئی۔

"اتنا اہتمام کرنے کی کیا ضرورت تھی امی۔"

رشی نے دستر خوان پر سجے کھانے کو دیکھا۔

"کیوں نہیں بیٹا۔۔۔آج تم لوگ چلے جاؤ گے تو اچھا سا بنا لیا کھانا۔"

کوثر خاتون محبت سے بولیں۔

کھانا کھا کے رشی چائے بنانے کو اٹھ گئی۔

مزیدار سی چائے لیے وہ واپس آئی اور تینوں نے مل کے چائے پی۔

ارمان کی نیچر بہت اچھی تھی، رشی کو اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا۔

تین بجے کے قریب وہ لوگ گھر سے نکل گیے۔

رشی عبایے میں ملبوس تھی۔

ارمان اسے لیے سیدھا کرنل صاحب کے گھر پہنچا۔

"کیسے ہو میجر ملک۔"

کرنل صاحب خوشدلی سے ملے۔

''اللہ کا شکر۔۔۔آپ سنائیں سر۔''

ارمان خوشگوار لہجے میں بولا۔

''سر میری وائف رشیکا التنسا اور رشی یہ ہیں ہمارے کرنل سر۔''ارمان نے تعارف کروایا۔

''السلام و علیکم سر۔''

رشی نے پہل کی۔

''وعلیکم السلام۔۔۔''

وہ دونوں کو لیے اندر آگیے۔

''شادی مبارک بھئی۔۔۔۔تم نے تو کان وکان خبر نا ہونے دی۔''کرنل صاحب بیٹھتے

ہوئے بولے۔

ارمان اور رشی ان کے سامنے رکھے صوفے پر براجمان ہوگیے۔

''آپ ہی کا حکم تھا سر۔''

ارمان ہنستے ہوئے بولا۔

''ہاں سہی ہے۔۔۔میر کندھے پہ بندوق رکھ نے چلاؤ۔''۔کرنل صاحب ہنستے ہوئے

بولے۔

''سر رشی ہاسٹل رہے گی یا سپیشل ہاؤس۔''

ارمان مدعے پر آیا۔

New Era Magazine

"میری فیملی اس وقت سورہی ہے صبح آپکو ملوادوں گا۔" کرنل صاحب رشی کی آنکھوں میں سول پڑھ چکے تھے۔

"اور سرا سپیشل ٹریننگ کون دے گا۔"

ارمان نے پوچھا۔

"چیف سے بات کروں گا صبح اس کے بعد سب فائی نل ہو گا۔۔تب تک یہاں رہ سکتی ہیں۔"

کرنل صاحب بولے۔

"او کے سر۔"

ارمان نے سر ہلایا۔

"کھانا لگواؤں۔"

کرنل صاحب نے انکی طرف دکھا۔

"نہیں سر۔۔۔ہم کھاکے آئے ہیں۔۔۔" ارمان نے نفی میں ست ہلادیا۔

"میں آپ کو کمرہ دکھادیتا ہوں۔۔۔ریسٹ کریں۔۔۔باقی بات صبح ہو گی۔۔۔رات بہت ہو گ ئی ہے۔" کرنل صاحب اٹھتے ہوئے بولے۔

ارمان اور رشی ان کی تقلید میں چلنے لگے۔

کرنل صاحب نے گیسٹ روم کا دروازہ کھول دیا۔

ارمان شکریہ سر کہتا اندر داخل ہو گیا۔

New Era Magazine

کرنل صاحب شب بخیر کہتے چلے گیے۔

"مجھے بھوک لگی ہے بہت۔"

رشی منہ بنا کے بولی۔

"ریڈ شرٹ اور بلیک جینز پہنے بال پونی میں باندھے

آنکھوں میں کاجل کی پتلی سی لہر وہ منہ بنا کے بیٹھی بہت پیاری لگ رہی تھی۔

ارمان نے بیگ کی پاکیٹ سے ایک شاپر نکالا اور ایک کوک نکال کے اسکے آگے رکھ دی۔

رشی حیران ہو گئی۔

"یہ آپ نے کب لیے۔؟

رشی برگر کی بائٹ لیتے ہوئے بولی۔

"جب آپ گاڑی میں گھوڑے گدھے بیچ کر سو رہیں تھیں۔"

ارمان اسکی ناک دباتے ہوئے بولا۔

رشی نے ستائشی نگاہ اسکے مسکراتے چہرے پر ڈالی اور برگر اسکی طرف بڑھایا۔

"آپ کھالو آپ کو بھوک لگی ہے۔"

ارمان نے اسکا ہاتھ واپس اسکے منہ کی طرف کیا۔

"اتنی بھی نہیں لگی کہ خود ہی ندیدوں کہ طرح کھاتی جاؤں۔"

رشی نے برگر دوبارہ اسکی طرف بڑھایا۔

ارمان نے بائٹ لے لی۔

New Era Magazine

"آپ یہ والا لے لیں۔۔۔مجھے یہی کافی ہے۔"

رشی نے دوسرا برگر ارمان کی طرف بڑھایا۔

"آپ کو رات میں بھوک لگ گئی تو۔۔۔۔؟

ارمان نے برگر واپس رکھ دیا۔

"نہیں لگتی۔"

رشی نے کہا۔

"آپ کے ساتھ کھالوں گا۔"

امان نے اسکے برگر سے بائی ٹ لی۔

رشی مسکرادی۔

برگر ختم کیے اور دونوں سونے کے لیے لیٹ گیے۔

جل ہی رشی نیند کی وادیوں میں کھو گئی۔

امان نے مہر محبت اسکی پیشانی پر ثبت کی اور سونے کے لیے لیٹ گیا۔

❤️❤️❤️

سورج کی چمک اور گرمی شدید تھی۔

نسا نے آنکھیں سکوڑ کے سورج کہ سمت دیکھنے کی ایک اور ناکام کوشش کی حالانکہ وہ جانتی بھی تھی کبھی اسکی نگاہ سورج کو تک نہیں پائی یں گی۔

سب اپنی اپنی لائن میں کھڑے ہو گیے۔

New Era Magazine

ایک۔۔۔۔۔

دو۔۔۔۔۔۔

تین۔۔۔۔

گو۔۔۔۔۔۔

آفیسر کی آواز پہ سب دوڑ پڑے۔

میدان کی لمبائی ہی دیکھ نسا کا دل گھبرانے لگا۔

"کم آن نسا۔"

روبی نے بھاگتے ہوئے رفتار ہلکی کی اور نسا کو آواز دی۔

"آئی کانٹ روبی۔"

نسا پھولے سانس سے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے جھک گئی۔

"بی بریو نسا۔"

روبی نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر کھینچا، باقی سب آگے نکل گئی تھیں۔

"لیٹس گو۔"

روبی دوبارہ دوڑنے لگی۔

نسا نے ہمت کی اور دوبارہ اب کے ساتھ دوڑنے لگی۔

وہ بمشکل روبی تک پہنچی تھی۔

کافی دیر ٹریننگ ریسنگ کے بعد انہیں واپس بھیج دیا گیا۔

”نسا کبھی کچھ نہیں بن سکتی کچھ۔۔۔۔مجھے لگتا ہے چند دنوں میں ٹرمینیٹ ہو جائے گی۔“

روبی ہنستے ہوئے بول رہی تھی۔

”اسے اپنے حسن پہ ناز ہے بہت۔۔۔۔پر ہر جگہ حسن کام نہیں آتا۔۔۔۔حسن کی بینڈ بج جانی ہے ابھی چار دنوں میں۔۔۔۔۔آنز آف سورڈ چاہیے اسکی ماما کو۔۔۔۔۔ہاہاہا۔“

شہلا ہنس رہی تھی۔

نسا کو دھچکا لگا۔

”آنز آف سورڈ جی جان مارنے والوں کو ملتا ہے۔۔۔انکی نازک حسینہ تو بات بہ بات رونے بیٹھ جاتی ہے۔۔۔ایسے تو کوئی ی دکھائے بھی آنز اسے۔“

شہلا طنزاً بول رہی تھا یا اسے لگ رہا تھا۔

دروازے پر کھڑی نسا کے دل میں ہر لفظ کسی تیر کی مانند کھب رہا تھا۔

وہ انہی قدموں پہ پلٹ گئی۔ہاسٹل کے لان میں رکھے بینچ پہ بیٹھتے بہت سے آنسو ضبط کے کمزور بند توڑتے آنکھوں کی باڑ پھلانگتے رخسار چومنے لگے تھے۔

رات کی سیاہ چادر پہ ٹمٹماتے تارے جگمگا رہے تھے۔

”میں سورڈ آف اونر لوں گی۔۔۔وہ آنز صرف میرا ہے۔“

چاند کی سمت دیکھتے وہ عہد کر رہی تھی یا خود کو باور کروا رہی تھی، وہی جانتی تھی

❤️❤️

New Era Magazine

پردے سے ہلکی ہلکی روشنی چھن چھن کے اندر آری تھی۔ارمان کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنی بائیں سائیڈ گہری نیند میں سوئی ی رشی کو دیکھا۔

"کتنی معصوم لگ رہی ہے، حرکتیں دیکھو اسکی۔"

ارمان مسکراتے ہوئے خود سے مخاطب ہوا اور اسکے چہرپہ آئے بال ہٹا دیے۔محبت سے اسکی پیشانی چومی اور فریش ہونے چلا گیا۔

واپس آیا تو رشی ابھی بے ک سو رہی تھی۔اعمان نے کھڑکی کی سمت بڑھا اور دبیز پردے ہٹا دیے۔روشنی اندر آنے کا راستہ دیا اور خود بالکونی میں آ گیا۔

کرنل صاحب کا گھر بہت خوبصورت تھا، کشادہ لان اور نفاست سے کٹی گھاس۔۔۔۔

اعمان واپس کمرے میں آ گیا۔

روشنی رشی کے چہرے پر پڑ رہی تھی اس نے تکیہ منہ پر رکھ لیا۔

"پیاری بیگم صاحبہ اٹھنا پسند کریں گی۔۔۔؟

ارمان نے تکیہ اس کے منہ سے ہٹا دیا۔

رشی نے روشنی پڑنے پہ آنکھیں میچیں اور بازو رکھ کیا۔

"رشی اٹھ جاؤ۔"

ارمان نے پیار چسے چاس کا بازا ہٹایا۔

"اوں ہوں۔۔"

رشی منہ بنا کے کروٹ بدل گ ئی۔

”یہ کیا بات ہوئی ی۔۔۔ میڈم ہم اپنے گھر نہیں ہیں۔۔۔ کرنل سر اوران کی فیملی ہمارا ویٹ کررہی ہو گی۔“

ارمان نے اسے سیدھا کیا۔

”میں بہت گہری نیند میں ہوں۔“

رشی تکیہ دوبارہ منہ پر رکھتے ہوئے بولی۔

”اٹھا کے باتھ ٹب میں پھینک دوں گا“

ارمان تھوڑا سختی سے بولا پر عشی پر رتی برابر بھی اثر نا ہوا۔

ارمان نے اسے بازوؤں میں اٹھایا اور واش روم لے گیا۔

”میں پھینکنے لگا ہوں رشی۔“

ارمان نے اا کی بند آنکھوں کو دیکھا۔

وہ نا بولی تو ارمان اسے باتھ ٹب میں پھینک کے آ گیا۔

”ارمان۔“

رشی غصے سے چلائی ی۔

ارمان کمرے سے نکل گیا۔

پانی میں غوطہ زن ہوئے رشی کی نیند کھل چکی تھی۔

رشی نے کپڑے چینج کیے اور کمرے سے نکلی۔

ارمان کرنل سر کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھا تھا۔

New Era Magazine

رشی سلام کرتی اسکے ساتھ جا بیٹھی۔

"ناشتہ ریڈی ہے سر۔"

ملازمہ بول کے چلی گئی۔

"آپ لوگ ناشتہ کرلو۔۔۔۔میں زرا چیف سے مل لوں۔۔میجر آپ ڈیوٹی جوائن کریں۔"

کرنل صاحب اٹھتے ہوئے بولے۔

"یس سر۔"

ارمان تابعداری سے کھڑا ہو کر بولا۔

"اللہ حافظ۔"

کرنل صاحب نکل گیے۔

ارمان رشی کو لیے ٹیبل کی طرف بڑھا۔

"تمہیں کچھ دن یہاں رہنا ہو گا۔۔۔اسکے بعد سر سیکرٹلی تمہیں کہیں اور شفٹ کردیں گے جہاں تمہیں اسپیشل ٹریننگ دی جائے گی۔"

ارمان ناشتہ کرتے ہوئے سمجھا رہا تھا۔

"اواپنی حرکیں سدھارو۔۔۔ایک آرمی آفیسر پنچوئل ہوتا ہے۔آج تمہاری وجہ سے میں بھی لیٹ ہو گیا۔"

ارمان انتہائی سنجیدگی سے بول رہا تھا۔

"ویسے تو بڑے اچھے بنتے ہیں۔"

New Era Magazine

رشی سر جھٹک کے بولی۔

"مجھے ہر لحاظ سے اچھا پاؤ گی، لیکن بات جہاں آرمی کی ہوگی مجھ جیسا سٹرکٹ انسان دیکھنے کو نہیں ملے گا۔"

ارمان نارمل لہجے میں بولا۔

رشی خاموشی سے کھاتی رہی۔

"اور ہاں کوئی الٹی سیدھی حرکت نہیں کرنی یہاں۔۔۔۔۔اوکے۔"

ارمان نِ تنبیہہ کی۔

"اوکے۔"

رشی شرارتی مسکراہٹ لیے سر ہلا کے بولی۔

"ایم سیریس۔"

ارمان اسے مسکراتا دیکھ چڑا۔

"اوکے سر۔"

رشی ہنستے ہوئے بولی۔

ناشتے سے فارغ ہو کر وہ کمرے میں آ گیے۔

"میں جا رہا ہوں اپنا خیال رکھنا، میں ٹریننگ کے دوران کوشش کرونگا تم سے ملنے آؤں اوکے۔"

ارمان ضروی چیزیں اٹھاتے ہوئے بولا۔

رشی ااسے جاتا دیکھتی رہی۔

ارمان دروازے سے پلٹ کے واپس آیا اور اسکی پیشانی چومی۔

"اپنا خیال رکھنا اوکے۔"

اسکے رخسار پر ہاتھ رکھتے محبت سے بولا۔

رشی نے سر ہلا دیا۔

ارمان چلا گیا۔رشی بالکونی میں آگئی۔ارمان کے ٹیکسی میں بیٹھنے تک وہ اسے دیکھتی رہی۔

نمیسی آنکھوں میں چمکنے لگی۔

وہ واپس کمرے میں آگئی۔

عشرت بیگم سے بات کی کوثر خاتون کا حال احوال پوچھا پھر بھی دل پہ چھائی اداسی کی دھند کم

ناہوئی ی۔

❤️❤️❤️

منہا عمیر کے ساتھ راولپنڈی AS&RC پہنچ چکی تھی۔

ٹیسٹ کی تیاری مکمل تھی لیکن وہ پھر بھی کنفیوز تھی۔

لوگ ہزاروں کی تعداد میں جمع تھے۔

تقریباً بارہ بجے وہ ٹیسٹ کے لیے حال میں داخل ہوئی ی۔

جدید دور کے مطابق انٹیلیجنس ٹیسٹ کے لیے شیٹس کی بجائے کمپیوٹر رکھے گیے۔

اہنا رول نمبر دیکھتی وہ سیٹ پہ جا بیٹھی۔

New Era Magazine

دس منٹ لے اندر ٹیسٹ شروع ہو گیا۔

جواب دینے کا دورانیہ تیس سیکنڈ تھا۔

منہا کے کمپوٹر سکرین پر پہلا سوال نمودار ہوا۔

سوال: پاکستان کے لیے پہلا قومی ترانہ کس نے لکھا۔؟

منہا نے فوراجواب ٹائپ کرنا شروع کیا۔

جواب: ایک ہندو مسٹر جگن آزاد نے۔

سوال2: ترانے کی دھن کونسی ہے۔؟

جواب۔ پاکستان کے قومی ترانے کی دھن دنیا کی پہلی پانچ دھنوں میں سے ہے۔

سوال3: مسٹر جگن آزاد کے ترانے کی دولائینیں بتائی یں۔؟

جواب۔"اے سرزمین پاک۔۔۔ذرے ترے ہیں آج ستاروں سے تابناک

روشن ہے کہکشاں سے کہیں آج تیری خاک۔۔اے سرزمینِ پاک۔۔!!"

سوال4:AIM کاابریویشن بتائی یں۔؟

جواب۔Ambition In Mind.

سوال5: ایسے ملک کانام بتائی یں جہاں تالاب یادریا نہیں ہیں۔

منہامضطرب سی ہو گ ئی۔

”سعودیہ یاآسٹریلیا۔۔۔۔سعودیہ ہو سکتا ہے۔۔۔“

پندرہ سیکنڈ زرہ گیے تھے۔

New Era Magazine

منہانے سعودیہ عرب ٹائی پ کر دیا۔

سوال نمبر 6۔ دنیا کاایسا کون سا ملک ہے جہاں 200 طرح کی کھجوریں بکتی ہیں۔؟

منہا مسکرا دی۔

"آف کورس۔۔۔۔ سعودیہ عرب۔۔۔

سوال نمبر 7 ایران میں کس چیز پر پابندی عائی د کی گ ئی ہے۔؟

"چلو جی۔۔۔۔ یہ تو ایرانیوں کو پتہ ہو۔"

منہانے منہ بنا کے سوچا۔

سوچتے سوچتے تیس سیکنڈز گزر گیے۔

منہانے سکرین و گھور کے دیکھا جہاں اگلا سوال بھی ایسا ہی تھا۔

سوالنمبر 8. ایسا کونسا ملک ہے جہاں بچوں کو مارنے پر پابندی عائی د کی گ ئی ہے۔؟

"پاکستان تو کسی صورت نہیں ہو سکتا۔

سعودیہ۔۔۔ ہر سوال کا جواب سعودیہ تو نہیں ہو گا۔

جاپان۔۔۔۔۔

چین۔۔۔۔۔ ہاں چین ہو سکتا ہے۔

منہانے چین ٹائی پ کیا اور ساتھ والی سکرین پر نگاہ پڑنے سے دل سکڑ کے رہ گیا۔

"سویڈن۔۔۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"۔

منہا کو صدمہ ہی لگ گیا۔

New Era Magazine

''سویڈن غلط بھی ہو سکتا ہے۔''

منہا نے خود کو تسلی دی۔

اگلا سوال پاکستان کے متعلق تھا۔

اب تک کے سوالوں میں سب سے آسان سوال۔

سوال نمبر 9. پاکستان کا مٹی کا ڈیم کونسا ہے۔؟

منہا نے خوشی خوشی جواب ٹائپ کیا۔

جواب: تربیلا ڈیم۔

سوال نمبر 10۔پاکستان کے چوتے وزیراعظم کون تھے

جواب۔چوہدری محمد علی۔

سوالنمبر 11 دنیا کا سب سے پیلا زہبرا کراسنگ قانون کس ملک میں رائج ہوا۔

جواب۔۔۔۔۔برطانیہ۔

سولنمبر 12.

پاکستان کا سب سے پیلا ریڈیو اسٹیشن کس شہر میں قائم کیا گیا

جواب۔کراچی۔

سوالنمبر 13 پاکستان میں سب سے پہلا ٹیلی ویژن اسٹیشن کس شہر میں شروع ہوا۔؟

جواب لاہور

سوالنمبر 14 پاکستان کا سب سے بڑا ریلوے پلیٹ فارم کونسا ہے۔؟

جواب روہڑی

سوالنمبر 15 پاکستان کی سب سے بڑی یونیورسٹی کونسی ہے اور کہاں ہے۔؟

جواب۔۔۔۔پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

پاکستان کے متعلق ہر معلومات اس نے حفظ کی ہوئی تھی۔

سوالنمبر 16 پاکستان کا سب سے بڑا پارک کس شہر میں ہے؟

جواب۔راولپنڈی

سوالنمبر 17. پاکستان کی سب سے بڑی لائبریری کونسی ہے۔

جواب۔پنجاب پبلک لائبریری۔

سوالنمبر 18 پاکستان کی سب سے بڑی کان کہاں واقع ہے۔؟

انتہائی آسان سوال پڑھ کے منہاک ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

جواب۔ کھیوڑہ۔

سوالنمبر 19. پاکستان کا سب سے زیادہ شائع ہونے والا اخبار کونسا ہے۔؟

"دنیا نیوز پیپر ہے۔۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔نوائے وقت ہوگا۔۔۔۔

جنگ نیوز پیپر لگ رہا ہے۔۔۔۔یہ زیادہ علاقوں میں بکتا ہے۔

جواب۔۔۔۔جنگ نیوز پیپر۔

سوالنمبر 20. پاکستان کی سب سے بڑی جھیل کونسی ہے۔؟

جواب منچھر جھیل۔

سوالنمبر 21 پاکستان کا اب سے بڑا میوزیم کونسا ہے؟

جواب۔ نیشنل میوزیم کراچی۔

سوالنمبر 22۔ پاکستان کا سب سے بڑا ضلع کونسا ہے۔؟

جواب خضدار۔

سوالنمبر 23 پاکستان کا سب سے بڑا صحرا کونسا ہے؟

جواب تھر۔

سوالنمبر 24 پاکستان کا اب سے مشہور جنگل کونسا ہے؟

جواب۔ چھانگامانگا۔

سوالنمبر 25. پاکستان کا سب سے بڑا ایرپورٹ کونسا ہے؟

جواب۔ کراچی ایرہورٹ۔

سوالنمبر 26. پاکستان کی سب سے بڑی صنعت کونسی ہت۔؟

جواب ٹیکسٹائی ل۔

سوالنمبر 27 پاکستان کا پہلا ایٹمی پاور اسٹیشن کہاں نصب ہوا۔؟

جواب کراچی۔

سوالنمبر 28 پاکستان کی پہلی جیو سائی نٹفک لیبارٹری کہاں ہے۔؟

جواب اسلام اباد

سوالنمبر 29 پالستان کا پہلا خواتین بینک کب قائی م ہوا؟

New Era Magazine

جواب.1989

سوالنمبر 30 پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ کون تھا؟

جواب۔۔۔ ظفراللہ

سوالنمبر 31 والدین بچوں کو سکول کیوں بھیجتے ہیں۔؟

"لوجی۔۔۔یہ کیا بات ہوئی ی۔"

عجیب سوال پہ منہا کو غصہ آیا۔

جواب۔۔۔ عقل و شعور کے لیے

سوالنمبر 32 اگر مہینے کا چوتھا دن جمعہ ہے تو انیسواں دن کونسا ہو گا۔؟

منہا جواب ٹائپ کرتی چلی گ ئی۔

سوالنمبر 33۔سلطان ٹیپو کو کب شہید کیا گیا؟

سوالنمبر 34 حضرت اسماعیل کے کتنے بیٹے تھے۔؟

سوالنمبر 35 پالستان کا تیسرا صدر کون تھا؟

سوالنمبر 36 پوٹونووکس ملک کا دار لحکومت ہے؟

سوالنمبر 37 حج کونسا رکن ہے؟

سوالنمبر 38

2+2/2=........

سوالنمبر 39

?...ax+ bx+ cx= f(x) called

سوالنمبر 40

One third of one tenth of 120 is??...

سوالنمبر 41

in class of 1500 student 1200 student are present what will be percentage of absent student??...

سوالنمبر 42

ہم انڈہ کیوں ابالتے ہیں؟

سوال نمنر 43

پاکستان کا قومی پھول کونسا ہے؟

سوال نمبر 44

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنی جنگوں میں حصہ لیا؟

سوالنمبر 45

??...One third of 1/10of 90 is

سوالنمبر 46

فاٹا کی سب سے بڑ سیکرٹ ایجینسی ہو نسی ہے۔؟

سوالنمبر 47

New Era Magazine

مسلم لیگ کب بنی؟

سوالنمبر48

USSRکب تباہ ہوا؟

سوالنمبر49

سپیڈ کاؤنٹ کونسا ہے؟؟

سوالنمبر50

What is preposition?

سوالنمبر51

whole numberzکونسے ہیں؟

سوالنمبر52

ایران لس سائی ڈپر ہے؟

سوالنمبر53

منگولیا کا دار لحکومت کونسا ہے؟

سوالنمبر54

قطر کا دار لحکومت کونسا ہے؟

پاکستان نےUNOکب جوائن کی۔؟

سوالنمبر55

قرآن کا دوسرا نام لکھیں؟

سوالنمبر 56

Define adjectives

سوالنمبر 57

اسلام کے معنی کیا ہیں۔؟

سوالنمبر 58

.......=2/4+1

سوالنمبر 59

Cos (180-x)

سوالنمبر 60

?...of 90 is3/1

منہا نے تقریباً آدھے سے زائد سوال حل کر لیے تھے۔

وہ ہال سے نکلی تو عمیر اسی کا منتظر تھا۔

"کیسا ٹیسٹ ہوا آپی۔"

عمیر بے تابی سے بولا۔

"بہت آسان سوال بھی تھے اور بہت مشکل بھی۔"

منہا تھکی سی بولی۔

New Era Magazine

''اب دیکھو کیا بنتا ہے''

منہا پریشان لگ رہی تھی۔

''اللہ بہتر کریں گے آپی پریشان ناہوں۔''

عمیر نے تسلی دی اور دونوں واپسی کے لیے نکلے۔

تقریباً بیس دن بعد میڈیکل ٹیسٹ ہونا تھا یہ اگر وہ انٹیلیجینس ٹیسٹ کلیر کر لیتی۔

سارا راستہ وہ خاموشی سے دعائیں کرتی آئی جو تکے اس نے لگائے ہیں اکثر سوالوں میں وہ ٹھیک ہوں۔

ساٹھ سوال اور ساٹھ MCQS تھے۔

نسا ایک عزم سے اٹھی اور گراؤنڈ کی طرف چلنے لگی۔

ہر طرف اندھیرا تھا۔

کوئی بھی اس جانب نہیں تھا۔

اسے آسانی ہو گئی۔

اس نے دوپٹہ کمر سے باندھا اور پوری قوت سے دوڑنا شروع کر دیا۔

کل بھی انکی ریسنگ ہونا تھی ڈاس نے طے کر لیا تھا وہ کل ضرور جیتے گی۔

بھاگتے بھاگتے اسکی ٹانگیں شل ہو چکیں تھیں پر ضد اور جنون آج حاوی ہو گیے تھے، تھکاوٹ پر۔

رات کے ڈیڑھ بجے تک وہ پریکٹس کرتی رہی۔جب تھکن سے براحال ہوا توہاسٹل کی طرف قدم بڑھائے۔

بھوک نے پیٹ میں چوہوں کی دوڑ لگوائی ہوئی تھی،لیکن اسے برداشت کرنا تھا سب۔۔۔سورڈ آف آنر۔۔۔کے لیے۔

اسکے دل سے آرمی کی محبت جنون نکل چکا تھا۔بس سورڈ آف آنر۔۔۔جیت ملنے کا جنون بس گیا تھا۔کمرے میں آتے وہ گرنے کے انداز میں بیٹھی۔پانی کا گلاس پیا اور بھوک سے بل کھاتے پیٹ میں کچھ سکون محسوس ہوا۔

ایک گلاس اور پیا اور سونے کے لیے لیٹ گئی۔

نیند نے جلد ہی اسے اپنی باہوں میں سمیٹے پرسکن کر دیا۔

شام کے سرمئی سائے ہر سو پھیل رہے تھے،ماحول میں عجب اداسی چھائی ہوئی تھی یا اسے لگ رہی تھی۔بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے وہ کوئی دسویں دفع چینل سرچنگ کرنے لگی تھی۔کرنل صاحب کی بیوی بچوں سے ابھی تک نہیں ملی تھی۔

اتنا بڑا گھر خالی تھا،ٹی وی بند کیے وہ پیروں میں چپل اڑستی بلکونی میں آگئی۔

پردے ہٹائے تو لالگی نمارو شنی نے استقبال کیا۔

ٹیرس پر آتے موسم کی اداسی اسے روح تک بے چین کر گئی۔

سڑک تک سنسان پڑی تھی۔

ساتھ والے بنگلے میں بچے بیڈ منٹن کھیل رہے تھے، وہ اداس نظروں سے دیکھنے لگی۔

جب اس بنگلے کے باہر پراڈو آن رکی۔

ڈرائیور نے سرعت سے گیٹ وا کر دیا۔

گاڑی پورچ میں آ کے رک گئی۔

آرمی کے یونیفارم میں ملبوس درمیانی عمر کا آدمی مسکراتا ہوا بچوں سے ملنے لگا اور لان میں رکھی کرسی پر بیٹھ گئے۔

بچے بھی ارد گرد بیٹھ گئے۔

تب ہی ٹی پنک ساڑھی میں ملبوس نفیس سی خاتون چائے کی ڈش لوازمات سمیت لیے حاضر ہوئی۔

آفیسر نے مسکرا کے اسکی پیشانی چومی اور وہ چھوٹی سی فیملی شام کی چائے انجوائے کرنے لگی۔

رشی نے بے ساختہ اپنی پیشانی چھوئی جہاں ارمان مہر محبت ثبت کر گیا تھا۔

آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔

ارمان شدت سے یاد آنے لگا تھا، اور ساتھ بے تحاشا غصے نے دل کا رخ کیا، صبح سے اب تک ایک بار بھی خیریت نا پوچھی۔

آنکھوں کی نمی انگلیوں کے پوروں سے چنتی وہ کمرے میں آئی اور موبائل اٹھائے بیڈ پہ بیٹھ گئی۔

چاکلیٹ شرٹ اور بلیو جینز پہنے ہوئے تھی، خوبصورت چہرہ اداسی کی تصویر بنا ہوا تھا۔

ارمان کا نمبر ڈائل کیا اور موبائل کان سے لگالیا۔

ایک بیل۔۔۔۔۔ہ

دوسری بیل۔۔۔۔۔

تیسری بیل۔۔۔۔

دل کی رفتار بڑھنے لگی تھی۔

رشی نے گہرا سانس خارج کیا۔

بیل جارہی تھی۔

The number you have dailed is not answering at the moment, please try again later.

رشی نے موبائل کان سے ہٹایا اور ری ڈائل کیا۔

پہلی بیل۔۔۔۔

دوسری بیل۔۔۔

The number you have dailed is powerd off.

رشی نے دکھ سے موبائل کو دیکھا۔

"ارمان نے نمبر بند کردیا۔"

آنسو بھل بھل آنکھوں سے گرتے شرٹ میں جذب ہونے لگے۔

رشی نے موبائل پاور آف کیا اور گھٹنوں پہ سر رکھ لیا۔

آنسو گرتے جا رہے تھے، دل جیسے مسلا گیا تھا۔

"اتنی کمزور تو میں نہیں تھی۔"

وہ بھیگی آنکھوں سے سر اٹھائے خود سے مخاطب ہوئی۔

"ٹیں۔۔۔ٹیں۔"

گاڑی کا ہارن سنائی دیا تو وہ ننگے پیر ٹیرس کی طرف دوڑی۔

بے اختیاری میں دل ارمان ملک کا منتظر ہونے لگا تھا۔

گاڑی پورچ میں آ کے رک گئی۔

کرنل صاحب نکلے اور موبائل کان سے لگائے اندر چلے گئے۔

رشی مایوسی سے واپس بیڈ پہ آ گئی۔

اوندھے منہ بیڈ پہ لیٹے آنکھیں موندے ارمان ملک کے ساتھ گزارے پل سوچنے لگی۔

اسکی باتیں۔۔۔۔اسکا انداز۔۔۔ کبھی شرارتی تو کبھی یکدم سنجیدگی۔۔۔۔ایک پیار کرنے والا شوہر۔۔۔۔۔نین کٹورے بھیگنے لگے تھے۔

دروازہ ناک ہوا تو وہ بادل نخواستہ اٹھی۔

"میم آپ کو سر بلا رہے ہیں۔"

میڈ بول کے چلی گئی۔

رشی نے آئینے کے سامنے جا کے حلیہ درست کیا۔

روئی روئی آنکھیں دیکھ دل پھر سے بھرنے لگا تو وہ آئینے کے سامنے سے ہٹ گئی۔

New Era Magazine

واش روم میں جا کے منہ دھویا اور تولیے سے خشک کرتی باہر آ گئی۔

تولیہ بیڈ پہ پھینکا تو بے اختیار ارمان کی کہی گئی بات یاد آ گئی جب اسنے شادی کے دوسرے دن تولیہ بیڈ پر پھینکا تھا۔

"اِل مینرڈ بندوں والی حرکتیں ہیں یہ۔"

بیڈ پر پڑے ٹاول کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

رشی خجل سی ہوتی ٹاول اٹھا کے اسکی جگہ پہ رکھ آئی۔

رشی بے اختیار بیڈ کی طرف بڑھی اور ٹاول اٹھا کے اسکی جگہ ہینگ کر دیا۔

بال بنائے دوپٹہ لیے وہ کمرے سے نکلی۔

کرنل صاحب لاؤنج میں صوفے پر بیٹھے نیوز سن رہے تھے۔

"اَلسَّلامُ عَلَيْكُم۔"

رشی لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے بولی۔

"وعلیکم السلام آئیں بیٹھیں۔"

کرنل صاحب ٹی وی میوٹ کرتے ہوئے بولے۔

"جی سر۔"

رشی ان کے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"بیٹا میری چیف سے بات ہو گئی ہے، آپ کی ٹریننگ کل سے شروع کی جا رہی ہے، کچھ دن تک آپ یہیں رہیں گی، اسکے بعد آپ کو شفٹ کر دیا جائے گا۔"

New Era Magazine

کرنل صاحب تفصیلاً بولے۔

"اوکے سر۔"

رشی نے اثبات میں سر ہلادیا

"اسلام وعلیکم پاپا۔"

عانیہ کرنل صاحب کے گلے لگتے ہوئے پیار سے بولی۔

"وعلیکم السلام۔"

کرنل صاحب اسکے سر پر دست شفقت رکھتے ہوئے بولے۔

"آپ غالباً رشی ہیں۔"

عانیہ رشی کی طرف مڑی۔

"غالباً نہیں یقیناً رشی ہوں۔"

رشی سنجیدگی سے بولی۔

"بتایا تھا پاپا نے پر صبح ملاقات نہیں ہو سکی۔"

عانیہ خوشدلی سے بولی۔

سفید یونیفارم میں ملبوس سانولی سے رنگت والی عانیہ کے نین نقش بہت تیکھے تیکھے سے تھے جو کشش کا باعث بن رہے تھے۔

"میں چینج کرلوں پھر باتیں کرتے ہیں۔"

عانیہ اٹھ گئی۔

New Era Magazine

"کل سے آپ جوائن کریں گی۔۔۔خود کو ذہنی طور پر تیار کر لیں۔"

کرنل صاحب عانیہ کے جانے کے بعد بولے تو وہ سر ہلا گئی۔

رشی اٹھ کے کمرے میں آ گئی۔

ٹیرس پہ کھڑی شام کی اداسیاں محسوس کرنے لگی۔

💙💙💙

"امت النسا۔"

ماں نے گھور کر دیکھا۔

"مجھے یہ چلانی ہے۔"

بھوری آنکھوں میں غصہ لیے وہ بولی۔

"یہ کھلونا نہیں ہے،"

ماں نے امت النسا کے ہاتھ سے M4 pistol پکڑا۔

"مجھے پتہ ہے۔"

سولہ سالہ امت النسا خفا ہو کے اٹھی۔

"نیکسٹ ٹائم ادھر آئی تو بہت ماروں گی۔"

اسے تقریباً کھینچتے ہوئے کمرے سے لے گئیں۔

"ماما۔۔۔۔۔۔مجھے بریو بننا ہے۔"

امت النسا چلائی۔

New Era Magazine

"گنز سے بریو نہیں بنا جاتا۔۔۔ہمت سے حوصلے سے بنا جاتا ہے۔"

ماں کی آنکھوں میں خفگی واضح تھی۔

"مجھے وہ ہمت حوصلہ چاہیے۔"

امت النساء اٹل بے خوف لہجے میں بولی۔

"چلو پھر۔"

وہ اسے گھر میں بنے جم میں لے آئیں۔

"یہ لو ہمت پیدا کر لو۔"

لائیٹس اون کرتے ہوئے بولیں اور وہاں سے نکل گئیں۔

امت النساء نے گھوم پھر کے جائزہ لیا اور رننگ مشین آن کی۔

مشین پر چڑھتے اس نے سپیڈ سیٹ کی اور دوڑنے لگی۔

آدھے گھنٹے تک مسلسل رننگ کرتے وہ پسینے سے شرابور ہو چکی تھی۔

دروازے پر کھڑی ماں کی بھوری آنکھیں نم ہسنے لگیں تھیں۔

وہ عام بچوں سے بہت ہٹ کے تھی، اسکی سنجیدگی اسے سب میں نمایاں کرتی تھی، مجال ہے جو کبھی وہ بات بہ بات ہنسی ہو یا مسکراہٹ نے اسکے لبوں کا احاطہ کیا ہو۔

سفید رنگت خوبصورت نین نقش، عنابی ہونٹ بھوری سنجیدہ آنکھیں بھورے سلکی بال جو ہر وقت پونی میں قید رہتے تھے۔

"بس بھی کرو اب۔"

New Era Magazine

ماں نرمی سے پیار بھری خفگی سے بولیں۔

''بس دس منٹ اور ماما۔''

امت النسا پھولے سانس سے دوڑتے ہوئے بولی۔

ماں نے سپیڈ ہلکی کر دی۔

''آہستہ آہستہ تیز کرنا۔''

دودھ کا گلاس ٹیبل پہ رکھا اور کرسی کھینچ کے بیٹھ گئیں۔

امت النسا مشین بند کرتے ہوئے اتری اور ٹاول سے پسینہ پونچھتی ماں کے پاس بیٹھ گئی۔

''بس ایک گلاس مما۔''

منہ بسورتی وہ گلاس خالی کر کے بولی۔

''کل سے زیادہ لے لینا۔۔۔اب پڑھ لو۔''

وہ اسے اٹھاتے ہوئے بولیں۔

''کل اسامہ اکیڈمی میں ٹیسٹ ہے تیاری کرو۔''

وہ دونوں سٹڈی میں آ گیں۔

''سب اکیڈمیز کے سبھی ٹیسٹ کلیر کرو۔۔۔۔انٹیلیجینس ٹیسٹ میں پرابلم نہیں ہو گی۔''

وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولیں۔

''اوکے مما۔''

امت النسا پڑھنے میں مصروف ہو گئی تو وہ اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

New Era Magazine

منہاکا انٹیلیجینس ٹیسٹ کلیر ہو گیا تھا۔وہ انتہائی خوش تھی اور اس خوشی کو بانٹنے کے لیے اسکی دوست ہمراز اس کے پاس نہیں تھی۔

وہ بار بار رشی کا نمبر ڈائل کر رہی تو جو ناٹ ریچ ایبل آرہا تھا۔

اگلے بدھ کو اسکا فیزیکل ٹیسٹ اور انٹرویو تھا۔

وہ تیاری میں مگن ہو گئی۔

وہ پہلے ہی خود کو ہر طرح سے فٹ کر چکی تھی۔

عاصم کی محبت وطن کی محبت جوش جزبے جن کے نیچے کہی دب کے رہ گئی تھی۔

کمزور محبتیں دب جائیں تو پھر کہاں سر اٹھا پاتی ہیں،اگر عادتیں یادیں انہیں سر اٹھانے پر مجبور کر بھی دیں تو ایسی محبتیں جنون کے سامنے ٹک نہیں پاتیں اور خود ہی ختم ہو جاتیں ہیں۔۔

وہ انٹرویو میں پوچھے جانے والے سوالات دیکھ رہی تھی جب موبائل کی بیپ بجی۔

ان نون نمبر سے سلامتی بھیجی گئی تھی۔

منہا نے اگنور کر دیا اسکا دھیان انٹرویو کی طرف تھا۔

جب اسی نمبر سے کال آنے لگی۔

"اسلام و علیکم۔"

کال ریسیو کرتے ہی مقابل کی آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی تو گنگ رہ گئی۔

منہا نے موبائل کان سے ہٹا کے دیکھا۔

"وعلیکم سلام۔"

سرسراتی آواز میں بولی۔

گو کہ وہ اب بھی اس سے اتنا ہی ڈرتی تھی۔

"کیسی ہو۔"

مقابل کا لہجہ تلخی سے پاک تھا۔

"آپ کون۔۔۔؟"

منہا خود پر قابو پا کر بولی۔

"بھول گئی ہو کیا۔"

نرم سا لہجہ اسے ورطہ حیرت میں ڈال رہا تھا۔

"آپ تعارف کروائیں گے تو علم ہو گا آپ کون ہیں۔"

منہا ترش لہجے میں بولی۔

"اتنی لاعلمی۔"

گہری سانس خارج کرتے ہوئے بولا جیسے مدتوں کا مسافر غلط منزل پر پہنچ گیا ہو۔

منہا نے کال کاٹ دی۔

ذہن منتشر ہو گیا تھا، سوچیں بکھر گئیں تھیں۔کچھ وقت کے دھارے پر بہا ئے پیچھے لے گئیں کچھ انٹرویو میں الجھ گئیں۔

New Era Magazine

وہ سمجھنے سے قاصر ہو گئی اسے کیا کرنا ہے۔

کتابیں بند کیے وہ کھڑکی پر پردہ گرائے لیٹ گئی۔

تلخیوں نے من بوجھل کر دیا تھا۔ بازو آنکھوں پہ رکھے لیٹ گئی۔

💙💙💙💙

الارم کی آواز سکے کانوں سے ٹکرائی تو وہ مندی مندی آنکھوں سے اٹھ بیٹھی۔

شہلا اور روبی سو رہیں تھیں، نیند کی شدے اس قدر تھی من لیٹنے کو للچانے لگا تھا۔

وہ خود پر قابو پاتی اٹھ کے واش روم چلی گئی۔

فریش ہونے کے بعد کمرے سے نکلی۔

صبح کا اجالا پھیلنے میں ابھی وقت تھا۔ وہ نماز پڑھ کے گراؤنڈ میں آ گئی۔

ایکسر سائز کرنے لگی۔

پھر اپنی فل سپیڈ سے ایک دو چکر گراؤنڈ کے نکالے۔

صبح پھیلنے لگی تو وہ کمرے میں آ گئی۔

میس پہنچ کے وہ مینرز کو ملحوظ رکھے کھانے لگی اور ٹائم ختم ہونے تک وہ کھا چکی تھی۔

"کیا ہوا زیبو۔۔۔۔؟۔۔۔ سنجیدہ لگ رہی ہو۔"

شہلا نے خوبصورت چہرے کو سنجیدگی میں گھرا دیکھ پوچھا۔

"کچھ نہیں۔"

نسا مسکرا کے بولی۔

"پھر چپ چپ کیوں ہو۔۔۔؟"

روبی اس گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔

"ماما یاد آرہی ہیں۔"

نسا نے بہانا گھڑ کے پیچھا چھڑایا اور ترچھی نظر سے ان کے چہرے پر اپنے لیے تمسخر صاف محسوس کیا۔

"آج ریسنگ ہے دیکھتے ہیں کون جیتتا ہے۔"

شہلا پر جوش سی بولی۔

نسا خاموش رہی۔

گراؤنڈ پہنچ کے سب نے اپنی اہنی جگہ سنبھالی اور وسل بلو ہوتے ہی بھاگنے لگیں۔

کینڈیڈیٹ 18 سب سے آگے تھی، اسکے بعد شہلا اور روبی تھیں۔نسا فورتھ تک پہنچ چکی تھی۔

شہلا نے حیرت سے نسا کو دیکھا تھا۔

نسا اپنی پوری قوت سے بھاگ رہی تھی وہ بمشکل روبی تک پہنچی۔

"آج تو نسا نے کمال کر دیا۔۔۔سب سے اینڈ پہ ہوتی تھی اب فورتھ پہ پہنچ گئی۔"

شہلا کی حیرت کسی طور پر کم نہیں ہو رہی تھی۔اکی نظریں فاصلے پر کھڑی نسا کی سنجیدہ شکل پر تھیں۔

"ہم تک تو نہیں پہنچی نا۔"

New Era Magazine

روبی ہنستے ہوئے بولی۔

''پہنچیں گی بھی نہیں۔۔۔۔ناہم پہنچنے دیں گے۔''

شہلا سر جھٹک کے بولی۔

''گڈ۔۔۔''

روبی بولی۔

ریسنگ کے بعد انکی گن شوٹ ٹریننگ تھی۔

نسا نے پورے دل اور ہمت سے کام لیا۔

اس کی سنجیدگی اور لگن دن بدن بڑھتی جارہی تھی۔

ہر طرح کی ٹریننگ میں وہ دوسرے نمبر پہ آرہی تھی۔

شہلا اور روبی کا حسد بڑھنے لگ گیا۔

❤❤❤❤

''السلام وعلیکم سر۔''

میجر ارمان کرنل صاحب کے آفس میں داخل ہوا۔

میجر کیٹ پہلے ہی براجمان تھی۔

''آؤ میجر۔۔۔۔۔''

کرنل صاحب مسکرائے۔

''مزید وقت برباد کرنے سے بہتر ہے بات شروع کی جائے سر۔''

میجر کیٹ ازلی سنجیدگی سے مخاطب ہوئی۔

''شیور۔''

کرنل صاحب مسکرائے اور پین ڈرائیو لیپ ٹاپ سے کنیکٹ کی اور پراجیکٹر آن کیا۔

''پچھلے کامیاب مشن کے بعد اس بار جو مشن تم لوگوں کو ملا ہے وہ کافی مشکل ہے پر نا ممکن نہیں۔۔۔۔ ISI ایجینٹس نے خبر دی ہے کہ انڈیا پاکستان کے اس علاقے میں غیر قانونی طریقے سے اسلحہ بھیج رہی ہے۔۔۔ یہ علاقہ پاکستانی سرحد کے ساتھ ہے، یہاں کے تقریباً زیادہ گھروں میں اسلحہ چھپایا گیا ہے جو رات کی سیاہی میں سرحد پار بھیج دیا جاتا ہے۔''

کرنل صاحب نقشے پر جگہیں پوائنٹ آؤٹ کرتے انہیں بریف دے رہے تھے۔

''نمبر ایک۔۔۔ یہ اسلحہ روکنا ہو گا اور انڈیا کے اس علاقے کو تباہ کرنا ہو گا۔۔۔۔ آرمی نے فوری ایکشن اس لیے نہں لیا، اسلحے میں ہائی نیوکلیر پاور کے گرنیڈز اور بمب موجود ہیں جو انڈیا کے ساتھ پاکستان کے سرحد کے ساتھ واقع آبادی کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔''

کرنل صاحب نے تفصیلاً بتایا۔

''نمبر دو۔۔۔ پاکستان آرمی میں ایک را ایجینٹ موجود ہے اسے ڈھونڈھنا ہو گا۔۔۔ جو ان کے لیے راستہ صاف کر رہا ہے۔۔۔ وہ کون ہے۔۔۔ اس کے پاس پاکستان کے کیا سیکریٹس ہیں۔۔۔ سب پتہ کرنا ہو گا۔۔۔۔۔ اسے عبرتناک موت دینی ہو گی۔''

کرنل صاحب کے لہجے میں سختی در آئی۔

"ان شااللہ سر۔۔۔ہم انہیں دھول چٹادیں گے۔"

میجر ارمان عزم سے بولا۔

"باقی ڈیٹیل آپ کو ملتی رہے گی"

کرنل صاحب نے اک پین ڈرائیو انہیں تھمائی۔

"سر میں آج اپنی وائف سے مل سکتا ہوں۔۔۔؟"

میجر ارمان نے پوچھا۔

کرنل صاحب نے گہری نظر اس پہ ڈالی اور مسکرا دیے۔

"اسے اپنی کمزوری مت بناؤ۔"

کرنل صاحب نرمی سے بولے۔

میجر کیٹ کے کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے۔بہت اندر کہیں کچھ چھن سے ٹوٹا تھا۔

میجر ارمان مسکرا دیا۔

"مل لو۔۔۔کل سے مشن سٹارٹ کرنا ہے۔"

کرنل صاحب نے اجازت دی تو ارمان شکریہ کہتا آفس سے نکل آیا۔

"کنگریٹس میجر۔"

میجر کیٹ اسکے ہمقدم ہوتے ہمت سے بولی۔

"تھینکس۔"

ارمان مسکرایا۔

New Era Magazine

”بتایا بھی نہیں۔۔۔۔چھپ کے کر لی شادی۔“

میجر کیٹ شکوہ کناں لہجے میں بولی۔۔۔۔نظریں دور خلا میں غیر مرئی نقطے پر ٹکیں ہوئیں تھیں۔

ارمان نے شدید حیرت سے اسے دیکھا۔

”مجبوری تھی۔“

مختصر بولا۔

”اوکے شام کو ملتے ہیں سیکرٹ آفس۔۔۔۔میں کچھ انفارمیشن کلیکٹ کر لوں۔۔۔۔آپ مل لیں اپنی وائف سے۔“

میجر کیٹ نے آج پہلی بار اتنی تفصیلاً بات کی تھی۔

”نہیں۔۔میں رات میں جاؤں گا۔۔۔۔اب گیا تو جنگلی بلی میرا سر کھول دے گی۔۔۔۔میں نے بات نہیں کی اس دن سے۔“

ارمان ہنستے ہوئے بولا۔

دونوں کا رخ جنگل کی طرف تھا۔

”جنگلی بلی۔“

میجر کیٹ بڑبڑائی۔

ساحل سمندر کے ہوٹل کی بالکنی میں کھڑے اسے ارمان کے منہ سے جنگلی بلی کے الفاظ بہت خوبصورت لگے تھے۔

New Era Magazine

"ملواؤں گا۔۔۔۔ابھی ٹریننگ پر جا رہی ہے۔"

جنگل میں داخل ہوتے ہوئے ارمان بولا تھا۔

"وہ مجھ سے زیادہ خوبصورت ہے میجر ارمان۔؟"

"کیا وہ مجھ سے زیادہ ٹیلنٹڈ ہے۔۔۔؟

میجر کیٹ پوچھنا چاہتی تھی، پر زبان جیسے تالوسِ جا لگی تھی۔

ایک آگ تھی جو اسے اپنے اطراف میں لگی محسوس ہونے لگی تھی۔

میجر کییٹ کا دل اچاٹ ہو گیا تھا۔

آفس پہنچ کے آفس سیٹ کیا، پچھلے مشن کے کلوز جو دیواروں سے چپکائے ہوئے تھے، اتار لے گیلری میں رکھے۔

میجر ارمان ہتھیاروں کی تصاویر دیکھ رہا تھا۔

میجر کیٹ نے سرسری سی نظر ڈالی اور چونک گئ۔

لیپ ٹاپ اپنی طرف گھمایا اور ہر تصویر غور سے دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا میجر۔"

ارمان اسے چونکنا سا دیکھ کر بولا۔

"مجھے یہ ہتھیار رونالڈو کے امپورٹ ہتھیاروں جیسے لگ رہے ہیں۔"

میجر کیٹ نے گنز کا نمبر گوگل پہ ڈالا تو ساری انفارمیشن نکل آئی۔

"وہی غیر قانونی کمپنی ہے۔"

New Era Magazine

میجر ارمان انفارمیشن دیکھ کر بولا۔

''رونالڈو اور وہ فارنر تو آرمی کے قبضے میں ہیں۔''

ارمان کو حیرت ہوئی۔

''اٹس مین جو باس تھا وہ ابھی پکڑا نہیں گیا۔''

میجر کیٹ بولی۔

''شاید۔''

میجر ارمان بولا۔

''اس نے روٹ چینج کیا ہے۔۔۔پہلے ڈائریکٹ بھیجتا تھا اب انڈیا کے زریعے تاکہ آرمی کا شک انڈیا کی طرف جائے۔''

میجر کیٹ بولی۔

''پہلے کنفرم کرنا ہوگا۔۔۔۔انڈیا ہے اس غیر قانونی اسلحے کی طرف یا وہی۔۔۔؟''

ارمان کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

یہ ان کے لیے پریشان کن بات تھی۔

💙💙💙💙

وہ ٹیسٹ کی تیاری کر رہی تھی جب بیل بجی۔

''مما شاید سو گئیں ہیں۔''

امت النسا دروازہ کھولنے کے لیے اٹھ گئی۔

New Era Magazine

دروازہ کھولا تو سامنے بلیک جینز شرٹ میں ملبوس آنکھوں میں گرین لینز لگائے سر پہ کیپ لیے کھڑا تھا۔

"اب کیوں آئے ہو۔"

امت النسا سختی سے بولی۔

"میرے منہ مت لگو۔"

وہ اسے دھکیلیتا اندر داخل ہو گیا۔

"ماما کہاں ہیں۔"

لاؤنج میں صوفے پر بیگ پھینکتے ہوئے اس سے مخاطب ہوا۔

"چلے جاؤ یہاں سے۔۔۔۔ماما تم سے نہیں ملیں گی۔"

امت النسا کرخت لہجے میں بولی۔

"یو جسٹ شٹ اپ۔"

وہ آگے بڑھا اور امت النسا کا منہ دبوچ کے بولا۔

امت النسا نے اسکی کیپ کھینچی اور بال پکڑ لیے۔

دونوں گتھم گتھا ہو چکے تھے۔

لڑتے لڑتے ٹیبل پر گرے اور کھٹکے کی آواز سے ماں دوڑتی ہوئی کمرے سے باہر آئی۔

"اریش۔"

وہ وہیں سے چلائیں۔

New Era Magazine

وہ دھپ دھپ سیڑھیاں اترتی ان تک پہنچیں اور دونوں کو ایک دوسرے سے دور کیا۔

اریش کے منہ پر زوردار تھپڑ رسید کیا۔

"شرم آنی چاہیے تمہیں بہن پہ ہاتھ اٹھاتے ہوئے۔"

وہ چلا کے بولیں۔

اریش ایک ہاتھ تھپڑ لگے رخسار پر رکھے ماں کی طرف بڑھا۔

"دیٹس وائے آئی ہیٹ ہر۔

Thats why I hate her mom."

وہ مدھم لہجے میں بولا۔

"آپ ہر دفعہ اسی کی سائیڈ لیتی ہیں۔"

وہ شعلہ بار ہو کہ چلایا۔

"کیونکہ وہ میرا سہارا ہے۔۔۔تمہاری طرح مجھے چھوڑ کے نہیں گئی۔"

ماں دکھ سے بہتی آنکھوں کے ساتھ بولی۔

امت النسا خاموش کھڑی اپنے بھائی کو دیکھے گئی جس کی آنکھوں میں ہمیشہ اسکے لیے نفرت تھی بے تحاشا نفرت۔

اریش نے غصے سے بیگ اٹھایا اور انگارہ ہوتی آنکھوں سے امت النسا کو دیکھا۔

"تم میری پہلی دشمن ہو اور دشمن کبھی زندہ نہیں چھوڑے جاتے۔"

چبا چبا کے کہتا وہ گھر سے نکل گیا۔

امت النساخاموش رہی۔

اسکا حلیہ بگڑ چکا تھا۔

"ماما پلیز۔۔۔۔ریلیکس۔"

امت النساماں کی طرف بڑھی جو دکھ سے نڈھال صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھیں تھیں۔

"ماما پانی۔"

امت النسانے ماں کی طرف پانی کا گلاس بڑھایا۔

"میری قسمت پھوٹی ہے۔"

وہ روتے ہوئے امت النسا کے گلے لگ گئیں۔

امت النسا کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

وہ سترہ سال سے انہیں یونہی بلکتے دیکھتے آئی تھی، کبھی اریش کی حرکتوں سے کبھی ایک ڈائرِی کو سینے سے لگا کے۔

"پلیز۔۔"

ان کے آنسو اپنی ہتھیلیوں سے پونچھتی ہوئی منت بھرے لہجے میں بولی۔

وہ امت النسا کو گلے سے لگا کے پھر سے رو دیں۔

💙💙💙💙

دبے پیر بالکونی پہ چڑھتے وہ کمرے میں آنے لگا تو کھڑکی بند تھی۔

جیب سے چابی نکالی اور کھڑکی کھول کے اندر آ گیا۔

پورا کمرہ اندھیرے اور گہری خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔

اسکی مدھم سانسوں کی آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔

وہ دھیرے دھیرے چلتا اسکے پاس بیڈ پہ بیٹھ گیا۔

چہرے پر معصومیت نے ڈیرے لگائے تھے۔

ارمان نے جھک کے اسکی پیشانی چومی تو رشی نے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔

"اوہ جاگ رہی ہو۔"

ارمان اسے آنکھیں کھولتے دیکھ کر بولا۔

رشی بنا کچھ کہے کروٹ لے گئی۔

"خفا ہو۔"

ارمان نے ٹھوڑی اسکے کندھے پر رکھی۔

"ہٹیں مجھے سونے دیں۔"۔

رشی نے ارمان کر پرے دھکیلا اور کمبل منہ تک اوڑھ لیا۔

"اچھا نا سوری معاف کر دو۔"

ارمان نے اسکا چہرہ اپنی طرف موڑا اور ایک ہاتھ سے کان پکڑا۔

"میری کال ریسیو نہیں کی۔۔۔۔ پھر نمبر بند کر دیا۔"

رشی خفگی سے بیٹھتے ہوئے بولی۔

"میں آن ڈیوٹی تھا یار۔"

New Era Magazine

ارمان نے کہا تو رشی نے منہ بنایا۔

”اگر کل کو میں شہید ہو گیا تو تب بھی مجھ سے خفا ہو گی۔“

ارمان اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا جہاں آنسو بھرنے لگے تھے۔

”بی بریو۔۔۔ایک آرمی آفیسر کو اتنا کمزور نہیں ہونا چاہیے۔“

ارمان اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا۔

”میں کل سے ٹریننگ پہ جا رہی ہوں۔“

رشی اسکے کندھے پر سر رکھتے ہوئے بولی۔

”افسردہ تو ایسے ہو رہی ہو جیسے سسرال جا رہی ہو۔“

ارمان نے سرگوشی کی تو رشی نے ایک گھونسا اسکے پیٹ میں مارا۔

”افففف۔۔۔۔ظالم بیوی۔۔۔“

ارمان کراہ کے رہ گیا۔

”دوبارہ میرا مزاق اڑائیں گے۔“

رشی ارمان کا کان پکڑتے ہوئے بولی۔

ارمان کان چھڑواتے ہوئے ہنس دیا۔

”واقع جنگلی ہو۔“

ارمان نے اسکی ناک دبائی۔

”بہت مس کیا کل آپ کو۔“

New Era Magazine

رشی ارمان کی شرٹ کے بٹنوں سے کھیلتے ہوئے بولی۔

ارمان نے ایک نظر اسکے ہاتھوں پر ڈالی اور دوسری اسکی جھکی نظروں پر۔

"میری طرف دیکھو تو"

ارمان نے ٹھوڑی سے پکڑ کے کہا۔

رشی نے شرما اسکے سینے میں منہ چھپالیا

ارمان ہنس دیا۔

اسکے بالوں پر لب رکھتے آنکھیں موند گیا۔

حلال رشتے روح تک پر سکون کر دیتے ہیں۔

"سو جاؤ اب صبح ٹریننگ پر پہلا دن ہے۔"

ارمان نے کہا تو رشی تابعداری سے لیٹ گئی۔

"ارمان دوسری طرف لیٹ گیا۔

💙💙💙

منہا عمیر کے ساتھ as&rs پہنچ گئی۔

آج اسکا فیزیکل ٹیسٹ تھا۔

miss minha abdullah you have to run 1.6 km in just 5 mints.

کمانڈ ملتے ہی منہا گراؤنڈ کی طرف دوڑ پڑی۔

New Era Magazine

پوری قوت اور ہمت سے دوڑتی چلی گئی۔

منہا چھ منٹوں میں 1.6 کلو میٹر دوڑی۔

miss minha abdullah your next task is done 20 sit ups in 2 mints.

منہا نے دو منٹ میں پورے کر لیے۔

Miss minha abdullah your next task is you have to done 3 chin ups in 2 mints.

منہا کو شدید غصہ آیا۔

Chin ups اس سے کبھی نہیں ہو پاتے تھے۔

جیسے تیسے کر کے اس نے دو چن اپ کیے۔

miss minha abdullah your next task is crossing a ditch 7×7 sq fit

منہا نے ڈچ 5×7 سے کراس کیا۔

miss minha now you go for interview.

Good luck.

لیڈی آفیسر مسکراتے ہوئے مخاطب ہوئی تو منہا پسینہ پونچھتی آفسر کی طرف چل دی۔

انٹرویو روم کے باہر کھڑی اس نے لب تر کیے اور اندر داخل ہوئی۔

New Era Magazine

Minha: May I come in ?

She: Yes, Come in and sit.

منہا بیٹھ گئی۔

She: Where are you from.?

منہا نے کانفیڈینٹ ہو کے جواب دیا۔

She: Where are the Scandinavian countries?

منہا نے سوری بول دیا۔

She: Where is waziristan?

منہا نے جواب دیا

She: Why your marks are low in matric and FSC?

You're not a genius?

" Yes, I am not a genius."

منہا نے آنکھوں میں دیکھ کر جواب دیا۔

She: Talk about this bottle

منہا نے نیسلے پانی والی بوتل دیکھی اور اسکے بارے میں بتا دیا۔

New Era Magazine

She: What if someone Slaps you? What you will do?

" I'll ask him what's the problem"

منہا نے کہا

She: If he slaps you again?

"I will ask him again."

منہا جھٹ سے بولی۔

She: If he started slapping you again and again?

آفیسر زنے اسکی آنکھوں میں دیکھا

"I'll stop his hands."

منہا بولی۔

She: Okay, Any regret in life?

"No, I have no regret"

منہا نے کہا۔

She: Sure?

آفیسر ابرو اٹھا کے بولی۔

"Yes"

New Era Magazine

منہا نے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے کہا۔

She: You can go now

آفیسر مسکراتے ہوئے بولی۔

"Thanks, Allah Hafiz."

منہا آفس سے نکلی۔

"پانچ دن بعد کال کر دی جائے گی جو لوگ کلیر کریں گے۔"

دنوں واپسی کے لیے نکلے۔

"کیسا ہوا ٹیسٹ آپی۔"

عمیر اشتیاق سے پوچھنے لگا۔

"کود کود کے سٹ اپ کر کر کے ٹانگیں تھک گئیں میری۔۔۔شکر ہے پش اپ نہیں کروائے۔"

منہا تھکن زدہ لہجے میں بولی۔

💙💙💙

"رشی کے بغیر گھر سونا سونا سا ہو گیا ہے شاہنواز۔"

عشرت بیگم افسردگی سے بولیں۔

"اسے جانا ہی تھا۔۔۔بیٹیاں پرایا دھن جو ہوتیں ہیں۔"

New Era Magazine

شاہنواز صاحب حقیقت پسندی سے بولے۔

"بات بھی نہیں ہوئی اس سے کل سے۔"

عشرت بیگم افسردہ نظر آ رہیں تھیں۔

کوثر بہن کی طرف چلی جاتی ہوں۔"

خود سے مخاطب ہوتے وہ کوثر خاتون کی طرف چلی آئیں۔

"السلام و علیکم بہن۔"

کوثر خاتون چشمہ اتارتے خوشدلی سے بولیں۔

"وعلیکم السلام۔۔۔۔کیسی ہیں بہن۔"

عشرت بیگم ان کے پاس چارپائی پر بیٹھ گئیں۔

"اللہ کا شکر ہے۔"

وہ مسکرائیں اور اون کے گولے ایک طرف کر دیے۔

"یہ کیا بنا رہی ہیں۔"

عشرت خاتون جرسی اٹھارے ہوئے بولیں۔

"رشی کے لیے جرسی بنا رہی ہوں۔"

وہ کچن کی طرف جاتے ہوئے بولیں۔

عشرت بیگم مسکرادیں انکی محبت پر اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔

کوثر خاتون سافٹ ڈرنک سرو کی اور دونوں باتوں مں مگن ہو گئیں۔

New Era Magazine

رشی کی آنکھ کھلی تو ارمان بیڈ پہ نہیں تھا، وہ اٹھ کے واش روم کی طرف بڑھی۔

وہاں بھی نہیں تھا، بالکونی میں دیکھا اور پھر دوپٹہ لیے نیچے چلی گئی۔

ارمان کہیں بھی نہیں تھا۔

"میں نے خواب تو نہیں دیکھا۔"

وہ بڑبڑاتی کمرے میں آگئی۔

بیڈ کی چادر دیکھی جس پہ کوئی بل نہیں تھا۔

وہ الجھ کر رہ گئی۔

موبائل اٹھایا اور ارمان کو کال کرنے لگی۔

"السلام وعلیکم۔"

ارمان کی فریش سی آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی۔

"آپ رات آئے تھے۔؟"

رشی نے الجھ کے پوچھا۔

"نہیں تو۔۔۔کیوں کیا ہوا۔؟"

ارمان نا سمجھی سے بولا۔

"آپ واقع نہیں آئے تھے۔" رشی روہانسی ہوئی۔

ارمان ہنس دیا۔

”آیا تھا پاگل۔“

ارمان بولا تو رشی نے گہرا سانس خارج کیا۔

”شکر ہے ورنہ مجھے لگ رہا تھا میں پاگل ہو گئی ہوں۔“

وہ ہنستے ہوئے بولی۔

تھوڑی بات کے بعد ارمان نے اللہ حافظ بول دیا۔

رشی فریش ہوئی چینج کیا اور نیچے چلی گئی جہاں کرنل فیملی ناشتے میں مصروف تھی۔

”السلام و علیکم۔“

رشی بولی اور چیئر کھینچ کے بیٹھ گئی۔

”وعلیکم سلام۔“

سب نے کہا۔

رشی نے بغور کرنل صاحب کی بیوی کو دیکھا جو عام سی گھریلو خاتون تھیں۔

ناشتہ کر کے رشی کرنل صاحب کے ساتھ آ گئی۔

کرنل صاحب نے اسے آرمی کا سارا انٹروڈکشن دیا اور ایک ٹرینڈ میجر سے ملوایا۔

”میجر حارب۔“

کرنل صاحب بولے۔

”یس سر۔“

میجر حارب سلوٹ کرتے ہوئے بولا۔

New Era Magazine

"ان سے ملو یہ مس رشیکاالتساہیں۔۔۔انہیں ایک ویک تک آرمی کے ٹیبل مینرز سکھانے ہیں۔"

کرنل صاحب نے آرڈر کیا۔

آرمی کے یونیفارم میں ملبوس گرین آنکھوں والا میجر حارب رشی کو کھڑوس سالگ رہا تھا۔

"اوکے سر۔"

میجر حارب بولا تو کرنل صاحب مسکرا کے چلے گئے۔

"السلام وعلیکم سر۔"

رشی مسکرا کے بولی۔

وعلیکم السلام۔"

میجر حارب سنجیدگی سے بولے۔

رشی منہ بناتی اسکے پیچھے چلنے لگی۔

"السلام وعلیکم سر۔"

رشی مسکرا کے بولی۔

وعلیکم السلام۔"

میجر حارب سنجیدگی سے بولے۔

رشی منہ بناتی اسکے پیچھے چلنے لگی۔

New Era Magazine

مجر حارب انتہائی سنجیدہ اور نرم گو انسان تھا،ایک ویک میں رشی ٹیبل مینرز سیکھنے تک میجر حارب کی شاگردی میں رہی پھر آہستہ آہستہ مختلف جگہوں پر مختلف آفیسر ز سے ٹریننگ لے رہی تھی۔

سڑک کنارے گھنے درخت کی ٹھنڈی چھایا تلے بنے بینچ پر بیٹھے وہ سانس لے رہے تھے جب سامنے بنے آئس پارلر پر جم غفیر میں ایک جانا پہچانا چہرہ نظر آنے لگا۔

بلیک سوٹ میں جس پر ہلکا ہلکا کام ہوا تھا اسکی گوری رنگت پر خوب جچ رہا تھا۔

چہرے پر بلا کا غصہ تھا،غصے سے پلکیں سکیڑی ہوئیں تھیں۔

گلابی یونٹ جو ہلکی لپسٹک سے ڈھک دیے گیے تھے مسلسل کچھ بڑبڑا رہے تھے۔

”کہاں تھے۔“

وہ تیز لہجے میں بولی۔

”بزی تھا یار۔“

آنے والا منمنا یا کے بولا۔

وہ روٹھتے ہوئے چل دی۔

”ارے یار رکو تو۔۔۔۔بات تو سنو۔۔۔“

وہ اسکے پیچھے لپکا۔

”سوری یار۔۔۔۔نیکسٹ ٹائم ایسا نہیں ہو گا۔“

وہ کان پکڑ کے بولا۔

"پکا۔"

انگلی اٹھا کے بولی۔

دائیں پلک اٹھائی ہوئی تھی۔

"پکا۔۔۔۔"

وہ ہلکی مسکراہٹ لبوں پہ سجائے بولا۔

وہ مسکراتی ہوئی اس کے ساتھ چل دی۔

دونوں آئس پارلر کے اندر گم ہو گیے۔

سارے منظر چھپ گیے بینچ پہ بیٹھے شاہنواز کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

جس نے زندگی کے ایک حصے کو بڑی خوبصورتی سے سجایا تھا، جس نے تنہائی میں مسکرانا سکھایا تھا، جس نے دل کو احساس سکھایا تھا۔۔۔۔اسی کی زندگی کو بدصورت بنادیا۔۔۔۔

"مجھے معاف کرنا زیب۔"

وہ سر ہاتھوں میں گرا کے بولے۔

"مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔۔۔۔بیچ سفر میں تنہا کر گیا میں۔"

وہ سسکے تھے۔

"جب میری ضرورت تھی۔۔۔۔تب میں نے منہ موڑ لیا۔۔۔۔میں کیسے کر گیا یہ خطا۔۔۔۔"

لوگ حیرت سے بینچ پر سر ہاتھوں میں گرائے اس شخص کو دیکھ رہے تھے۔

"اپنی غلطی تمہاری جھولی میں ڈال دستبردار ہو گیا۔"

وہ روئے جارہے تھے۔۔

احساس شرمندگی اور پچھتاووں کی تیز چھریاں انہیں چیر رہی تھیں، رونے کی رفتار سست ہوئی

اور بینچ پہ بیٹھا وہ شخص بینچ پر لڑھک گیا۔

"ارے یہ تو شاہنواز ہے۔"

کوئی پہچانی سی آواز سماعت سے ٹکرائی اور پھر ہر سو سکوت چھا گیا۔

💛💛💛💛

"آج میں آپ کو اپنی وائف سے ملواؤں گا۔"

ارمان کام کرتے ہوئے کیٹ سے مخاطب ہوا۔

"شیور۔"

کیٹ نے مسکرانے کی سعی کی درد دل کو مسکراہٹ تلے چھپانے کی سعی۔

اسے اپنی بے بسی پہ رونا آیا، جو لب خوشی میں مسکرا نا سکے انہیں سسکیوں کو دبانے کے لیے

مسکراہٹ کا سہارا لینا پڑا۔

"آپ کے لیے سرپرائز ہو گا۔"

ارمان بنا اس پہ غور کیے مسکراتے ہوئے بولے جارہا تھا۔

کیٹ نے ایک گہری نظر اس پہ ڈالی۔

New Era Magazine

فوجی ہیر کٹ اور ہلکی ہلکی شیو، عنابی سے ہونٹ اور سفید رنگت، آستینیں چڑھی ہوئیں اور چہرے پر مسکراہٹ کے سبھی رنگ بکھیرے وہ سیدھا دل میں اتر رہا تھا۔

کیٹ نے بمشکل نگاہیں پھیریں اور کام کرنے لگی۔

دماغ منتشر ہو گیا تھا۔

انفارمیشن دیکھنے کے بعد ہیڈ آفس میل کرکے وہ دونوں آفس سے نکلے۔

ارمان نے کال کرکے رشی کو ریسٹورینٹ بلوایا اور کیٹ کے ساتھ ریسٹورینٹ پہنچ گیا۔

ریسٹورینٹ کا ماحول کافی اچھا تھا۔

میجر کیٹ آج پہلی بار کسی کے ساتھ ریسٹورینٹ آئی تھی۔

ارمان ہلکی پھلکی باتیں کر رہا تھا، جبکہ میجر کیٹ بولنے سے قاصر تھی۔

دل جیسے سمندر کی اتھاہ گہرائی میں غوطہ زن ہو رہا تھا۔

پہلی محبت کا خسارہ تا عمر دل میں چبھتا رہتا ہے۔ بھلے چاپتوں کی سلطنتیں مل جائیں مگر وہ خسارہ جو قسمت میں رقم ہو جائے دل و دماغ سے چپک کر رہ جاتا ہے۔

سنگ دل میجر کیٹ کا دل پگھلنے لگا تھا۔

درد سا محسوس ہونے لگا تھا، احساس زیاں اور بے بسی کی دیواریں قد آور ہو گئیں تھیں۔

جو آنکھیں سرد مہری کی داستان سناتی تھیں جن کا رنگ ہو روز مختلف ہوتا تھا، جو کبھی گرین کبھی بلیو تو کبھی ہیزل کلر کی ہوتیں تھیں آج بے رنگ سی ہو گئیں تھیں سرد مہری سختی سب محبت نکال کر محض آنسو بھر دیے تھے۔

New Era Magazine

اس نے رخ موڑ کے انگلیوں کے پوروں پر وہ آنسو سمیٹے جو محبت کے پرزور ریلے نے احساس زیاں کی موجوں سے بہادیے تھے۔

ارمان نے جوس آرڈر کیا۔

میجر کیٹ کی نگاہیں بھٹک کر ارمان کے وجیہہ چہرے پر جارہیں تھیں۔

رشی رسٹورینٹ میں داخل ہوئی اور ارمان کو کال کر کے ٹیبل کا پوچھا۔

لائٹ پنک کلر کی گول دامن کی شرٹ اور نیوی بلیو جینز پہنے دپٹہ گلے میں مفرل کے انداز میں ڈالے ہلکے پھلکی تیاری میں تیز تیز چلتی ٹیبل پر آگئی۔

ٹیبل پر ارمان کے ہمراہ میجر کیٹ کو دیکھے رشی کی آنکھیں ابل آنے کو تھیں۔

میجر کیٹ جھٹکے سے اٹھی۔

ارمان نے مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائی اور کھڑا ہو گیا۔

"کیسا لگا سرپرائز۔"

ہاتھ سینے پہ باندھے وہ کھل کے مسکرایا۔

"میجر کیٹ۔۔۔۔؟"

رشی نے ارمان کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔

ارمان نے سر کو اثبات میں ہلایا۔

میجر کیٹ کاٹو تو لہو نہیں کی مثال بن گئی۔

اشتعال کی ایک تند و تیز لہر اسکے وجود میں سرائیت کر گئی۔

New Era Magazine

میجر کیٹ کا اٹھتا ہاتھ رشی کے منہ پر نشان چھوڑ گیا۔

میجر ارمان حیرت سے میجر کیٹ کی انگارہ ہوتی آنکھوں کو دیکھے گیا۔

رشی منہ پر ہاتھ رکھے سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی اسے تھپڑ پڑا کیوں ہے۔

''آئی ہیٹ یو موردین موردین ایوری تھنگ۔''

چنگھاڑ کے کہتی وہ جانے لگی۔

''میجر کیٹ۔۔۔۔۔''

ارمان نے غصے سے اسے روکا۔

''سلامتی چاہتے ہو تو میرا راستہ چھوڑ دو۔''

انگارہ ہوتی آنکھیں میجر ارمان کی آنکھوں میں گاڑتی وہ چبا چبا کے بولی۔

''میری وائف پر ہاتھ اٹھانے کی وجہ بتاؤ۔۔۔''

ارمان کرختگی سے بولا۔

غصہ چہرے سے چھلکنے لگا تھا۔

''میں اپنے کسی عمل کی کسی کو جوابدہ نہیں ہوں۔''

میجر کیٹ ترش لہجے میں سختی سے بولی اور سائیڈ سے نکلنے لگی تو ارمان نے پھر سے راستہ روک لیا۔

میجر کیٹ نے شدید غصے میں ایک پنچ میجر ارمان کے پیٹ میں رسید کیا۔

میجر ارمان دوہرا ہو گیا اس اچانک وار پر۔

دونوں ریسٹورینٹ کے ہال میں مقابلے میں آ گئے۔

لوگ چیختے چلاتے ریسٹورینٹ سے نکلنے لگے۔

کچھ تماشائی مقابلہ دیکھنے کھڑے ہو گئے۔

میجر ارمان نے میجر کیٹ کو روکنے کی کوشش کی پر میجر کیٹ شدید غصے میں تھی۔

"میجر آریوان یور مائنڈ۔۔۔۔۔پبلک پلیس پر ہنگامہ کر رہی ہو۔"

ارمان نے چیخ کر کہا پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔

وہ میجر کیٹ کے وار سے بچتا بچاتا اسے روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔

رشی کو شدید غصہ آیا اور وہ کیٹ کے مقابلے میں آ گئی۔

"رشی آر یو میڈ۔۔ شی از ویل ٹرینڈ آفیسر۔۔۔وہ رشی کو پیچھے کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

دونوں پروفیشنل انداز میں لڑ رہیں تھیں۔

ارمان کے بچانے کے باوجود رشی کے ہونٹ اور ناک سے خون رسنے لگا تھا۔

میجر کیٹ کا جنون کسی طور پر کم نہیں ہو رہا تھا۔

ارمان نے غصے میں کھینچ کے تھپڑ میجر کیٹ منہ پر رسید کیا وہ لڑ کھڑا کے ٹیبل پر جا گری۔

"ہوش میں آؤ۔۔۔۔k"

اسے جھنجھوڑتا ہوا بولا اور رشی کی طرف بڑھا۔

بازو سے پکڑ کے کھینچتا ہوا رشی کو ریسٹورینٹ سے نکال لے گیا۔

ریسٹورینٹ کی انتظامیہ نے نقصان کا بل بنا کے ٹیبل کے پاس گری میجر کیٹ کو تھمایا۔

New Era Magazine

میجر کیٹ نے کارڈ نکال اور بل پے کر کے ریسٹورینٹ سے نکل آئی۔

سڑک کنارے چلتے وہ بکھری بکھری سی لڑکی میجر کیٹ کہیں سے نہیں لگ رہی تھی۔

آنکھوں سے آنسو قطار در قطار گرتے دامن بھگو رہے تھے۔

وہ شہر سے باہر کی طرف چل دی۔

شہر سے دور جھیل کنارے بیٹھتے وہ چیخ چیخ کے رونے لگی۔

"میں نے ارمان کو کھو دیا۔۔۔۔۔"

وہ بلک رہی تھی۔

جھیل کنارے بیٹھی اس روتی ہوئی لڑکی کو دیکھ پورا منظر اداسی کی تصویر بن گیا تھا۔

"ماما۔۔۔۔اس نے مجھ سے دوسرا مرد چھین لیا۔۔۔۔۔"

گھٹنوں کے بل بیٹھی وہ چیخ کے بولی تھی۔

دل کا غبار کسی طور پر کم نہیں ہو رہا تھا۔

"میرا دوسرا سہارا بھی چھین لیا۔۔۔۔۔"

مٹھیاں زمین پر مارتی وہ سر جھکائے بے بسی سے چلائی۔

جھکے سر سے بھوری بال آبشار کی طرح پھسل کے چہرے کے اطراف میں گر گیے تھے۔

اس سنسان جگہ پر اسکی ہچکیاں گونج رہیں تھیں۔

"ہر چیز اسی کی گود میں ڈالی گئی۔۔۔۔۔میں ہر بار کیوں نامراد ٹھرائی گئی۔۔۔۔۔کیوں ہر ہار میرے مقدر میں رقم کی گئی۔۔۔۔کیوں۔۔۔۔"

New Era Magazine

وہ سر زمین پر رکھے بلکنے لگی تھی۔

"ارمان کو میں نے دل سے چاہا تھا۔"

وہ ٹوٹے لہجے میں بول رہی تھی۔

"ارمان نے مجھ پہ ہاتھ اٹھایا۔"

وہ رخسار پہ ہاتھ رکھ کے شکوہ کناں لہجے میں بولی۔

"ارمان نے اسکے لیے مجھ پہ ہاتھ اٹھایا۔"

وہ ہاری سی بولی۔

"میرا کون ہے ماما۔۔۔یہاں کوئی بھی تو میرا نہیں ہے۔۔۔۔۔مجھے مر جانا چاہیے۔"

وہ ہاتھ زمین پر رکھے بول رہی تھی۔

"میں تھک گئی ہوں تنہایوں کو گلے سے لگائے رکھ کر۔"

وہ مایوس سی بولی۔

"تمہاری جان اس وطن کی امانت ہے، حالات سے ہار کے خیانت مت کرنا۔"

ماں کا جملہ کانوں میں گونجا۔

"کل انڈیا کے گاؤں میں ایک خودکش دھماکہ ہوگا۔"

وہ طمانیت سے بولی۔

"اتار کے رکھ دیں گے زندگی کل تمہارا ابستہ اتار کر۔"

آسمان کی طرف دیکھتی وہ ٹھنڈی سانس خارج کرتی ہوئی بولی۔

New Era Magazine

”میری جان وطن کی امانت ہے تو وطن پر ہی قربان ہو گی ماں۔“

وہ ہاتھ جھاڑ کے اٹھتے ہوئے بولی۔

”اسے تیاری کرنی تھی۔۔۔کل کی۔۔۔۔زبردست سی تیاری۔“

وہ واپسی کے لیے نکلی۔

”منع کیا تھا تمہیں مت الجھو اس سے۔“

ارمان اسکے ہونٹ پر دوا لگاتے ہوئے غصے سے بولا۔

”وہ آپ پہ ہاتھ اٹھا رہی تھی۔“

رشی معصومیت سے بولی۔

”میں ایک ٹرینڈ آرمی آفیسر میجر ارمان ملک ہوں۔“

ارمان نے یاددہانی کرائی۔

”تو پھر مزہ چکھاتے نا اسے۔۔۔پہلے بھی آپ نے میر اگلا دبایا تھا اس کے نام پہ۔“

رشی کو اپنی بات یاد آگئی۔

”میں تماشا نہیں چاہتا تھا۔۔۔پر وہی ہو گیا۔“

ارمان نے روئی زمین پر پھینکی اور اٹھ گیا۔

”وہ میری ہمشکل کیسے ہے۔“

New Era Magazine

رشی نے کھلبلی مچاتا سوال اگلا۔

''آئی ڈونٹ نو۔۔۔۔۔بہت پتہ لگانے کی کوشش کی۔۔۔اسکا ہر کور بہت مضبوط ہے۔۔۔وہی ملتا ہے جو س نے شو کروایا ہے۔۔۔''

ارمان نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اسکی فیملی۔۔۔؟''

رشی نے کہا۔

''اونہہ۔۔۔اسکی کوئی فیملی نہیں ہے۔۔۔کسی بورڈنگ سکول میں پڑھی ہے وہاں صرف اسکی ماں کا نام لکھا ہے اور جو ایڈریس ہے وہ گھر بیچا جا چکا ہے۔''

ارمان نے تفصیل بتائی۔

''شی از سمارٹ۔''

رشی کمر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے غصے سے بولی۔

''اور تم بے وقوف۔۔۔۔''

ارمان نے اسکے ہاتھ پہ لگے میجر کیٹ کے ناخن کو دیکھا۔

رشی نے منہ بنایا۔

''پہلے سے ویک لگ رہی ہو۔۔۔کھانا دھیان سے نہیں کھاتی۔۔۔؟''

سنجیدگی میں فکر مند انداز۔

''بھوک پہ مار دیتے ہیں بھگا بھگا کے۔''

رشی سر جھٹک کے بولی۔

"ہر سٹیپ کو پازیٹو لینا سیکھو۔"

ارمان نے کہا اور اٹھ گیا۔

"اب میں نکلتا ہوں کچھ کام ہیں۔"

ارمان اپنا حلیہ درست کرتے ہوئے بولا۔

"یہ گھر کس کا ہے۔"

رشی نے چھوٹے سے گھر کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"بڑی جلدی خیال آیا تمہیں گھر کا۔"

ارمان نے کہا تو رشی شرمندہ ہو گئی۔

"رینٹ پہ لیا ہے۔۔۔یہ لو گھر کی چابیاں۔"

ارمان نے کہا اور شرٹ اتار کے دوسری پہنی اور نکل گیا۔

رشی نے بھی ٹائم دیکھا اور گھر لاک کر کے نکل آئی۔

💛💛💛

"سر وہ گھر سے نکل رہی ہے۔"

گلی کے کونے پر گاڑی کے پیچھے بیٹھا شخص جس کے چہرے پر نقاب چڑھا تھا رشی پر نگاہیں مرکوز کیے بولا۔

New Era Magazine

"شوٹ ہر۔"

باس کی کرخت آواز سنی۔

"اوکے سر۔"

وہ بولا اور گن رشی کی برف سیدھی کی۔

فضا میں فائر کی آواز گونجی اور رشی چیختی زمین پہ بیٹھتی چلی گئی۔

ارمان فائر اور رشی کی چیخ کی آواز پر مڑا تو ساکت رہ گیا۔

وہ لمحوں میں رشی تک پہنچا۔

"رشی۔۔۔۔۔"

اسکا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے بولا اور بازؤں میں اٹھالیا۔

جب دوسرا فائر ہوا اور ارمان کی کنپٹی کو چھوتا گرتا گزر گیا۔

ارمان لڑکھڑا کے زمین پر گر گیا۔

کنپٹی سے بہتا خون چہرے سے ہوتا شرٹ کو داغدار کرنے لگا۔

اسے اپنی پرواہ ہی کب تھی۔وہ دیوانہ وار رشی کو لیے ہاسپٹل کی طرف بھاگا۔

رشی نیم بے ہوشی کی حالت میں تھی۔

گولی کندھے کے قریب بازو میں لگی تھی۔

"ا۔۔۔ار۔۔۔ارمان۔۔"

رشی نے خون سے لت پت ہاتھ اسکے چہرے پر دھرا۔

"سر اس لڑکی کا نام رشی ہے شاید۔"

گولی مارنے والا آدمی الجھتے ہوئے بولا۔

"ڈیم اٹ۔۔۔۔تم اندھے تھے۔۔۔۔اب وہ الرٹ ہو جائے گی۔"

باس سخت خائف لگ رہا تھا۔

"پر سر جو تصویر آپ نے دی ہے لڑکی وہی ہے۔"

وہ آدمی جھنجھلا کے بولا۔

باس نے بنا جواب دیے کال کاٹ دی۔

💛💛💛

نسا ہر میدان میں دوسرے نمبر پر پہنچ گئی تھی۔

اسکی محنت رنگ لا رہی تھی۔

فرسٹ نمبر پر شہلا آرہی تھی۔

سورڈ آف آنر قریب ہی تھا۔

آج ان کی پریڈ تھی۔

شہلا نے نسا کے گلاس میں میڈیسن لگائی اور تیاری کر کے روم سے نکل گئی۔

صبح صبح اٹھ کے پانی پینا نسا کی عادت تھی۔

نسا نے گلاس میں پانی انڈیلا اور کلاک کی طرف دیکھا۔

ایک جھٹکے سے اٹھی اور یونیفارم اٹھا کے واش روم میں گھس گئی۔

اٹھنے سے گلاس نیچے گر کر ٹوٹ گیا۔

نسا بھاگتی ہوئی میس پہنچی جہاں کھانا شروع ہونے والا تھا۔

نسا نے گہری سانس کی اور خود کو کمپوز کرتی بیٹھ گئی۔

کھانا کھایا اور سب گراؤنڈ کی طرف نکل گئے۔

شہلا چہکتی پھر رہی تھی۔

نسا نے حیرت سے دیکھا اسے۔

"کل فائنل پریڈ ہے دیکھتے ہیں سورڈ آف آنر کسے ملتا ہے۔"

شہلا ادا سے بولی۔

"جس کی قسمت میں ہوا۔"

نسا نارمل لہجے میں بولی۔

شہلا نے بغور اسکا چہرہ دیکھا بیماری کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے تھے۔

"اس نے گلاس میں پانی پیا بھی ہے یا نہیں۔۔۔۔۔؟"

شہلا سوچنے لگی۔

"پیا ہی ہوگا۔۔۔۔روز پیتی ہے۔"

خود سے بولی۔

"میڈیسن زرا لیٹ اثر کرے گی شاید۔۔۔پر کرے گی ضرور۔"

آنکھیں چھوٹی کر کے نسا کے چہرے پہ ٹکائیں ہوئیں تھیں۔

نسا نے ساری رات پریکٹس کی تھی۔

پریڈ ہوئی پر نسا کی طبعیت خراب نا ہوئی۔

شہلا کو فکر ہونے لگی۔

روم میں جا کر دیکھا تو گلاس ٹوٹا ہوا تھا۔

اسے سخت غصہ آیا کیونکہ آج نسا نے بیسٹ پرفامنس دی تھی۔

نسا خوش تھی اپنی کارکردگی پر۔

دو سال میں اس نے کڑی محنت کی تھی۔

❤❤❤❤

”میجر انہیں گولی کیسے لگی۔“

کرنل صاحب پریشانی سے بولے۔

”پتہ نہیں سر۔۔۔جو بھی تھا رشی کی جان لینے آیا تھا۔“

ارمان شدید پریشان تھا۔

”تم نے دیکھا اسے۔“

کرنل صاحب بولے۔

”نہیں سر۔“

ارمان سر ہاتھوں میں گراتے ہوئے مدھم ست لہجے میں بولا۔

”ہم کیڈٹ کو آرمی بیسڈ ہاسپٹل مہں ٹرانسفر کر رہے ہیں۔“

کرنل سر نے اطلاع دی اور چلے گئے۔

رشی کے کندھے سے گولی نکل چکی تھی گو کہ وہ اب خطرے سے باہر تھی پر ارمان کی پریشانی میں کمی نہیں آئی تھی۔

رشی کو آرمی بیس میں لے گے تو ارمان چھان بین کے لے نکل گیا۔

”میجر کیٹ ایسی حرکت بھی کر سکتی ہے۔“

ارمان الجھ گیا تھا۔

”کون ہو سکتا ہے۔۔۔۔؟“

سوچیں مسلسل زہن میں گردش کر رہیں تھیں۔

”میرا کوئی دشمن یا میجر کیٹ کا دشمن۔۔۔۔شاید میجر کیٹ سمجھ کے آیا ہو۔“

ارمان بہت الجھ گیا تھا۔

”خیر وہ اب محفوظ ہے۔“

ارمان نے ٹھنڈی سانس ہوا کے سپرد کی اور ساری سوچوں کو زہن سے جھٹک کر مشن کے بارے میں سوچنے لگا۔

میجر کیٹ کا کچھ اتا پتہ نہیں تھا۔

سر پہ بندھی پٹی پر ہاتھ لگتے درد کی ایک لہر دوڑی تھی پر وہ ضبط کر گیا۔

وہ ایک آرمی آفیسر تھا کوئی مسئلہ اسکے وطن عزیز سے بڑھ کے نہیں ہو سکتا تھا۔

تیاری کیے وہ بارڈر کے ساتھ اس مشکوک علاقے میں پہنچ گیا۔

New Era Magazine

رات کی گہرائی کا سہارا لیے لوگ اپنے کالے کرتوں میں مگن ہو گئے تھے۔

بارڈر کے ساتھ ہلکی ہلکی روشنی دکھائی دی تو وہ الرٹ ہو گیا۔

بارڈر پار سے گاڑی کی ہیڈ لائٹس چمک رہیں تھیں۔ ٹھیک اسی وقت ادھر سے بھی ایک جیپ نمودار ہوئی۔

گاؤں بارڈر سے چار کلو میٹر دور تھا۔

میجر ارمان گھنی جھاڑی کے پیچھے چھپے منظر کو دیکھ رہا تھا۔

دس منٹ کے اندر وہ لوگ اسلحہ لیے واپسی کے لے پلٹ گئے۔

میجر ارمان جھاڑی کی اوٹ سے نکلا اور جھکتے ہوئے آگے بڑھنے لگا۔

گاؤں کے ایک مکان کے آگے گاڑی رکی اور اسلحہ مکان کے اندر لے جایا گیا۔

حیرت کی بات تھی ایک کچے مکان میں اتنا اسلحہ کیسے چھپایا جا سکتا تھا۔

میجر ارمان صبح ہونے سے قبل لوٹ آیا اور ساری رپورٹ کرنل سر کے گوش گزری۔

میجر کیٹ آفس میں داخل ہوئی۔

اسلام و علیکم۔"وہ بیٹھتے ہوئے بولی۔

"سر ریڈ کر لیں گروہوں کو پکڑ بھی لیں تو وہ ہاتھ نہیں آئے گا جو اس سب کے پیچھے ہے۔۔۔ سر یہ ہتھیار پچھلے مشن کی ہی کمپنی کے ہیں۔۔۔ ہمیں شک ہے کہ اس سب کے پیچھے وہی ہے جو پہلے کر رہا تھا یعنی کے پچھلے گینگ کا سرغنہ ابھی اوارہ گھوم رہا ہے۔"

میجر ارمان تفصیلاً بولا۔

New Era Magazine

''ہمم۔''کرنل صاحب نے ہنکارا ابھرا۔

میجر کیٹ خود کش حملے کا ارادہ کینسل کیے مشن کی طرف متوجہ ہو گئی۔

مزید ڈسکشن کے بعد دونوں آفس سے نکل آئے،ان کا رخ سیکرٹ آفس کی طرف تھا۔

''ایم سوری میجر۔''میجر ارمان ملک چلتے ہوئے بولا۔

میجر کیٹ خاموش رہی۔

''لیکن مجھے آپ کا جنونی ہو جانا بلکل سمجھ نہیں آیا۔۔۔۔کیا آپ میری وائف کو پہلے سے جانتی ہیں۔''

ارمان سنجیدگی سے بول رہا تھا۔

''نہیں۔''

میجر کیٹ کا مخصوص کٹھیلا لہجہ۔

''پھر آپ نے انہیں شوٹ کیوں کرنا چاہا۔''

ارمان ملک سنجیدگی سے بولتے ہوئے رکا۔

''مطلب۔''کیٹ نا سمجھی سے رکی۔

''کل شام رشی کو کسی نے شوٹ کیا ہے، گولی اسکے کندھے پر لگی ہے اور دوسری مجھے چھو کر گزری ہے۔''

ارمان اسکی گرین لینز ڈ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

میجر کیٹ کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔

New Era Magazine

تب ہی ایک گاڑی ان کے پاس سے گزری اور دونوں پر فائر کھول دیے۔

دونوں نے جوابی فائرنگ شروع کر دی گو کہ انہیں گولیاں لگ چکی تھیں۔

درخت کی اوٹ لیتے وہ جوابی فائرنگ کرنے لگے۔میجر کیٹ ہوش وہواس کھونے لگی تھی۔

ایک گولی اسکے بازو میں ایک ٹانگ میں اور دو پیٹ میں لگیں تھی۔

میجر ارمان کی ٹانگ میں دو گولیاں لگیں تھیں۔

سڑک پر رش کم تھا جو لوگ تھے وہ بھاگ چکے تھے۔

گاڑی پیچھے واپس آرہی تھی میجر ارمان نے بنا تاخیر کیے گاڑی کے ٹینکی پر فائر کیا اور ایک زوردار دھماکے سے گاڑی ہوا میں اڑی اور زمین بوس ہو گئی۔

اس دوران ایک مزید گولی میجر ارمان کے ہاتھ پر جا لگی۔

میجر کیٹ بے ہوش ہو چکی تھی۔

میجر ارمان نے درد سے آنکھیں میچیں۔

موبائل نکالے کرنل سر کو اطلاع دی اور زمین پر گر گیا۔

اسکی آنکھیں کھلی تھیں درد اتنا زیادہ تھا وہ حواس بحال نہیں رکھ پا رہا تھا۔

آہستہ آہستہ اسکی آنکھیں بند ہو گئیں۔

❤❤❤

فائنل پریڈ تھی سب بہت پر جوش تھے۔

سب کی نظر شہلا اور زیب النسا پر ٹکیں ہوئیں تھیں، کیونکہ وہی بیسٹ پرفامنس دے رہیں تھیں۔

شہلا نے سر جھٹکتے طنز سے نسا کو دیکھا۔

"یہاں تک تو آ گئی ہو۔۔۔ لیکن مجھ سے آگے نہیں جا پاؤ گی۔"

شہلا نے زہر اگل ہی دیا۔

"ویٹس سی۔"

زیب النسا خوشدلی سے مسکرائی تو شہلا جی جان سے جل گئی۔

شہلا غصے سے وہاں سے چلی تو اسکا پیر مڑا اور وہ لڑکھڑا کے گر گئی۔

"ہائے اللہ جی"

درد کی شدت سے اسکی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔

آنسو درد سے نکلے تھے یا ہار کے ڈر سے وہی جانتی تھی۔

قسمت نے زیب النسا کے لیے میدان صاف کر دیا تھا۔

زیب النسا نے ماں کی خواہش پوری کی اور

"سورڈ آف آنر" جیت لیا۔

وہ لیفٹیننٹ کے طور پر آرمی میں آ گئی۔

❤❤❤

"سر اس لڑکی کے ساتھ بھی وہی میجر تھا، جو اس دن اسکے ساتھ تھا۔"

New Era Magazine

فون کان سے لگائے اس آدمی کے لہجے میں واضح الجھن تھی۔

''کیا مطلب۔''

وہ نا سمجھی سے بولا۔

''سر معلوم نہیں یہ وہی لڑکی ہے جسے شوٹ کرنا تھا یا پہلے والی جسے گولی لگی تھی۔''

آدمی ہچکچاتے ہوئے بولا۔

''تم سے ایک کام بھی ڈھنگ سے نہیں ہوتا۔''

وہ غرایا۔

''ریلیکس یار۔''

وائن کا گلاس ٹیبل پہ رکھتے سیاہ پینٹ کوٹ میں ملبوس آدمی نے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔

''کیسے ہو جاؤں ریلیکس شیوی وہ ہر بار بچ جاتی ہے۔''

موبائل فون کھینچ کے وائن سٹینڈ پہ مارا اور شیشے کا سٹینڈ چھن کی آواز سے ٹوٹا اسکے قدموں میں آ بچھا۔

''آئی انڈرسٹینڈ۔''

شیوی وائن کے سپ لیتے ہوئے بولا۔

''دشمن کو ایسے مارنے میں کیا مزہ یار۔۔۔۔ تڑپا تڑپا کا مارو۔۔۔۔۔ سسکا سسکا کے مارو۔۔۔۔ برباد کر کے مارو۔۔۔۔۔۔ پھر مزہ آئے گا۔''

شیوی خباثت سے بولا۔

''وہ کبھی برباد نہیں ہو گی۔۔۔الٹا میں برباد ہو جاؤں گا۔۔۔۔اس نے پاکستان میں میری ساری ڈیلیز فیکٹریز ختم کر دیں۔۔۔پاکستان کو برباد کرنے کا خواب توڑ دیا۔۔۔۔۔ملین آف گنز کمپنیز کے اونر کے ساتھ ڈیل ہوئی تھی پاکستان کو دہشتگردی کا نشانہ بنانے کی انکابلینز کی گنز اڑائی اس نے۔۔۔۔اور انہوں نے مجھے گینگ سے باہر کر دیا۔''

وہ تقریباً چلایا۔

''ون منٹ۔۔۔۔۔تمہارا مسئلہ پاکستان ہے یا وہ۔''

شیوی نا سمجھی سے بولا۔

''میں انٹر نیشنل گینگسٹر بننا چاہتا تھا،پاکستان دنیا کا وہ ملک ہے جس کے اندر زہریلے سانپ پلتے ہیں،اسلیے میں نے پاکستان کو ٹارگٹ کیا کہ ان سانپوں کا کھانا ڈال کے اپنا کام نکلواؤں گا۔۔۔اسرائیلی ایجینسی موساد Mossad اور انڈین Raw ایجینسی نے پاکستان میں دہشتگردی پھیلانے کا کام مجھے سونپا اور بدلے میں ملینز آف گنز کے اونر کے گینگ میں شامل ہونے کا وعدہ کیا۔۔۔میں نے پاکستان میں کینڈیز کا کاروبار شروع کیا اور مزید دولت کمانے کے لیے ڈرگز کینڈیز میں ملانے لگا۔۔۔۔کیونکہ ویسے ڈرگز بیچنا خاصہ مشکل کام تھا۔۔۔۔۔وہ آرمی میں میجر تھی۔۔۔انہیں نا جانے کیسے پتہ چل گیا اور ہمیں خبر ہونے تک میری ساری فیکٹریز اور میرا اڈا اڑا دیا میرے رائٹ ہینڈ رونالڈو کو جیل میں ڈال دیا۔۔۔۔

کینڈیز کے ساتھ ساتھ میں گنز بھی بھیجنے لگا جب گنز کی ایک بڑی تعداد اڈے کے نیچے چھپائی گئی تھی،اس نے گرنیڈز لگائے اور سب ختم کر دیا۔

New Era Magazine

میلنز آف گنز جو مجھ پہ اعتبار کرنے لگے تھے، مجھے دودھ سے مکھی کی طرح نکال باہر کیا۔۔"

وہ بول رہا تھا اور نفرتوں کا جال اسکے چہرے پر بکھرا ہوتھا۔

"اوہ تو یہ مسئلہ ہے۔۔۔۔۔۔۔وہ لڑکی تمہاری ہار کا سبب بنی۔"

شیوی سر ہلاتے ہوئے دوسری بوتل کی طرف بڑھا۔

"نہیں۔۔۔۔۔وہ میری پہلی دشمن ہے۔۔۔۔۔میری ہر ہار کا سبب۔۔۔"

غصے سے مکا ٹیبل مارا۔

"مطلب۔"

شیوی ناسمجھی سے بولا۔

"چھوڑو اس بات کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پر مسئلہ یہ ہے ایک ہی شکل کی دو لڑکیاں ہیں۔"

وہ الجھتے ہوئے بولا۔

"جڑواں بہنیں ہو سکتیں ہیں۔"

شیوی نے تکا لگایا۔

"اونہوں۔۔۔۔۔۔۔اسکی کوئی بہن نہیں ہے۔"

اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"تمہیں کیسے پتہ وہ دو ہیں۔"

شیوی نے اسکے پر سوچ چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈیک نے انکی فوٹیج بھیجی تھی، ہوٹل میں لڑتے ہوئے۔"

New Era Magazine

وہ اپنی پسندیدہ شراب کی بوتل کھولتے ہوئے بولا۔

"اوہ۔۔۔۔۔۔۔مجھے دکھاؤ۔۔۔۔۔کون ہے اتنی تیس مار خان جو تم سے قابو نہیں ہو رہی۔"

شیوی ہنستے ہوئے بولا۔

وہ اپنے لیپ ٹاپ کی طرف بڑھا۔

"یہ ہے میجر کیٹ۔۔۔۔۔۔۔پاکستان انٹر سروس انٹیلیجینس کی ہونہار اور قابل ایجینٹ۔"

لیپ ٹاپ پہ اسکی تصویر دیکھتے چبا چبا کر بولا۔

"واؤ۔۔۔۔۔واٹ آ گرل۔۔۔۔۔اتنی حسین۔"

شیوی کا منہ کھل گیا۔

اسے سخت غصہ آیا۔

"شٹ اپ۔"

وہ تلملا کے درشتی سے بولا۔

"اس کی شکل تم سے ملتی ہے۔"

شیوی بغور تصویر کو دیکھتے ہوئے نولا۔

"اندھے ہو۔"

وہ لیپ ٹاپ سکرین پھینکتے ہوئے بولا۔

❤❤❤

شاہنواز صاحب کا بلڈ پریشر لو ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ نیم بے ہوشی میں چلے گئے۔

New Era Magazine

عشرت بیگم کلینک پہنچیں تو وہ اٹھ رہے تھے۔

"کیا ہوا آپکو شاہنواز۔"

عشرت بیگم روہانسی ہو رہیں تھیں۔

"کچھ نہیں بس چکر آ گیا۔"

شاہنواز نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔

"میں انہیں گھر لے جا سکتی ہوں۔"

عشرت بیگم ڈاکٹر سے مخاطب ہوئیں۔

"جی۔۔۔ان کی خوراک کا خاص خیال رکھیں اور انہیں کوئی پریشانی نا ہو۔"

ڈاکٹر نے میڈیسن تھمائی اور چلا گیا۔

عشرت بیگم انہیں گھر لے آئیں۔

ہمسائے ان کی عیادت کے لیے آنے لگے۔

شاہنواز کو سخت کوفت ہوئی وہ اتنا بھی بیمار نہیں ہے جتنا لوگ سمجھ رہے تھے۔

❤❤❤

رشی کی ٹریننگ مکمل ہو چکی تھی، زخم بھرتے ہی اسے اندرون ملک مشن کے لیے بھیج دیا گیا۔

ارمان کے دیدار کی شدید خواہش دل میں دفن کیے وہ مشن پر چلی گئی، اسکے ساتھ کوئی نہیں تھا۔

ہینڈلر کی ہدایات پر اترتی وہ اپنی کارکردگی دکھا رہی تھی۔

یہ اسکا ٹیسٹڈ مشن تھا۔

"یس لیفٹیننٹ رشیکا التنسا یو آر سکسیڈ ان یور مشن۔"

ہینڈلر کی آواز پہ وہ مسکرائی اور بیس واپس آگئی۔

چار دن کے مشن میں اسکا جزبہ بڑھ چکا تھا۔

"سر میں اپنے ہزبینڈ سے مل سکتی ہوں۔"

میجر حارب سے مخاطب ہوئی۔

"نو۔۔۔۔کل آپ کو نیکسٹ مشن پر جانا ہے اسکی تیاری کریں۔"

میجر حارب نے منع کر دیا۔

وہ چہرہ لٹکائے ان کے آفس سے نکلی اور روم میں آگئی۔

"میرے پاس انکی کوئی تصویر بھی نہیں ہے، موبائل بھی نہیں ہے۔"

بیڈ پر بیٹھتے دونوں بازو برابر بیڈ پر رکھے وہ سر جھکائے افسردہ سی بیٹھی تھی۔

"کل کے مشن کی تیاری کرنی ہے۔"

وہ میجر حارب کا آرڈر یاد آنے پر اٹھی۔

مشن کیا تھا اسے خود بھی پتہ نہیں تھا۔

"لیفٹیننٹ آپ کو سر حارب بلا رہے ہیں۔"

لیفٹیننٹ مریم اطلاع دے کر چلی گئی۔

"کم ان سر۔"

وہ مودبانداز میں بولی۔

آفس میں کرنل سر بھی موجود تھے۔

”یس کم ان۔“

”کرنل سر کو آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔“

میجر حارب پروفیشنل انداز میں بولے۔

”یس سر۔“

رشی انکی جانب متوجہ ہوئی۔

”لیفٹیننٹ رشیکاالتنسا آپ اب آرمی کا حصہ ہیں،اور ایک آرمی آفیسر کے لیے سب سے پہلے سرزمین ہوتی ہے اسکے بعد کچھ اور ہوتا ہے۔“

کرنل صاحب چیئر سے اٹھ گئے۔

”یس سر۔“

رشی انکی تمہید کا مطلب سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

”اور ایک آفیسر کا اسکے اعصاب پر کنٹرول ہونا چاہیے۔“

کرنل صاحب اسکا چہرہ دیکھتے ہوئے بولے۔

”لاسٹ ویک میجر ارمان ملک اور میجر کیٹ پر فائرنگ ہوئی تھی۔“

کرنل صاحب رشی کا چہرہ دیکھتے ہوئے بولے۔

New Era Magazine

اسکا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو، آنکھیں بھرا گئیں تھیں پر اسے خود پر ضبط کرنا تھا وہ آرمی کا حصہ تھی اسے مضبوط بننا تھا۔

"یس سر۔"

وہ مضبوط لہجے میں بولی گو کہ اندر تباہی مچ چکی تھی۔

اندر کے طوفان، شور چہرے پر عیاں تھا پر وہ چپ تھی۔

"گڈ۔"

کرنل صاحب مسکراتے ہوئے ایک سائیڈ سے نکل گئے۔

وہ پوچھنا چاہتی تھی وہ اب کیسے ہیں پر زبان تالو سے جا چپکی۔

کرنل صاحب کے جاتے اعصاب جواب دینے لگے۔

آنسو بند توڑتے بہہ نکلے۔

"بی بریو لیفٹیننٹ۔۔۔آپ ایک میجر کی وائف ہیں اور خود بھی آرمی آفیسر۔۔۔۔"

میجر حارب نرمی سے مخاطب ہوئے۔

"میں ایک عورت بھی ہوں سر۔"

رشی نے بھرائے لہجے میں کہا۔

"بھول جاؤ اس حقیقت کو کہ تم ایک عورت بھی ہو، یاد رکھو تو بس اتنا کہ تم آرمی سے جڑی ہو، آرمی والوں کے احساس ملک و قوم کے لیے ہیں بس۔"

میجر حارب بولے تو اس نے بہتے آنسو صاف کیے۔

New Era Magazine

''میجر ارمان ملک بہت بہادر آفیسر ہیں۔۔۔آپ بس دعا کریں اللہ انہیں شفائے کاملہ عطا فرمائیں۔''

میجر حارب کا نرم خو لہجہ شفقت سے بھرپور تھا۔

''آمین۔''

رشی نے ٹھنڈی سانس خارج کی۔

''اب جاکے ریسٹ کریں آپ کو کل جانا ہے نا۔''

میجر حارب نے کہا تو وہ ''اوکے سر'' کہتی نکل گئی۔

روم تک آتے وہ خود کو سنبھالنے کی ہر ممکن کوشش کر چکی تھی۔

صبح اسے مشن پر جانا تھا اور ساری رات اسکی جائے نماز پر ارمان ملک کی صحت مانگنے میں گزری تھی۔

رونے کی شدت اسکی خوبصورت آنکھوں میں سرخی بھر لائی تھی۔

وہ ہیڈ آفس میں میجر حارب کے سامنے کھڑی ڈیٹیلز سن رہی تھی۔

''لیفٹیننٹ رشیکا یہ آپ کا فزیکلی فٹنس مشن ہوگا۔''

میجر حارب اسکی سرخی میں گھلی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولے۔

''اوکے سر۔''

رشی پراعتماد لہجے میں بولی۔

''یہ رہی لوکیشن۔۔۔۔۔''

میجر حارب نے میپ پر لوکیشن سمجھائی۔

رشی نے میپ کی لوکیشن کو مائینڈ میں فیڈ کر لیا۔

"گڈ لک۔"

میجر حارب بولے۔

وہ "یس سر" کہتی مڑی تھی جب میجر حارب کی آواز پر رکی۔

"میجر ارمان ملک اب ٹھیک ہیں۔۔۔انہیں ایک منتھ کی لیو دے دی گئی ہے۔"

وہ یکلخت مڑی۔

"تھنکس سر۔"

مسکراتے ہوئے بولی، آنکھوں میں نمی گھل گئی تھی۔

"اب اپنے کام پر کنسنٹریٹ کریے گا۔"

میجر حارب مسکرائے تھے۔

❤❤❤

"ماما ایک بات پوچھوں۔"

امت النسا پلیٹ میں چاول نکالتے ہوئے بولی۔

"ہمم۔"

ماں نے ہمم پر اکتفا کیا۔

"بابا کے متعلق کچھ تو بتائیں۔۔۔۔میں انہیں ڈھونڈھ لوں گی۔"

New Era Magazine

وہ سنجیدگی سے بولی۔

ماں کا ہاتھ رک گیا۔

"میں نے منع کیا تھا امت النسا تمہیں اس ٹاپک پر بات کرنے سے۔"

سخت لہجے میں بولیں۔

"پر ماما۔" امت النسا بولنے لگی تھی۔

"پر کیا۔۔۔۔کیا میرا ساتھ کافی نہیں ہے تمہارے لیے۔"

ماں کی بھوری آنکھیں بھرنے لگیں تھیں۔

"وہ بات نہیں ہے ماما۔۔۔اگر بابا ہوتے تو اریش یوں بگڑتا نا۔۔۔۔"

امت النسا سر جھکائے بولی۔

"اس نے اپنے باپ کی ریت اپنائی ہے۔۔۔چھوڑ جانے والی۔"

پلیٹ سائیڈ پر کھسکائے وہ دکھ سے کہہ گئیں۔

"آپ یہ مت سمجھیں مجھے میرے بابا کی کمی محسوس ہو رہی ہے یا میرے دل میں انکی محبت جاگ گئی ہے۔"

وہ ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔

"میں نے اپنی زندگی کے سولہ سالوں میں کسی مرد کو وفادار نہیں پایا، مجھے مرد ذات سے نفرت تھی ہے اور رہے گی۔۔۔اور وہ انسان جو میرے بابا کا درجہ رکھتا ہے میری بے حساب

نفرتوں کے عتاب پر ہے۔۔۔وہ اسلیے نہیں کہ ہمیں تنہا کر گیے بلکہ اسلیے کہ اس نے آپکی زندگی میں زہر گھولا ہے۔۔۔۔"

امت النسا انتہائی سخت بے لچک لہجے میں بول رہی تھی۔

"یہ زہر جو ہماری صورت میں انہوں نے آپکی زندگی میں گھولا ہے ناماما۔۔۔۔یہ ضرور انکی زندگی میں گھولوں گی۔۔۔۔انہیں ہر اس تکلیف کا احساس دلاؤ ں گی جو آپ نے محسوس کی ہے۔۔۔۔۔میں بدلہ لوں گی آپ کے ہر اس آنسو کا جس کی وہ وجہ بنے۔"

امت النسا کے لہجے کی درشتی اسکے اندر پنپتے لاوے کی عکاسی کر رہی تھی۔

ماں کا دل دہل گیا تھا۔

"امت النسا۔۔۔۔۔"

وہ حیرت سے اسکے چہرے کو تکنے لگیں۔

وہ سولہ سالہ امت النسا اپنی عمر سے اتنی بڑی کب ہو گئی جو ان کی تکلیفیں سمجھنے لگی۔

"امت النسا اپنے غصے کی اس آگ پر قابو پاؤ۔۔۔۔یہ نا ہو کہ یہ آگ تمہیں جلا کے بھسم کر دے۔"

انکی آنکھیں بہنے لگیں تھیں۔

"میں اس آگ کو کیسے بجھا دوں جس کو آپ کے آنسو تیل کی طرح بھڑکا دیتے ہیں مما۔۔۔۔جب سے ہوش سنبھالا ہے آپکو یونہی خاموشی سے سسکتے دیکھا ہے۔۔۔جب جب آپکو تکلیف میں دیکھا ہے مما میرے اندر چنگاریاں بھڑک کے شعلوں کا روپ دھار لیتی

ہیں۔۔۔۔۔دس سال سے دیکھ رہی ہوں آپکو۔۔۔۔نفرتیں شدت اختیار کر گئیں ہیں میری اس زمانے کے لیے۔۔۔۔دل کرتا ہے مما آگ لگادوں اس سماج کو، سماج کے تکبر کو انکے غروروں اور انکی بے طرح چلنے والی زبانوں کو جو کسی کا سکون برباد کرکے انہیں روح تک گھائل کر دیتی ہیں۔۔۔مما مجھے بابا سے ہی نہیں اس سماج سے بھی انتہائی نفرت ہے۔۔۔۔میں آپ کے ہر آنسو کا حساب لوں گی۔۔۔انہوں نے میری دنیا کو میری ماں میری جنت کار لایا ہے۔"

امت النسا کی سوچ اسکے حساس ہونے کی گہری عکاس تھی۔

جس امت النسا کو وہ بچی سمجھ رہیں تھیں وہ بچی نہیں رہی تھی۔

"جو غصے کی آگ ہوتی ہے وہ جلد یا بدیر بجھ ہی جاتی ہے، پر نفرت کے شعلے سے بھڑکتی آگ تب تک نہیں بجھتی جب تک وہ کسی کو جلا بھسم نا کر دے۔"

امت النسا ٹیبل سے برتن اٹھانے لگی تھی۔

"امت النسا وعدہ کرو میرے ساتھ تم اپنی نفرت کے اسے بے لگام جنون کا غلط استعمال نہیں کرو گی۔"

ماں اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی۔

"ماما جنون صحیح یا غلط کو نہیں مانتا، یہ جس سمت کا تعین کر لے وہی اسکی منزل ہو جاتی ہے۔"

وہ ہاتھ چھڑواتے ہوئے برتن لیے کچن میں چلی گئی۔

"میں کیا کروں۔"

ماں سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھ گئیں۔

"میرے لیے مزید پریشانیاں مت پیدا کرو امت النسا۔"

ماں روتے ہوئے بولیں۔

امت النسا کچن سے دوڑتے ہوئے آئی۔

"مما آپ روئیں تو مت۔"

امت النسا کو شرمندگی ہونے لگی۔

"میں وعدہ کرتی ہوں آپکی خوشی کی خلاف ایک قدم نہیں اٹھاؤ ں گی۔"

امت النساان کے ہاتھ تھامے بولی۔

"پکا وعدہ۔"

ماں کی آنکھوں میں چمک آگئی۔

"جی۔"

امت النسا مسکرائی۔

ماں نے اسے خود میں بھینچ لیا۔

❤❤❤

اسکی آنکھیں کھلی تو سفید چھت نظر آئی۔

اسنے اپنا ہاتھ اٹھایا جس پہ بینڈ یج ہوئی تھی۔

درد کا احساس ہوا اور وہ مکمل ہوش میں آگیا۔

''میجر ارمان آپ ہوش میں آ گئے۔''

نرس مسکراتے ہوئے بولی تو وہ بھی جواباً ہلکا سا مسکرایا۔

''میں کرنل سر کو انفارم کر دوں۔''

تھوڑی دیر بعد وہ لوٹی تو کرنل سر اس کے ہمراہ تھے۔

''کیسے ہو میجر۔''

کرنل سر بیٹھتے ہوئے مسکرائے۔

''ٹھیک ہوں سر۔''

ارمان نے اٹھنے کی کوشش کی۔

''لیٹے رہو۔''

کرنل سر بولے تو اسنے اٹھنے کی کوشش ترک کی۔

''کچھ سمجھ نہیں آ رہی سر کون لوگ ہیں وہ جو ہمیں شوٹ کر رہے ہیں۔''

میجر ارمان نے پریشانی سے کہا۔

''ان کا نشانہ میجر کیٹ لگ رہی ہے۔''

کرنل صاحب بولے۔

''اس دن بھی میجر کیٹ سمجھ کر رہی رشی پر فائر کیا گیا تھا۔''

میجر ارمان نے کہا۔

New Era Magazine

"لگ تو یہی رہا ہے۔۔۔میجر کیٹ کو زیادہ گولیاں لگی ہیں۔۔۔وہ ابھی تک ہوش میں نہیں آئیں۔"

کرنل صاحب پریشان لگ رہے تھے۔

"اوہ۔۔۔سر ہم تو اون دی مشن تھے۔"

ارمان پریشان کن لہجے میں بولا۔

"مشن کے لیے کیپٹنز کو بھیج دیا گیا ہے، تمہیں اک ماہ کی چھٹی دے دی گئی ہے۔"

کرنل سر بولے۔

"پر سر میں جلد ریکور کر لوں گا۔"

ارمان اٹھتے ہوئے بولا۔

"تمہیں تین گولیاں لگی ہیں۔"

کرنل سر نے یاد دلایا۔

"یہ تین گولیاں میری ہمت نہیں توڑ سکتیں سر۔۔۔۔۔"

ارمان نے کہا تو کرنل صاحب مسکرائے۔

"اچھی طرح صحت یاب ہو جاؤ پھر جوائن کر لینا۔"

کرنل صاحب حکمیہ لہجے میں بولے تو ارمان بے بس ہو گیا۔

"سر کیا میں بیک پہ کام کر سکتا ہوں۔"

ارمان نے کہا تو کرنل صاحب نے نفی میں سر ہلایا۔

New Era Magazine

"تم نہیں سدھرو گے۔"

کرنل صاحب بولے۔

"دشمنوں کے لیے میں کبھی نہیں سدھرنا چاہتا سر۔"

ارمان مضبوط لہجے میں بولا۔

"پلیز سر۔"

ارمان نے التجا کی۔

"اوکے تم کر سکتے ہو۔"

کرنل صاحب نے اجازت دے دی۔

ارمان کھل کے مسکرایا۔

میجر کیٹ آئی سی یو میں زندگی موت سے لڑ رہی تھی۔

کرنل صاحب نے دکھ سے اس بہادر لڑکی کو دیکھا جو تن تنہا زندگی سے لڑتی آ رہی تھی۔

میجر کیٹ انہیں اپنی بیٹی کی طرح عزیز تھی۔

"کوئی اچھی خبر۔"

کرنل صاحب ڈاکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔

"سر بلڈ بہت بہہ چکا تھا، جس کی وجہ سے میجر کی ول پاور زیرو ہو گئی تھی، اسلیے ریکوور نہیں کر پا رہیں۔"

ڈاکٹر نے کہا تو کرنل صاحب نے سر ہلایا۔

New Era Magazine

''آؤٹ آف ڈینجر تو ہے ناں۔۔۔۔ قومہ وغیرہ کا خطرہ تو نہیں ہے۔''

کرنل صاحب نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

''کچھ کہا نہیں جا سکتا سر۔''

ڈاکٹر نے حقیقت پسندی سے کام لیا۔

''میجر کیٹ پاکستان کا قیمتی سرمایا ہے، انہیں ہر حال میں ہوش میں آنا چاہیے۔''

کرنل صاحب کہتے ہوئے نکل گئے۔

ڈاکٹر نے چت لیٹے میجر کے وجود کو دیکھا اور اسکا تفصیلی چیک اپ کرنے لگا۔

❤❤❤

وہ نماز ادا کر رہیں تھیں جب دروازے پر بیل بجی۔

انکے سلام پھیرنے تک بیل مسلسل بجتی جا رہی تھی۔

وہ جائے نماز سے اٹھیں اور چپل پیروں میں اڑستیں تیز تیز قدموں سے دروازے کی جانب چل دیں۔

''بھئی آ رہی ہوں۔''

وہ زور سے بولیں تو بیل بند ہو گئی۔

دروزہ کھولتے وہ سکتے میں آ گئیں۔

آرمی کے یونیفارم میں ملبوس سر پر کیپ لیے کندھے پر بیگ ڈالے۔ایک سائیڈ پہ پاک آرمی لکھا ہوا تھا تو دوسری جانب ''زیب النسا''

''لیفٹیننٹ زیب النسا میم۔''

زیب النسا آرمی سٹائل میں سلیوٹ کرتے ہوئے بولی۔

ہادیہ نے اسے خود میں بھینچ لیا۔

''میری بچی تم نے اپنے بابا کا خواب پورا کیا۔''

وہ گلوگیر لہجے میں بولی۔

''آپ پریڈ میں کیوں نہیں آئیں مما۔۔۔۔''

زیب النسا منہ بسورتے ہوئے بولی۔

''میری طبعیت ٹھیک نہیں تھی بچے۔''

وہ اسکے بال سہلاتے ہوئے بولیں۔

''مما آپ کی خواہش تھی نا میں سورڈ آف آنر جیتوں۔۔۔آپ کی یہ خواہش بھی پوری ہوگئی۔''

وہ خوش ہوتے ہوئے بولی۔

''اللہ تجھے ڈھیروں کامیابیاں دیں۔''

وہ اسکی پیشانی چومتے ہوئے بولیں۔

''تم فریش ہو جاؤ میں کھانے کو کچھ بناتی ہوں۔''

New Era Magazine

وہ پیار بھرے لہجے میں بولیں۔

"مما سپائسی سی میکرونی بنائیے گا پلیز۔"

زیب النسا مزے سے بولی۔

"چکن لانا پڑے گا۔۔۔ چلو میں منگواتی ہوں۔"

ہادیہ بولتے ہوئے باہر گئیں اور ہمسائے کے لڑکے کو پیسے دے آئیں۔

میکرونی کی چیزیں ریڈی کرتے چکن آ گیا تھا۔

زیب کے لیے مزیدار سی میکرونی تیار کی۔

اتنے میں وہ فریش ہو کے آ گئی۔

وائٹ پرنٹڈ ٹی شرٹ اور بلیک جینز پہنے بھورے بال گیلے ہو کر چپکے سے بیٹھے تھے۔

میکرونی دیکھ اسکا منہ بھر آیا۔

"اوہ مائی سویٹ مام۔۔۔۔"

وہ ان سے لپٹ کر لاڈلے انداز میں بولی۔

"آپکو پتہ ہے کتنا مس کیا میں نے میکرونی کو۔"

وہ چمچ بھر کے منہ میں ڈالتے ہوئے بولی۔

"اور میں نے اپنی جان کو بہت مس کیا۔"

ہادیہ ممتا سے چور لہجے میں بولیں۔

"می ٹو مما۔"

New Era Magazine

وہ محبت سے بولی۔

❤❤❤

دوپہر کا وقت تھا، سورج سوا نیزے پر تھا، گلی بلکل خالی تھی، اسکا ٹارگٹ گلی کا پانچواں گھر تھا۔

اس نے حلیہ چینج کیا اور ایک غبارے بیچنے والے غبارے لیے اور گلی میں چل دی۔

اسکے غباروں میں چھپے حساس ہیڈ فونز ہر آواز کو ریکارڈ کر رہے تھے۔

گلی کا چکر لگانے کے بعد وہ ایک خالی مکان میں آ گئی۔

ہیڈ فونز سے آواز سننے لگی پر گھر کے اندر کوئی ہلچل نظر نہیں آ رہی تھی۔

اندر کتنے لوگ تھے اسکے لیے یہ جاننا بہت ضروری تھا۔

حلیہ درست کیے وہ لوگوں کی نظروں سے بچتی سامنے والے گھروں کے اوپر سے اس گھر کے سامنے آ بیٹھی۔

دوربین لگائے گھر کا جائزہ لینے لگی۔

مشن اسکی سوچ سے زیادہ مشکل لگ رہا تھا۔

اندر جانے کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔

اب جو بھی ہوتا اسے ہر حال میں اندر جانا تھا۔

وہ اسی راستے واپس گئی اور اس طرف کے مکانوں کی چھتیں عبور کرتی ٹارگٹ پر آ گئی۔

اس گھر سے اسے ایک ہارڈ ڈسک اٹھانی تھی۔

پسٹل لوڈ کیے وہ گھر کی چھت پہ آ گئی۔

New Era Magazine

آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترتے وہ نیچے آئی تو آدمیوں کے ہنسنے کی آواز آئی وہ الرٹ ہو گئی۔

اچانک وہ چاروں آدمی سامنے آ گئے۔

اس سے پہلے کے رشی فائر کرتی ایک نے چالاکی سے رشی کے ہاتھ پہ وار کیا اور پسٹل گر گیا جسے

دوسرے نے جھپٹ کے اٹھا لیا۔

رشی کا دل اچھل کے حلق میں آ گیا۔

ارمان کی بتائی گئی تکنیکس دماغ میں دوہرائی اور میدان میں اتر آئی۔

ایک آدمی نے اسکے منہ پہ وار کیا اسنے سرعت سے اس کا ہاتھ پکڑا اور بازو مروڑے پہ درپہ

اسکے منہ وار کیے اور کھینچکے دیوار میں دے مارا۔

دوسرا آدمی بھاگتا ہوا اسکی طرف آیا رشی نے پہلے آدمی کو کھینچ کے دوسرے میں دے مارا اور

دونوں جا گرے رشی نے اچھل کے پہلے کے پیٹ پہ چھلانگ لگائی اور اس طرف سے

آتے آدمی کے اوپر جا گری اور انتہائی برق رفتاری سے اسے منہ پہ پنچ دے مارے۔

اس کے ہاتھوں کی تیزی ان پر بھاری پڑ رہی تھی۔

رشی کے انداز میں چاہنیز ٹچ تھا۔

وہ آدمی کافی ٹرینڈ لگ رہے تھے۔

پہلے آدمی نے اس کے منہ پر پنچ مارا اور وہ زمین پر جا گری۔اسکے ناک سے خون نکل آیا اور

ہونٹ پھٹ گیا۔

دوسرے نے اسے کھینچ کے اٹھایا اور بازو مروڑ کے پیچھے لگا دیا۔

New Era Magazine

رشی نے خود کو ڈھیلا چھوڑ دیا اسکی پاور کم ہو رہی تھی۔

"بس اتنی ہمت تھی۔"

تیسرا آدمی طنزاً ہنسا۔

رشی کا خون کھول گیا۔

اس آدمی کی گرفت جیسے ہی ہلکی ہوئی رشی ہو میں اچھلی اور دونوں پیر اسکے گھٹنوں پہ پوری قوت سے دے مارے اور خود چھوٹ کے سامنے والے کے پیٹ میں ٹانگ ماری اور سر پکڑ کے گھٹنے پر مارا اسکے ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔رشی نے اسے دیوار میں مارا اسکے سر سے ابلتا خون کا فوارا اسکے بیکار ہونے کا عندیہ تھا

اور پچھلے کے گھٹنے ٹوٹ گیے تھے۔

دوسرے دو آدمی اس پر جھپٹ پڑے تھے۔

رشی پوری قوت سے لڑ رہی تھی۔

دو آدمی اب لڑنے کے قابل نہیں رہے تھے۔

وہ ان دونوں آدمیوں کی فائٹ سے بچتی انکی پاور ویک کر رہی تھی۔

حیرت کی بات یہ تھی اس گھر کے سیکنڈ فلور صحن میں کچھ بھی ایسا نہیں تھا جوا نہیں مار سکتی۔

وہ پچھلے دونوں سے پاور فل لگ رہے تھے۔

انہیں پلیننگ سے ہی زیر کیا جاسکتا تھا۔

رشی ونڈو کی جانب دوڑی اور ایک قدم ونڈو کی ریلنگ پہ رکھے دوسرا دیوار پر رکھے قلابازی کے انداز میں اوپر سے الٹتی ہوئی پیچھے کو آئی اور اس آدمی کو دھکا لگائے ونڈو سے نیچے گرادیا۔

ایک آدمی رہ گیا تھا اور وہ تھک چکی تھی پر تھکن سے زیادہ اسکے لیے مشن امپورٹینٹ تھا۔

اسے وہ ہارڈ ڈسک اٹھانی تھی بس۔

ایک آدمی کو وہ فائٹ سے گرا سکتی تھی۔

اس کی آنکھ کے پاس گہرا نیل پڑ گیا تھا۔

وہ فائٹ کے انداز میں اسکے سامنے آگئی۔

"اسے فائٹ سے زیر نہیں کرسکتی۔۔۔رشی ڈوسم چاہنیز۔"

خود سے بولتے وہ برق رفتاری سے بڑھی اور پہ در پہ کئی وار اسکے منہ پر کیے جن سے وہ بچ نکلا۔

اسنے وار کیا تو رشی اسکے مضبوط بازو سے لگتی اسکے گردن سے پکڑا اسے نیچے گرادیا اور اسکی گردن کی ابھرتی رگیں پکڑ لیں۔

وہ آدمی مسلسل اس پہ وار کر رہا تھا جب سانس گھٹنے لگی تو رشی کے ہاتھ ہٹانے کی ہر ممکن کوشش کی۔

اسکی آنکھیں ابل آئیں اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

رشی نے چھوڑا اور لڑکھڑاتی ہوئی نیچے کی جانب بھاگی۔

نیچے سارے کمرے چیک کیے ایک کمرہ لاکڈ تھا،اس نے دروازہ توڑنے کی ہر ممکن کوشش کی پھر لاک توڑنے کی پر نا دروازہ ٹوٹا نا لاک۔

New Era Magazine

پولیس کا سائرن سنتے اسکی جان نکل گئی۔

وہ جلدی سے اوپر بھاگی اور پسٹل ڈھونڈ کے نیچے آئی۔

گلی میں بھاری بوٹوں کی آواز سنتے اسکے ہاتھ کانپنے لگے تھے۔

جیسے ہی گیٹ بجا رشی نے فائر کیا اور اندر گھس گئی۔

کمپیوٹر پڑا دیکھ اس نے سارا کچھ نیچے گرایا۔

گیٹ زور زور سے بج رہا تھا۔

رشی کے حواس سلب ہونے لگے۔

اس نے سی پی کو اٹھایا اور اوپر کی جانب دوڑ لگا دی۔

پولیس نے گیٹ کا لاک کھول لیا۔وہ سیڑھیاں چڑھ رہی تھی جب پولیس کی نظر اس پر پڑی۔

رشی نے سی پی یو زمین پر مارا سی پی یو نہیں ٹوٹا تو اسنے جلدی سے اٹھایا اور اوپر کی جانب بڑھ گئی۔

نیچے پولیس اسکے پیچھے فائرنگ کر رہی تھی۔

رشی نے پچھلے گھر کی چھت پہ سی پی یو پھینکا جو ٹوٹ کے بکھر گیا۔

پیچھے سے فائر ہوا تو رشی کود گئی۔

ہارڈ سک اٹھائی اور اور چھتیں پھلانگتی دوڑنے لگی۔

اسے سمت کا اندازہ بلکل بھی اندازہ نہیں ہو رہا تھا۔

ایک گولی اسکے بازو کو چھوتی نکل گئی۔

درد سے کراہتے رشی ایک دیوار کی اوٹ میں ہوتے فائر کرنے لگی۔

اسکے پیچھے دو آدمی تھے۔

پسٹل میں ساری تین گولیاں تھیں۔

رشی نیچے گلی میں کود گئی اور انکی نظروں سے بچتی ایک گھر میں چھپ گئی۔

ہاتھ سے بہتا خون اور اٹھتا درد اسکی پاور کم کر رہا تھا۔

وہ بری طرح زخمی ہو چکی تھی۔

گھٹنے کہنیاں چھل چکیں تھیں، جسم پر بے شمار خراشیں آئیں تھیں۔آنکھ پر پڑا گہرا نیل درد ہونے لگا تھا۔

رشی نے قمیض کے دامن سے خون دبا کر رکھا تو درد کی ایک شدید لہر پورے وجود میں سرائیت کر گئی، اسکی گرفت ڈھیلی ہو گئی۔

''آہ۔''

آنکھیں میچے وہ درد کو برداشت کرنے کی ہر ممکن سعی کر رہی تھی۔

وہ جس گھر میں چھپی تھی وہ شاید خالی تھا، صحن میں چھوٹے چھوٹے جھاڑی نما پودے اگے ہوئے تھے، رشی نے زمین سے مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور رستے خون پر دبا کر رکھا، تھوڑی دیر تک خون بند ہو گیا تھا۔

خون ملی مٹی زخم پہ چپک گئی تھی۔

اچانک فائرنگ کی آواز گونجی تو رشی دہل گئی۔

عجیب محلہ تھا جہاں اسے کسی ہی گھر میں کوئی نظر آیا ورنہ عموماً گھر خالی تھے۔

فائرنگ کی آواز گونج رہی تھی۔

اس نے آسمان کی طرف دیکھا، شام کے سائے پھیل رہے تھے، کچھ ہی دیر میں رات اپنے پنکھ پھیلانے والی تھی۔

"رات ہوتے نکلوں گی۔"

آسمان کی سمت دیکھتے بولی۔

گولیوں کی تڑتڑاہٹ بند ہو چکی تھی۔

"میرا دل بہت گھبراتا ہے شاہنواز صاحب۔۔۔۔رشی نے پلٹ کے فون بھی نہیں کیا مہینہ ہونے کو آیا ہے۔"

عشرت نے بیگم اداسی سے کہا۔

"مصروف ہو گی بچی۔"

شاہنواز صاحب نے دلاسا دیا۔

"ایسی بھی کیا مصروفیت۔۔۔۔جو ماں باپ ہی بھول جائیں۔۔۔۔۔ہماری کونسا دس اولادیں ہیں۔"

وہ بھری بیٹھیں تھیں۔

"رمضان بھی شروع ہونے والا ہے۔"

ان کی آنکھیں بہنے لگیں تھیں۔

"تم خود فون کر لو۔"

شاہنواز بولے۔

"نمبر بند ہے اسکا۔"

وہ مایوسی سے آنسو پونچھتے ہوئے بولیں۔

"ارمان کو کر لو پھر"

شاہنواز صاحب بولے۔

"اسکا بھی بند ہے۔"

وہ سر تھامے پریشانی سے بولیں۔

"یہ تو انتہائی غیر زمہ دارانہ حرکت ہے۔"

وہ بھی پریشان ہو گئے تھے۔

"اللہ خیر کرے گا۔۔۔۔فوجیوں کی زندگی ہوتی ہی ایسی ہے۔"

وہ آسمان کی سمت دیکھتے ہوئے بولے۔

❤❤❤❤

گلی میں گاڑی رکی اور دو سولجرز میجر ارمان کو تھامے گاڑی سے نکلے، ٹانگ میں گولیوں کی وجہ سے وہ چل نہیں پا رہا تھا۔

دروازہ بجایا تو کوثر خاتون نے دروازہ کھولا۔

"ارمان میرا بچہ۔۔۔۔"

New Era Magazine

وہ والہانہ انداز میں اس سے لپٹ گئیں۔

"اسلام و علیکم۔"

سولجرز نے ادب سے سلام کیا۔

"و علیکم سلام۔"

کوثر خاتون نے جواب دیا۔

"کیا ہوا ہے۔۔۔۔" وہ ارمان کو دیکھ کر بولیں

"اندر تو آنے دیں امی۔"

ارمان مسکرایا۔

"وہ ایک طرف ہٹ گئیں۔

سولجرز ارمان کو لیے اندر داخل ہوئے اور چارپائی پہ بٹھا دیا۔

سولجر نے ارمان کا بازو والا دوبارہ گلے میں بندھے پلاسٹر سٹرپ میں ڈال دیا۔

کوثر خاتون چائے بنانے چلی گئیں۔

چائے پی کر سولجرز چلے گئے۔

"کیا ہوا ہے بیٹا۔"

کوثر خاتون نے پریشانی سے پوچھا۔

"کچھ نہیں بس دو گولیاں لگی ہیں ٹانگ میں۔"

ارمان نے مسکرا کر جواب دیا۔

New Era Magazine

"آپ کی دعائیں ہیں میرے ساتھ امی جان تو مجھے کچھ ہو سکتا ہے بھلا۔"

ارمان نے محبت سے ان کا ہاتھ دبایا۔

"ارمان تم میرے اکلوتے بیٹے ہو۔"

دکھ سے انکی آنکھیں بھر آئیں۔

"امی جان میں ٹھیک ہوں۔"

ارمان بوکھلا گیا تھا۔

"میرا بچہ۔۔۔۔میرے جینے کا سہارا تم ہی ہو۔"

وہ اسے گلے سے لگائے رو دیں۔

"آپ بھی امی۔"

ارمان نے انہیں اپنے حصار میں لے لیا۔

"رشی کیسی ہے۔"

رشی کا یاد آنے پر وہ پوچھنے لگیں۔

"ٹھیک ہے وہ امی۔"

ارمان نظریں جھکائے بولا۔

دل میں ایک ہوک سی اٹھی تھی۔

"مجھے اسے آرمی میں نہیں لے جانا چاہیے تھا۔"

وہ سوچنے لگا تھا۔

New Era Magazine

"وہ کب آئے گی۔؟"

وہ اسکے بال سہلاتے ہوئے بولیں۔

"پتہ نہیں۔"

انکی گود میں سر رکھتے وہ بولا۔

"کیا مطلب ہے پتہ نہیں۔۔۔۔۔۔رمضان آرہا ہے۔۔۔۔پہلا رمضان ہے شادی کے بعد ۔۔۔۔۔کچھ دن تو ساتھ گزار لیتے ہم۔"

وہ خفگی سے بولیں۔

"امی وہ مشن پر ہے۔۔۔۔۔شاید نا آسکے۔"

ارمان مدھم لہجے میں بولا۔

"ادھر میری طرف دیکھو۔"

اس کا چہرہ اپنی طرف موڑا۔

"مجھے نہیں پتہ وہ کہاں ہے، کیسی ہے، کس حال میں ہے۔۔۔۔۔زندہ بھی ہے یا۔۔۔۔۔۔"

جملہ ادھورا چھوڑے وہ آنکھیں موند گیا۔

"جیسے تمہیں دکھ ہوا ہے،ایسے ہی ہر ماں کو دکھ ہوتا ہے پریشانی ہوتی ہے ارمان۔"

وہ اس کی پیشانی چومتے ہوئے بولیں۔

"دعا کرو وہ جہاں بھی ہو خیریت سے ہو۔"

محبت سے بولیں تھیں۔

ارمان کو ماں کے آغوش میں سکون سامل گیا تھا۔

کچن میں کافی بکھیرا پھیلا ہوا تھا،ایک طرف کچھ ڈبے بھر بھر کے رکھے ہوئے تھے اور دوسری طرف چولہے پر میکرونی بن رہی تھی۔

ایک سائیڈ پہ وہ سیب ہاتھ میں لیے کھاتے ہوئے باتیں کر رہی تھی۔

"امی بس بھی کریں اب۔۔۔۔میں ڈیوٹی پہ جا رہی ہوں نا کہ سسرال کا معارکہ سر کرنے کو مجھے ڈبے بھر بھر کے دے رہیں ہیں۔"

زیب النسا خفا ہوتے ہوئے بولی۔

"طاقت ہو گی تو تمہیں کچھ مشکل نہیں لگے گا۔"

وہ بنا اسکی بات کا رد عمل دکھائے سکون سے بولیں۔

"وہ تو ہے۔۔۔"

وہ ان کا پوائنٹ سمجھ گئی۔

"بابا کو بھی ایسے ہی بنا کے دیتی تھیں۔"

زیب النسا شرارت سے بولی۔

"ہاں بلکل۔۔۔۔وہ بھی تمہاری طرح نخرے دکھا دکھا کے لے جایا کرتے تھے۔"

ہادیہ ہنستے ہوئے بولیں۔

یادوں کی ہوا آنکھوں میں نمی لے آئی۔

زندگی کے کچھ پل کچھ لمحے اتنے خوبصورت ہوتے ہیں کہ ان کے چلے جانے کا غم عموماً آنکھوں میں نمی لے آتا ہے۔

"اچھا۔۔۔ میکرونی بن گئی۔"

وہ چمچ چلاتے ہوئے بولی۔

"ہاں بن گئی۔۔۔ تم بیٹھو میں دیتی ہوں۔"

وہ کام وہیں چھوڑے میکرونی کہ طرف متوجہ ہو گئیں۔

پلیٹ میں میکرونی ڈال کے اسکے آگے رکھی اور ساتھ میں کیچپ بھی۔

زیب النساء مزے سے کھانے لگی۔

آج اسکی چھٹی ختم تھی اور اسے واپس جانا تھا۔

کھانا کھاتے وہ مسلسل باتیں کر رہی تھی۔

کھانے سے فارغ ہو کر وہ تیار ہوئی اور اپنی منزل کی جانب چل دی۔

ہادیہ بیگم کا دل اداس ہو گیا تھا، جتنے دن وہ گھر رہی تھی ان کا دل بہلائے رکھتی تھے۔

❤❤❤❤

رات نے اپنے پنکھ پھیلائے اور ہر زی روح اندھیرے میں گم ہوتی چلی گئی۔

وہ آہستگی سے چوکنا ہو کر نکلی اور اندھیرے میں دیوار کے ساتھ ساتھ چلتی محلے سے نکل گئی۔

اس کا رخ ہیڈ آفس کی جانب تھا۔

New Era Magazine

ہیڈ آفس پہنچی تھی کہ میجر حارب کے ساتھ کرنل سر بھی بیٹھے تھے۔

''سر مشن کمپلیٹڈ۔''

رشی نے ہارڈ ڈسک انہیں تھمائی۔

''گڈ جاب لیفٹیننٹ۔''

میجر حارب نے ڈسک سی پی یو سے کنیکٹ کی اور ایل ای ڈی پر گھر کے سیکنڈ فلور کی فوٹیج شو ہونے لگی۔

ایل ای ڈی پر رشی کی فائٹ شو ہو رہی تھی۔

''سر اس ہارڈ ڈسک میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔''

رشی پریشانی سے گویا ہوئی۔

''تمہارا مشن یہی تھا ان آدمیوں سے بچ کر نکلنا اور ہارڈ ڈسک لانا۔''

کرنل صاحب بولے۔

''یہ فائٹ اور تکنیکس تو میجر ارمان کی ہیں نا۔''

کرنل صاحب اسکی فائٹ دیکھتے ہوئے بولے۔

''یس سر۔۔۔۔انہوں نے ہی سکھائی ہے مجھے۔''

رشی نے اثبات میں سر ہلایا۔

''نیکسٹ سٹیپ آپکو میجر کیٹ کے ساتھ فائٹ کرنا تھا، بٹ شی از ان آئی سی یو۔''

کرنل صاحب بولے۔

"ٹیک ریسٹ اینڈ پرپیپیر یور سیلف فار نیکسٹ مشن۔"

میجر حارب نے کہا تو رشی آفس سے نکل گئی۔

"سر لیفٹیننٹ رشیکا نے بیسٹ پرفارم کیا ہے۔"

میجر حارب متاثر لگ رہا تھا۔

"اسکی ٹریننگ اور بھی سخت کردو تا کہ اسے کسی دوسرے کی ضرورت ناپڑے۔"

کرنل صاحب بولے اور دوسرے مشن کو ڈسکس کرنے لگے۔

❤❤❤

میجر کیٹ کے چت لیٹے وجود میں زرا بھی جنبش نہیں تھی، ڈاکٹر زاسکے قومہ میں چلے جانے کی وجہ سے خوفزدہ تھے۔

کرنل صاحب نے سختی سے آرڈر دیے تھے۔

⭘⭘⭘

"امت النسا۔"

ماں کمرے میں داخل ہوئیں۔

"جی ماما۔۔۔۔"

وہ لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹائے انکی جانب متوجہ ہوئی۔

"تمہارا میٹرک کا رزلٹ آگیا ہے، اب آرمی میں اپلائے کردو۔"

ماں جھجکتے ہوئے بولیں۔

New Era Magazine

امت النساان کی جھجھک محسوس کر چکی تھی۔

"کر دیا ہے۔" مسکرا کے بولی۔

"سچ۔"

وہ بے یقین ہوئیں۔

"جی ماما سچ۔۔۔ آپکی خوشی اور خواہش سے بڑھ کے کچھ بھی نہیں میرے لیے۔"

وہ ان کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی اور محبت و عقیدت سے چوم لیا۔

"مجھے تم پہ فخر ہے امت النساء"

وہ اسے گلے لگاتے ہوئے بولیں۔

"یہی بات اریش کو کھٹکتی ہے۔"

امت النساء نے کہا تو ماں ک چہرے پر افسردگی چھا گئی۔

"پتہ نہیں کہاں کمی رہ گئی۔۔۔ جو وہ ایسا ہو گیا، ضدی خود سر بد دماغ۔"

دکھ اور افسردگی کے ملے جلے تاثرات لیے چہرہ پریشانی کی تصویر بن گیا۔

"چھوڑیں۔۔۔۔ میں جو آپکے فخر کا باعث۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

مسکراتے ہوئے اسکے حسن کو جیسے چار چاند لگ گئے تھے، بھوری آنکھیں کھل اٹھیں تھیں، پتلی سی ناک اور ہلکے گلابی لب، جو مسکرانا شاید جرم سمجھتے تھے۔

"ہنستی رہا کرو۔۔۔۔ اچھی لگتی ہو۔"

New Era Magazine

وہ پیار سے بولیں۔

”ہنسنے کا وقت نہیں مما۔۔۔۔جب وقت آئے گا کھل کے ہنسوں گی۔“

وہ لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوئی۔

”تب تک میں نا رہی تو۔“

وہ بغور اسکا چہرہ دیکھتے ہوئے بولیں۔

”اللہ نا کرے مما۔“

وہ دہل گئی تھی۔

”ایک آرمی آفیسر کو ہر طرح کے حالات میں جزبات پہ قابو رکھنا ہوتا ہے۔۔۔۔اور تمہارا بلکل بھی نہیں ہے۔“

وہ ایک ٹیوٹر کی طرح بولیں۔

”آپ جہاں بھی ہونگی میری کھلکھلاہٹوں کی گونج آپ تک ضرور پہنچے گی۔“

خود کو قابو کرتے اس نے لہجے کو مضبوط بنالیا۔

”گڈ۔“

وہ اسکی پیٹھ تھپکتی کمرے سے نکل گئیں۔

❤❤❤❤

ہر سو پانی ہی پانی تھا، پانی میں ڈوبتے لوگ مسلسل مدد کے لیے پکار رہے تھے، پاکستان کی بہادر فوج بھاگ بھاگ کر ہر مدد کے لیے بڑھے ہاتھ کو تھام رہی تھی۔

زیب النسا کی ڈیوٹی بھی اسی جگہ لگی تھی۔

زاہرہ آباد کے اس علاقے کے مکینوں کو محفوظ جگہ پہچائے، انہیں کھانا فراہم کیا جا رہا تھا۔

"آپ آرام کر لیں تھک گئی ہو نگی۔"

وہ ضعیف لوگوں کو چیک اپ کروا رہی تھی جب مردانہ آواز پر مڑی۔

"پاک آرمی کے نوجوان تھکنے لگے تو ہو گئی عوام کی امیدیں پوری۔"

نارمل سے لہجے میں مسکرا کر بولی۔

"ہمم گڈ۔۔۔" مقابل متاثر کن لہجے میں بولا۔

"کھانا کھا لیں انہیں میں دیکھ لیتا ہوں۔"

وہ اسے زبردستی کھانا کھانے بھیج چکا تھا۔

زیب النسا نے کھانا کھایا اور میڈیکل کیمپ کی طرف آئی۔

"ہیلو۔"

وہ اسِ دیکھتے مسکرایا۔

"ہائے۔"

زیب جواباً مسکرائی۔

"میں کیپٹن شاہنواز احمد۔"

وہ مسکرا کر و لے۔

"لیفٹیننٹ زیب النسا۔"

زیب نے اپنا تعاف کروایا۔

"آپکی عوام سے محبت پسند آئی۔"

کیپٹن شانواز نے سراہتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔"

زیب مسکرائی۔

رات کی چاندنی میں وہ لوگ کافی دیر باتیں کرتے رہے۔

شاہنواز کا تعلق لاہور سے تھا۔اسکی ایک بہن تھی جو دوسرے شہر اپنے شوہر کے ساتھ مقیم تھی،ماں کا انتقال ہو چکا تھا،والد ابھی حیات تھے۔

لیفٹیننٹ زیب النساکا روپ اور من کی خوبصورتی ان کے دل کو بھا گئی تھی،یہ بھانا دھیرے دھیرے محبت کا رنگ پکڑتا گیا اور دونوں پور پور محبت کے سمندر میں بھیگتے چلے گئے۔

قسمت کے کھیل نرالے ہوتے ہیں،پر وہ کب جانتی تھے قسمت ایسے بھی ستم کرتی ہے،محبت میں ایسے بھی رسوائی ملتی ہے،اپنے ایسے بھی ساتھ چھوڑتے ہیں۔۔۔۔نقاب ایسے بھی الٹتے ہیں۔۔۔۔تنہائی کے سفر ایسے ہی کانٹوں سے بھرے ہوتے ہیں۔

❤❤❤❤

"کیا خبر ہے وہ لڑکی میجر ہی ہے یا دوسری ہے۔"

راکنگ چیر پر جھولتے فون کان سے لگائے سگریٹ کا کش لگا کہ دھواں ہوا میں چھوڑ رہا تھا۔

"سر وہ دونوں ہی غائب ہیں۔"

سپیکر سے ابھرتی آواز میں کافی گھبراہٹ تھی۔

"کیا مطلب۔۔۔؟"

وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"سر مجھے لگتا ہے جسے پہلے گولی لگی تھی،وہ مر گئی ہے اور۔۔۔۔"

آدمی مزید گھبراتے ہوئے بولا۔

"اور جسے اب شوٹ کیا ہے۔"

درشتی سے اسکی بات کاٹی۔

"وہ فوج کے قبضے میں ہے۔۔۔وہاں تک جانا ممکن نہیں۔"

وہ لرزتی آواز میں بولا۔

"اور وہ میجر ارمان۔۔۔۔؟"

اب کی بار لہجہ تھوڑا مدھم تھا۔

"وہ اپنے گھر چلا گیا ہے۔"

وہ آدمی بھی کچھ نارمل ہوا۔

"دوسری لڑکی کی معلومات نکالو۔۔۔۔۔کیا رشتہ ہے اسکا اس سے۔۔۔۔۔"

حکمیہ لہجے میں کہتے فون بند کر دیا۔

"وہ لڑکی کون ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔؟؟"

کرسی چھوڑ کے کمرے کے چکر لگانے لگا۔

"وہ میری بہن نہیں ہو سکتی۔۔۔۔۔؟؟"

ڈریسنگ ٹیبل پر جھکے وہ بڑبڑایا۔

"نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔۔۔ورنہ میں بے خبر کیسے رہتا۔"

سگریٹ کے کش پہ کش لگاتا وہ کشمکش میں لگ رہا تھا۔

"ایک مصیبت کم تھی جو دوسری تیار ہو گئی۔۔۔۔۔"

وہ جھلا گیا۔

سگریٹ ایش ٹرے میں پٹختے وہ پھر سے سوچنے لگا۔

گہری بھوری آنکھیں، بھورے بال اور بھوری ہی مونچھیں، ہلکی ہلکی بھوری شیو۔۔۔۔۔ایشین سپیدی لیے رنگت وائٹ شرٹ اور بلیک پینٹ میں ملبوس چہرے پر کشمکش اور الجھنوں کا گہرا جال تھا، آنکھیں غیر مرئی نقطے پر ٹکائے وہ عمیق سوچ میں گم تھا۔

OOO

چت لیٹے وجود میں ہلکی ہلکی جنبش ہونے لگی۔

سانسوں کی آواز میں تیزی آنے لگی۔

لبوں کی مدھم سے حرکت جیسے کسی کا نام پکار رہی ہو، بے چینی، بے قراری سے سر نفی میں ہلنے لگا۔

"ارمااااان۔۔۔۔۔۔"

وہ چیختے ہوئے اٹھ بیٹھی۔

اد گرد نگاہیں دوڑائیں تو سن ہوتے دماغ نے سمجھنے میں کچھ مدد نا کی۔

"میں کہاں ہوں۔۔۔۔؟؟"

کمرے کا جائزہ لیا۔

وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

"ماشااللہ آپ کو ہوش آگیا۔۔"

نرس خوشی کے تاثرات لیے اس کی طرف لپکی۔

"میں کہاں ہوں۔"

وہ بنا تاثر کے بولی۔

"آپ ہاسپٹل میں ہیں۔۔۔۔سی ایم ایچ اسلام آباد۔۔۔"

نرس اسکے ری ایکشن سے پریشان ہو گئی۔

"میں یہاں کیوں آئی۔۔۔۔؟"

وہ بیڈ سے نیچے اتر آئی اور لڑکھڑا کے گری۔

"آپ کو نیچے نہیں اترنا چاہیے۔"

نرس اسے اٹھا کے دوبارہ بیڈ پہ بیٹھا کہ چلی گئی۔

وہ حیرت اور نا سمجھی سے الجھن بھرے چہرے کے ساتھ یاد کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

"ڈاکٹر زاکر۔۔۔۔۔میجر کو ہوش آگیا ہے بٹ وہ کسی چیز کو پہچان نہیں پا رہیں۔۔۔۔۔"

نرس شدید پریشانی سے بولی۔

"کیا مطلب پہچان نہیں پا رہی۔"

ڈاکٹر زاکر جلدی سے اسکے روم کی طرف بھاگے۔

"اسلام و علیکم۔"

ڈاکٹر زاکر پیشہ وارانہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے روم میں داخل ہوئے۔

وہ بنا کچھ بولے الجھن بھری نظروں سے دیکھتی رہی۔

"کیسی طبعیت ہے اب آپکی۔۔۔؟۔"

وہ بی پی آپریٹر اسکے بازو پہ سیٹ کرتے ہوئے بولے۔

"کیا ہوا میری طبعیت کو۔۔۔۔۔؟؟"

الٹا سوال کر گئی۔

"آپ کو بلٹس لگی تھیں۔"

ڈاکٹر زاکر اسکے چہرے کہ اتار چڑھاؤ دیکھتے ہوئے بولے۔

"کب۔۔۔۔؟؟"

وہ تھکن زدہ لہجے میں مدھم سا بولی۔

"تین ہفتے قبل۔"

بی پی چیک کرنے کے بعد اسے سپلیمینٹس دیے اور نیند کا انجیکشن دے کہ باہر آ گئے۔

"کیسی ہے وہ۔۔۔۔یاداشت کھوئی ہے یا برین پیرالائس ہوا ہے۔"

New Era Magazine

ڈاکٹر فرح پوچھ رہیں تھیں۔

"ابھی میں نے لائٹ ڈوز دے دی ہے، کرنل صاحب کو انفارم کر دیں پھر سٹی سکین اور ایم آر کرتے ہیں۔"

ڈاکٹر زاکر پریشان لگ رہے تھے۔

"عجیب بات ہے بلٹس تو پیٹ میں لگیں ہیں پھر یاداشت کیسے کھو سکتی ہے۔"

ڈاکٹر فرح تشویش ناک لہجے میں بولیں۔

"وہ جب ہاسپٹل لائی گئیں تھیں بلڈ بہت زیادہ بہہ چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔ جس کی وجہ سے قومہ سٹیٹ میں چلی گئیں تھیں۔۔۔۔۔ اتنی کریٹیکل سیچویشن تھی ان کی۔۔۔"

ڈاکٹر زاکر نے کرنل صاحب کو کال کی اور صورت حال سے آگاہ کیا۔

❤❤❤

دن کے گیارہ بج رہے تھے اور اسکے کمرے کا دروازہ مسلسل بند تھا۔

"جاؤ بھائی کو جگاؤ۔۔۔"

ماں نے کہا تو سوہا کمرے کی طرف چل دی۔

"دروازہ ناک کر کر کے واپس آگئی۔

"نہیں کھولا مما۔"

ندا مایوسی سے بولی۔

"آپ جائیں تو۔۔۔۔۔"

New Era Magazine

ہدا نے کہا تو وہ اٹھ کے سیڑھیاں چڑھتی اسکے کمرے کی طرف آئیں۔

”عاصم۔۔۔۔۔عاصم بیٹا۔۔۔۔دروازہ تو کھولو۔۔۔۔دن کے بارہ بج رہے ہیں۔“

حائقہ بیگم دروازہ بجاتے ہوئے بولیں۔

”کھانا کھالو بیٹا۔۔۔۔۔۔“

مسلسل دروازہ بجاتے ہوئے بولیں۔

کلک کی آواز سے دروازے کا لاک کھلا اور عاصم کی سوتی ہوئی جمائیاں لیتی شکل ان کے سامنے آئی۔

”مما سونے دیں نا۔۔۔۔۔کھالوں گا جب بھوک لگی تو۔“

بے زار لہجے میں بولا۔

”دو دن ہو گیے تمہیں آئے ہوئے۔۔۔۔ہمارے ساتھ ایک دفعہ بھی نہیں بیٹھے ہو۔“

حائقہ بیگم شکوہ کناں ہوئیں۔

”مما پلیز۔۔۔۔۔میری نیند خراب مت کریں۔۔۔۔“

انتہائی بے زاریت سے کہتا دروازہ بند کر گیا۔

”زندگی تو خراب کر ہی دی آپ نے۔“

بڑبڑاتا ہوا جا کہ بیڈ پہ لیٹ گیا۔

حائقہ دکھی سی ہو کر پلٹ گئیں۔

وہ دھپ سے بیڈ پر اوندھے منہ گر سا گیا۔

New Era Magazine

کل اسکی اشعر سے ہوئی ملاقات پھر سے ڈسنے لگی۔

بلیک جینزاور بلیک شرٹ پہنے ہاتھ میں رسٹ واچ پہنے وہ نک سک سے تیار ہو کر عجلت میں نکلا۔

"کہاں جارہے ہو عاصم۔۔۔"

حائقہ نے آواز لگائی۔

"فرینڈز کے پاس۔۔۔۔"

عجلت بھرے لہجے میں کہتا وہ گھر سے نکل گیا۔

گاڑی سڑک پر فراٹے بھرتی جارہی تھی۔

وہ ایک خوبصورت بنگلے کے سامنے رکا۔

"بات سنو۔۔۔اشعر گھر پر ہے۔"

وہ گاگلز اتارتے ہوئے گیٹ کیپر سے مخاطب ہوا۔

"جی صاحب گھر پر ہی ہیں۔"

چوکیدار نے گیٹ کھول دیا۔

وہ گاڑی اندر لے آیا۔

بہت پیارا گھر تھا۔

نفیسہ آنٹی لان میں ہی موجود تھیں۔

"اسلام و علیکم آنٹی۔۔۔۔"

New Era Magazine

عاصم مسکراتے ہوئے انکی طرف بڑھا۔

"وعلیکم سلام۔۔۔آج ادھر کارخ کیسے کر لیا۔"

وہ طنزاًبولیں جو عاصم کو محسوس ہو گیا۔

"اشعر سے ملنے آیا تھا۔"

عاصم نے وجہ بتائی۔

"اسی اشعر سے جس کو تم نے دھکے دے کر گھر سے نکالا تھا۔"

زہر خند لہجے میں جتاتے ہوئے بولیں۔

"میں شرمندہ ہوں۔"

عاصم شرمندگی سے بولا۔

"ہمیں تمہارے شرمندہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا۔"

وہ تلخی سے تنک کر بولیں۔

"میں مل لوں اشعر سے۔۔۔"

عاصم جاناچاہ رہاتھا۔

"جاؤ۔۔۔۔۔"

نخوت سے بولتی وہ دوبارہ لان صاف کروانے لگیں۔

عاصم سر ہلاتااندر کی طرف بڑھ گیا۔

اشعر کے کمرے کے سامنے رکا تو اندر سے قہقہوں کی آوازآئی۔

New Era Magazine

عاصم نے دروازہ ناک کیا۔

دوسری بار ناک کرنے پر اشعر نے دروازہ کھولا۔

"تم۔"

اشعر کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

"اسلام و علیکم۔"

عاصم نے سلام کیا۔

"یہاں کیوں آئے ہو۔"

اشعر کاٹ دار لہجے میں بولا۔

"بات کرنی ہے کچھ۔۔۔۔۔چل سکتے ہو میرے ساتھ۔"

عاصم اسکے بر عکس ٹھنڈے مزاج سے بولا۔

"کیوں۔۔۔۔۔دھکے کھانے کے لیے۔"

اشعر سینے پر ہاتھ باندھے استہزایہ انداز میں بولا۔

"اسکے لیے معذرت کرتا ہوں۔"

عاصم نے کہا۔

"یہ کون ہے اشعر۔"

ایک دوست اشعر سے پوچھنے لگا۔

"پرانا دشمن۔۔۔۔۔۔"

New Era Magazine

اشعر طنزاً بولا۔

"جاؤ میرا ویٹ کرو۔۔۔۔۔میں ریڈی ہو کہ آتا ہوں۔"

اشعر نے اسکی شکل دیکھتے ہامی بھر لی۔

عاصم سر ہلاتا واپس پلٹا اور لاؤنج میں بیٹھ کر ویٹ کرنے لگا۔

اشعر کافی دیر بعد کمرے سے نکلا تو ساتھ اسکے تین چار دوست بھی تھے۔

"چلو۔۔۔۔"

رعب سے کہتا وہ باہر نکل گیا۔

وائٹ پلین شرٹ اور بلیک نیرو جینز کے ساتھ بلیک چمچماتے شوز، بلیک ٹائی لگائے کوٹ بازو پہ دھرے، بلیک گلاسز آنکھوں پہ لگائے سنجیدگی کی عمدہ مثال بنے وہ نکلا تو نفیسہ بیگم واری صدقے جانے لگی۔

سب اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر نکل گئے۔

عاصم اشعر کے ساتھ اسکے آفس آ گیا۔

وائٹ پینٹ اور وائٹ فرنیشڈ آفس بہت خوبصورت تھا۔

اشعر ایک شان سے چلتا ہوا آفس میں داخل ہو گیا اور کوٹ سیٹ پہ ڈالے تمکنت سے کرسی پر براجمان ہو گیا۔

عاصم بھی اسکے پیچھے آفس میں آ گیا۔

"بولو۔۔۔۔۔"

New Era Magazine

اسکی طرف متوجہ ہوتا اشعر کرسی پر دائیں بائیں ہلنے لگا۔

"اس رات کیا ہوا تھا۔"

عاصم بنا تمہید باندھے بولا۔

اشعر کی حرکت رک گئی، وہ آنکھیں چھوٹی کرتا ٹیبل پر باور کھے آگے کو جھکا۔

"آٹھ سال بعد گڑے مردے اکھاڑنے کا فائدہ۔"

اشعر کا موڈ بدلنے لگا تھا۔

"تمہیں اس رات منہا کے کمرے میں کس نے بھیجا تھا۔"

عاصم بھی آگے ہو کر ٹیبل پر بازو رکھے سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔

"اگر نام بتادیا تو تاعمر اعتبار نہیں کر سکو گے اس انسان پر۔"

اشعر سنجیدگی سے بولا۔

"وہ میرا مسئلہ ہے۔"

عاصم نے کہا۔

"منہا نے بلایا تھا۔"

اشعر کچھ سوچتے ہوئے بولا اور کرسی سے ٹیک لگائے پر سے جھولنے لگا۔

"جھوٹ۔"

عاصم نے ٹیبل پر ہاتھ مارا۔

اسکے تاثرات بدل چکے تھے۔

New Era Magazine

''اب اتنا یقین کیوں، کیسے ہو گیا منہا پر۔۔۔۔پہلے تو دھتکارا تھا اسے تم نے اور تمہاری ماں نے۔۔۔۔۔۔''

اشعر انتہائی غصے سے زہر خند لہجے میں بولا۔

''مجھ سے غلطی ہو گئی تھی اسے سمجھنے میں۔''

عاصم کا لہجہ دھیما ہوا۔

''اب سمجھ آیا تمہیں آٹھ سال بعد۔۔۔۔اب جب وہ موو آن کر چکی ہے۔''

اشعر استہزایہ ہنسا تھا۔

''وہ تم سے محبت کرتی تھی، بے لوث، بے انتہا۔۔۔۔۔۔۔۔یہاں تک کہ میری محبت کو ٹھکرا دیا۔۔۔صرف تمہارے لیے عاصم اور تم نے کیا کیا اس کے ساتھ۔۔۔۔۔''

اشعر ٹیبل پہ ہاتھ مارتے ہوئے بھڑک کے بولا۔

''آج پانچ سال بعد تم آئے ہو پوچھنے۔۔۔۔۔اگر تم اسکا ساتھ دے دیتے تو وہ اتنی تکلیف نا بھگتی۔۔۔۔۔اتنی باتیں طعنے نا سنتی۔۔۔۔یہ ڈرامہ رچایا تھا تمہارے دل سے اسکی محبت نکالنے کو۔۔۔۔۔اور تم اتنی موٹی بات نہیں سمجھ سکے تھے۔''

وہ طیش کے عالم میں بولتا جا رہا تھا۔

''تمہاری بے یقینی نے انہیں در در کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور کیا۔۔۔۔محبت کی بنیاد یقین سے ہوتی ہے عاصم۔''

آستینوں کے بٹن کھول کے فولڈ کر لی تھیں، ہاتھ کمر پر ٹکائے ادھر سے ادھر جا رہا تھا۔

New Era Magazine

''کس نے رچایا تھا وہ ڈرامہ۔''

عاصم اٹھ کے اسکے سامنے آگیا۔

اشعر کی چوڑی چھاتی کسرتی جسم کے سامنے وہ چھوٹا لگ رہا تھا۔

''سہہ نہیں پاؤ گے تم۔''

اشعر نے نفی میں سر ہلایا۔

''کون ہے وہ۔۔۔۔۔؟؟''

عاصم سوالیہ انداز میں اسکی طرف متوجہ ہوا۔

اشعر چلتا ہوا کھڑکی کے پاس چلا گیا،روڈ پر نظریں ٹکائے وہ بولا اور بولتا چلا گیا۔

عاصم کرسی پر ڈھے سا گیا۔

''یہ ممکن نہیں ہے۔۔۔۔۔میں نہیں مان سکتا۔۔۔۔مما میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتیں۔۔۔۔''

بے یقینی سی بے یقینی تھی ہر سو۔

''یہی حقیقت ہے،آج جس دولت پر تم راج کر رہے ہو اس میں ان کا حصہ بھی ہے۔۔۔جو پیسے پیسے کو ترستے رہے ہیں۔''

اشعر تلخی سے بولا۔

''زرینہ پھوپھو سیدھی سادھی تھیں،تمہاری مما نے فائدہ اٹھایا۔ایک تیر سے دو شکار کیے۔''

اشعر مسلسل بم پھوڑ رہا تھا۔

New Era Magazine

''یہ پراپرٹی تو پاپا کی تھی، جسے چاچو نے سنبھالا تھا۔''

عاصم کو بے وجہ کا الزام لگا۔

''ہونہہ۔۔۔۔۔اس وقت مارکیٹ میں تمہارے پاپا کے دس فیصد شیئرز تھے، پھوپھا جان نے محنت سے مارکیٹ میں چالیس فیصد شیئرز خریدے تھے۔۔۔۔۔اصولاً تیس فیصد ان کے تھے اور دس فیصد تمہارے۔۔۔اگر وہ بروقت نہ سنبھالتے تو تم لوگ سڑک پہ آجاتے، بجائے انکا احسان ماننے کہ انکی اولاد کے سر سے چھت چھین لی۔''

اشعر تلخ لہجے میں کھری کھری سنا رہا تھا۔

''میں نے منہا سے بے تحاشا محبت کی ہے، تم اسے بھول جاؤ پلیز۔''

اشعر دھیمے لہجے میں بولا۔

عاصم نے یکدم سر اٹھایا۔

''بھولنا ہوتا تو یہاں کیوں آتا۔''

عاصم اکھڑ کر بولا۔

''منی کا خیال بھی دل سے نکال دو۔۔۔۔۔وہ میری تھی ہے اور رہے گی۔''

عاصم انگلی اٹھا کر بولا اور آفس سے نکل گیا۔

اشعر نے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی اور کرسی پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گیا۔

''یہ تو وقت بتائے گا عاصم منہا کو تم جیتتے ہو یا میں۔۔۔۔۔۔!!!!''

خود کلامی کے انداز میں بولا۔

New Era Magazine

❤❤❤❤

لیپ ٹاپ گود میں رکھے ٹانگیں لمبی کیے وہ مصروف دکھائی دے رہا تھا۔

اس نے گنز کا نام اور کوڈ اینٹر کیا اور ویٹ کرنے لگا۔

"Enter your Google console account".

ارمان نے گوگل کنزول اکاؤنٹ بنانے کے لیے انفارمیشن دی۔

You have to paid 25 pounds with in your account.

ارمان کو شدید تاؤ آیا،

پچیس پاؤنڈ پاکستانی پانچ ہزار بن رہا تھا۔

ارمان نے پیمنٹ کی اور گوگل پر رجسٹرڈ ہو گیا۔

گنز کی جو کمپنی اس کے سامنے آئی تھی، ارمان نے کمپنی سرچ کی تو کچھ خاص نہیں لگا سکے ہاتھ۔

"سر میں نے گنز کی کمپنی سرچ کی ہے، گوگل پر عام سرچنگ میں ایک عام سی کمپنی ہے پر رجسٹرڈ ہو کر اس کمپنی کا نام "ملینز آف گنز۔" آتا ہے۔۔۔۔ گوگل پہ کچھ خاص ریکارڈ نہیں ملا۔۔۔ آپ اس کمپنی کی معلومات نکلوائیں تو۔۔۔ مجھے شک ہو رہا ہے اس پہ۔"

ارمان نے اپنا کام کرنل سر کے گوش گزارا۔

"او کے گڈ۔۔۔ میں پتہ کرتا ہوں۔"

کرنل صاحب نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا۔

New Era Magazine

ارمان نے گوگل پیج منی مائز کیا تو ڈیسک ٹاپ پر رشی کی مسکراتی تصویر آ گئی۔

ارمان اداسی سے مسکرا دیا۔

"مس یو سو مچ۔۔۔مائی وائف۔۔۔مائی لائف۔۔"

مسکرا کے بولا اور لیپ ٹاپ بند کر کے سائیڈ پہ رکھ دیا۔

دراز سے شادی کا البم نکالا۔

ایک ایک لمحہ قید تھا۔

کرنل سر سے پوچھنے کی اسکی ہمت نہیں ہوتی تھی۔

رمضان شروع ہونے میں تین دن رہ گئے تھے، عشرت بیگم اور کوثر خاتون کا اصرار دن بدن بڑھتا جا رہا تھا کہ رشی کو بلاؤ۔

وہ ہر بار خاموش ہو جاتا۔

●●●

"بڑی مجھے اس لڑکی کو ٹریپ کرنے دو۔۔۔تڑپا تڑپا کے ماروں گا۔"

شیوی تڑپنے کا انداز بناتے ہوئے بولا۔

"نہیں۔۔۔۔۔۔یہ میرا مسئلہ ہے۔"

وہ قطعیت سے بولا۔

اسے پچھتاوا ہو رہا تھا شیوی کو تصویر بھی نہیں دکھانی چاہیے تھی۔

"دوستی میں میرا تیرا نہیں ہوتا۔"

New Era Magazine

شیوی بولا۔

''وہ شاید مر مرا گئی ہے۔۔۔۔اسکے زندہ ہونے کا کوئی کلو نہیں ملا۔''

اس نے گویا جان چھڑائی۔

''اوہ۔۔۔۔۔۔''

شیوی افسردہ ہو گیا۔

اس نے ایک گہری نظر شیوی پر ڈالی اور سر جھٹکا۔

''ایران میں خود کش دھماکوں کا کام ملا ہے۔''

وہ بے رحم لہجے میں بولا۔

''پیسہ ہی پیسہ ہو گا۔۔۔۔۔۔''

راکنگ چیر سے ٹیک لگاتے وہ جھولنے لگا۔

''گڈ۔۔۔۔۔۔چلو فارغ رہنے سے تو اچھا ہے۔''

شیوی خوش ہو گیا۔

''کل نکلتے ہیں پھر۔۔۔۔خود کش دھماکوں کے لیے بکرے بھی تو ڈھونڈھنے ہے۔''

وہ سگریٹ کا کش لگائے بولا، دھواں لفظوں کے ساتھ ہوا میں اڑتا جا رہا تھا۔

''ہاف ہاف کرو گے یا میرا وہی تیس فیصد۔''

شیوی منہ بسور کے بولا۔

''جتنا کام کرو گے۔''

New Era Magazine

وہ جھولتے ہوئے بولا۔

شیوی کے منہ کے زاویے بگڑ گیے پر یہاں پرواہ کسے تھی۔

رشی کا نیکسٹ مشن گھنے رین فاریسٹ جنگل سے زندہ بچ نکلنا تھا، یہ اس کا آخر مشن تھا۔

ہیلی کاپٹر کے زریع اسے اور نیلم کو درختوں کے اوپر گھنے جھنڈ میں اتار دیا گیا۔

رین فاریسٹ کے درخت اوپر سے ایک دوسرے میں پھنسے ہوتے ہیں۔

وہ وہیں بیٹھ گئیں ور دھیرے دھیرے آگے بڑھنے لگیں۔

ایک جگہ شاخوں کا جال تھوڑا ہلکا تھا، رشی نے بیگ سے تیز دھار چاقو نکالا اور شاخیں کاٹ کے نیچے اترنے کی جگہ بنائی۔

شاخیں پکڑتے وہ نیچے اتریں اور ایک لکڑی کا ڈنڈا بنائے اسکی مدد سے چلنے لگی۔

جنگل میں بہت زیادہ کیچڑ اور زہریلے جانور تھے۔

آرمی آفیسر سے زیادہ مشکل تھا ایجینٹ بننا۔

جھاڑیاں اتنی گھنی تھی کہ انہیں چاقو سے کاٹ کے جگہ بنانی پڑ رہی تھی۔

وہ مغرب کی سمت بڑھ رہی تھی، سورج کے ساتھ ساتھ وہ تیزی سے چل رہی تھیں تا کہ دن ڈھلنے سے قبل گھنے جنگل سے نکل سکیں۔

سورج سوا نیزے پر تھا لیکن درختوں کی گھنی شاخیں سورج کی روشنی کو پوری طرح زمین پر پہنچنے نہیں دے رہیں تھیں۔

New Era Magazine

رشینے بیگ سے ایک میٹر نکالا اور بازو پہ باندھ لیا۔

اس سے وہ درست سمت کا تعین کر سکتیں تھیں۔

جھاڑیوں میں اسے سانپ نظر آیا، دل اچھل کے حلق میں آ گیا تھا۔

اسے سانپوں سے بچنا تھا، وہ دکھنے میں ہی زہریلا اور خطرناک تھا۔

اسکے کپڑے گھٹنوں تک کیچڑ سے بھر چکے تھے۔

کانپتے ہاتھوں سے چاقو سیدھا کیا اور ڈنڈا اہلایا۔

سانپ اس پہ جھپٹا اس سے قبل کے وہ اس پہ وار کرتی کیچڑ میں پیر پھسلا اور وہ گر گئی۔

اس نے بچاؤ کے لیے ہاتھ مارا اور چاقو سانپ کو دو حصوں میں تقسیم کر گیا۔

سانپ ک زہریلی گردن پھڑکنے لگی تھی۔

رشی نے ڈنڈے کی مدد سے اسکا سر کیچڑ میں دبا دیا۔

"یہ سانپ مجھے ڈس لیتا تو۔۔۔۔۔۔۔؟"

وہ روتے ہوئے چلنے لگی تھی۔

""""شکر ہے بچ گئیں۔"

نیلم کی آنکھوں میں خوف ہلکورے لے رہا تھا

گھنے، خطرناک جنگل میں وہ تن تنہا لڑکیاں۔۔۔۔۔۔ان کا خوف اس بات سے ہی بڑھ گیا تھا۔

وہ روتے ہوئے آگے بڑھ رہی تھی جب اسکے بازو پہ کسی کیڑے نے کاٹ لیا۔

رشی کی چیخ ہی نکل گئی تھی۔

New Era Magazine

آستین اوپر کی تو ایک انچ لمبا کالے رنگ کا کیڑا اسکے بازو پر چپکا ہوا تھا رشی نے مسل کے اتارا اور باو دبانے لگی۔

درد کی شدت سے رونے میں بھی شدت آگئی تھی۔

''اوہ یار۔۔۔۔۔۔۔ اگر یہ زہریلا ہوا تو۔''نیلم کے اوسان خطا ہونے لگے تھے۔رشی ہی اس گھنے خوفناک جنگل میں اسکا سہارا تھی۔

''اللہ جانے۔۔۔۔''

رشی تکلیف سے بولی۔

جھک کے ڈنڈا اٹھایا اور دوبارہ چلنے لگیں اگر وہ رکتی تو کسی زہریلی چیز کا نشانہ بن جاتیں۔

جنگل میں جگہ جگہ کالے بچھو رینگتے پھر رہے تھے۔

جنگل تھا کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

انہیں چلتے ہوئے مسلسل پانچ گھنٹے ہو چکے تھے۔

پانی کی ایک بوتل ختم ہو چکی تھی۔

ظہر کا وقت قریب تھا اور اسے رات گزارنے کے لیے محفوظ ٹھکانا ڈھونڈ ھنا تھا۔

جھاڑیوں میں سے گزرتے اسے ایک درخت کے تنے سے لپٹی امر بیل دکھائی دی۔

رشی نے امر بیل کاٹی اور کچھ پتہ اپنے گرد لپیٹے،کچھ نیلم کو دیے اور کچھ بیگ میں ڈال لیے۔

انہیں کچھ حوصلہ ہوا تھا وہ سانپوں سے محفوظ تھیں۔

''اگر امر بیل کسی جانور کی پسندیدہ بیل ہوئی تو۔۔۔؟''

انجانا خوف دل میں بھرنے لگا تھا۔

وہ مغرب سے جنوب کی سمت جانے لگیں تھیں۔

رشی نے سمت بدلی اور مغرب کا ہی رخ کیا۔

"مجھے کسی درخت پر چڑھ کر جنگل کا جائزہ لے لینا چاہیے۔"

وہ ایک درخت پر چڑھنے لگی۔

درخت بہت اونچا تھا، وہ درمیان میں ہی تھک گئی تھی، ہمت باندھتے دوبارہ چڑھنے لگی، ایک گھنٹے کی کڑی محنت سے وہ انتہائی اونچے درخت پر چڑھ گئی۔

ابھی سانس بھی نا نکلا تھا کہ سانپ دکھائی دیا اور اسکے ہاتھ چھوٹ گئے۔

اتنی اونچائی سے گرتی جان سے جاتی، جنگل اسکی دلدوز چیخوں سے گونج گیا۔

سانپ سرعت سے دوسرے درخت پر چلا گیا۔

رشی چیختی چلاتی، گرتی پڑتی شاخوں میں اٹک گئی۔

اسکا بازو بری طرح چھل گیا تھا۔

"کیا ہوا رشی۔"

نیلم چلائی۔

"کچھ نہیں ہاتھ پھسل گیا۔"

رشی وہیں سے چلائی۔

"میں کیسے بھول گئی۔۔۔سانپ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

New Era Magazine

وہ پیشانی پر ہاتھ مارتی پچھتاوے سے بولی۔

وہ پھر سے چڑھنے لگی تھی۔

ہاتھوں پہ شدید رگڑیں آ گئیں تھیں۔

درخت کی چوٹی تک پہنچے اس نے راستے میں آنے والی ساری شاخیں کاٹ دیں اور اوپر نیلگوں آسمان دکھائی دینے لگا۔

جنگل کا دور دور ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

البتہ مشرق کی سمت دور دور پہاڑ دکھائی دے رہے تھے۔

مغرب کی سمت گھنا جنگل باقی تھا۔

''مشرق کی سمت پہاڑ نظر آ رہے ہیں۔۔۔۔جبکہ مغرب میں جنگل ہے بہت دور تک۔''

رشی تھکن زدہ لہجے میں بولی۔

''مشرق کی سمت ہی چلتے ہیں۔''

نیلم نے مشورہ دیا۔

وہ سمت کا تعین کرتی واپس مشرق کی سمت ہو گئیں۔

دل ڈولنے لگا تھا واپس اتنا سفر کرنا تھا اور راستے میں زہریلے کیڑے مکوڑے بھی تھے۔

بھوک کا احساس ہوا تو پیکٹ سے دو بسکٹ لیے اور کھا لیے بھوک ابھی باقی تھی پر اسے جانے کتنے دن لگتے جنگل سے نکلنے کو۔۔۔۔۔وہ گراس ہوپر زاور بچھو نہیں کھا سکتیں تھیں۔

سورج ڈھلنے لگا تھا۔

انہوں نے رات گزارنے کی جگہ ڈھونڈھی جہاں درخت فاصلے پر ایستادہ تھے اور جھاڑیاں بھی کافی کم تھی۔

"یہ جگہ ٹھیک رہے گی ہے نا۔"

رشی نے جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں لگ تو رہی ہے۔"

نیلم نے گھوم کر ارد گرد دیکھا۔

"کتنے بچھو ہیں رشی۔۔۔۔۔"

نیلم کی نظر دندناتے بچھوؤں پر پڑ گئی۔

"ہم جن درختوں کے ساتھ سونے کی جگہ بنائیں گی ان کے گرد ہلکی ہلکی آگ لگا دیتے ہیں۔"

نیلم نے مشورہ دیا۔

"جاؤ پھر سوکھی لکڑیاں لے کر آؤ۔۔۔۔ جنہیں نا آگ لگے نا جلد بجھ سکیں۔"

رشی نے حکم صادر کیا۔

دو درختوں کے ساتھ رسیاں باندھ کے سونے کے لیے بستر بنایا اور ان رسیوں کے ساتھ امر بیل باندھ دی۔

کچھ بیل اپنے اوپر رکھی اور ہاتھ دھو کے بیگ سے کھانے کے لیے بسکٹ نکالے۔

ان کے پاس دو بوتلیں پانی اور سات پیکٹ بسکٹ تھے۔

بیگ سیدھا رکھ کر اس پہ سٹینڈ رکھا اور ٹکی رکھ کے جلا دی۔

New Era Magazine

اسپر سٹیل کا چھوٹا سا برتن رکھا اور ڈرائے ملک ڈالا تھوڑا پانی ڈالا چینی پتی ڈال کے چائے بنائی۔

''اوہ نو۔۔۔۔خوشبو سے کوئی جانور نا آجائے۔''

وہ شدید پریشان ہوئی۔

برتن اوپر سے کور کر دیا۔

چائے بنی تو سامان سمیٹ کر بیگ میں ڈالا اور چائے کے ساتھ ایک پیکٹ بسکٹ کھایا اور چائے پینے لگیں۔

اندھیرا بڑھنے لگا تھا اور خوف بھی۔

''مجھے بہت خوف آرہا ہے۔''

نیلم بولی۔

رشی نے اپنے اور نیلم کے ہاتھوں پر آینٹمینٹ لگائی۔

جہاں جہاں زخم ہوئے تھے۔

بازو پر جہاں زہریلے کیڑے نے کاٹا تھا، جگہ دائرے میں نیلی پڑ گئی تھی۔

بیگ سینے سے لگائے وہ لیٹ گئیں۔

ان کا ٹکراؤ ابھی تک کسی بڑے جانور سے نہیں ہوا تھا۔

''ہمیں ڈرنے کی بجائے بہادری سے جنگل عبور کرنا چاہیے۔''

وہ سوچنے لگی تھی۔

سوچتے سوچتے نیند نے آلیا اور وہ خوف کے زیر اثر ہی سو گئیں

❤❤❤

"ارمان بیٹا رشی کب آئے گی۔"

عشرت بیگم پوچھنے لگیں۔

ارمان کو ان پہ جی بھر کے ترس آیا، وہ کیسے بتاتا وہ بھی ان ہی کی طرح رشی کے لیے تڑپ رہا ہے۔انہیں جدا ہوئے دو ماہ ہو چکے تھے۔

"میں بات کرتا ہوں کرنل سر سے۔"

ارمان نے انہیں تسلی دی۔

تھوڑی بہت باتوں کے بعد وہ چلی گئیں تو ارمان نے کرنل سر کا نمبر ڈائل کیا۔

"اسلام و علیکم سر۔"

ارمان نے کہا۔

"وعلیکم سلام۔۔۔کیسے ہو میجر۔"

کرنل صاحب مصروف انداز میں بولے۔

"ٹھیک ہوں سر۔۔۔۔آپ سنائیں۔۔۔کام کہاں تک پہنچا اور میجر کیٹ کو ہوش آیا۔"

ارمان کئی سوال کر گیا۔

"میں ٹھیک ہوں اور مچین کا کام ابھی چل رہا ہے، تم نے بہت کام کی معلومات دی ہے میجر۔۔۔ملیز آف گنز اسرائیلی کمپنی ہے، پاکستان میں دہشتگردی اسرائیل پھیلا رہا ہے۔۔۔۔"

New Era Magazine

کرنل صاحب بولے۔

پر سر جو آدمی رونالڈو سے ملنے آیا تھا وہ انڈین تھا۔"

ارمان نے الجھ کر کہا۔

"موساد اور را مل کر یہ کام کر رہے ہونگے۔"

کرنل صاحب نے کہا۔

"جی سر۔۔۔۔"

ارمان نے کہا۔

"سر رشیکا کیسی ہے۔"

ارمان نے ہمت کر کے پوچھ ہی لیا۔

"وہ رین فارسٹ میں ہے۔"

کرنل سر نرم انداز میں بولے۔

"اوکے سر۔"

ارمان کہا اور رابطہ منقطع کر دیا۔

اسکا دل سکڑ کے رہ گیا تھا۔

وہ اچھی طرح سمجھ سکتا تھا وہ کیسی ہو گی۔

اسے رین فاریسٹ میں اپنے وہ تکلیف دہ دن یاد آ گیے۔

"اللہ میری رشی کو خیریت سے لوٹانا۔۔۔۔۔"

New Era Magazine

آنکھوں میں نمی در آئی تھی۔

ارمان نے میجر حارب کا نمبر لیا اور کال کی۔

"کیسے ہیں سر۔"

میجر حارب عزت و احترام سے بولا۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔"

ارمان نے لہجے کو نارمل رکھنے کی کوشش کی۔

"حکم کیجیے سر۔۔۔۔کیسے یاد کیا۔"۔

میجر حارب نے کہا۔

"لیفٹیننٹ رشیکا کیسی ہیں۔"

ارمان نے خود کو مضبوط کیا۔

"سر وہ ٹھیک ہو نگی۔"

میجر حارب اس کے لہجے میں چھپا اضطراب محسوس کر چکا تھا۔

"آپ جانتے ہے نا میجر رین فاریسٹ کتنے خطرناک ہوتے ہیں۔"

میجر ارمان خود کو روک نا پایا۔

"سر وہ ایک سپیشل ایجینٹ ہیں۔۔۔۔وہ کامیاب ہی لوٹیں گی۔"

میجر حارب کے لہجے میں یقین تھا۔

"اتنے خوفناک جنگل سے جہاں قدم قدم پہ سانپ ہیں۔"

New Era Magazine

ارمان دل مطمئن نہیں تھا۔

"سر وہ آپکی وائف ہیں۔۔۔۔ان کے انداز بھی آپ سے ملتے ہیں۔۔۔ان شااللہ وہ کامیاب لوٹیں گی۔۔۔۔۔میں ان کی لوکیشن ٹریس کررہاہوں۔"

میجر حارب نے کہا۔

"وہ وہاں سے کب نکلیں گی۔"

ارمان نے پوچھا۔

"انہوں نے مشرق کا چناؤ کیا ہے۔۔۔۔۔تین سے چار دن لگ سکتے ہیں جنگل سے نکلنے میں۔۔۔۔۔۔وہ جیسے ہی نکلیں گی میں انہیں کور کرلوں گا۔"

میجر حارب کے لہجے سے انہیں تسلی ہوئی۔

"اوکے۔"

ارمان نے ٹھنڈی سانس خارج کی اور موبائل رکھ دیا۔

"رشی یو کین ڈو دس۔"

دل کو تسلی دی تھی۔

❤❤❤❤

"اسلام و علیکم سر۔"

ڈاکٹر زاکر نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

"وعلیکم اسلام۔"

New Era Magazine

کرنل سر نے ان کا بڑھا ہاتھ تھام لیا۔

"بیٹھیے سر۔"

ڈاکٹر زاکر نے کہا اور خود نشست سنبھالی۔

"ٹیبل کے گرد ہاسپٹل کے مایہ ناز ڈاکٹرز تشریف رکھے ہوئے تھے۔

"کیا سیچویشن ہے میجر کی۔۔۔۔؟"

کرنل سر سنجیدگی سے بولے۔

"میجر کچھ یاد نہیں کر پا رہیں۔۔۔ہمیں ان کا سٹی سکین کرنا ہو گا۔"

ڈاکٹر زاکر نے کہا۔

"ہاؤ اٹ پاسبل ڈاکٹر زاکر۔"

کرنل صاحب پریشان ہوئے۔

"سر یہ سکیننگ کے بعد کنفرم ہو گا۔"

ڈاکٹر معیز نے کہا تو کرنل صاحب نے اثبات میں سر ہلایا اور تھوڑی دیر بعد چلے گیے۔

ڈاکٹرز میجر کے روم کی طرف بڑھے اور ان کا چیک اپ کرنے کے بعد سٹی سکین کیا۔

"ڈاکٹر زاکر۔۔۔۔ہر رپورٹ نارمل ہے۔"

ڈاکٹر فرح پریشانی سے گویا ہوئیں۔

"آئی تھنک ہمیں پرائیویٹ نیورو سرجن ڈاکٹر حسن سے ہیلپ لینی چاہیے۔"

ڈاکٹر معیز نے مشورہ دیا۔

New Era Magazine

''بلوالیں انہیں پھر۔''

ڈاکٹر فرح نے کہاتو ڈاکٹر زاکر نے بھی اجازت دے دی۔

ڈاکٹر معیز نے حسن کا نمبر ڈائل کیا اور انہیں معاملہ بتایا۔

''سر وہ دو گھنٹے تک ہمیں ٹائم دینے کے لیے تیار ہیں۔''

ڈاکٹر معیز نے اطلاع دی۔

''ڈاکٹر زاکر دوبارہ ساری رپورٹس سٹڈی کرنے میں میں مصروف ہو گئے۔

●●●

ماہ رمضان شروع ہونے والا تھا۔

منہا نے چھٹی لی اور گھر آ گئی۔

وقت پہلے کی طرح گزر رہا تھا پر اب اسکی زندگی کا محور آرمی بن کے رہ گئی تھی۔

وہ شام کی چائے بنا رہی تھی جب دروازے پر بیل بجی۔

عمیر نے دروازہ کھولا تو عاصم کو دیکھ حیران ہوا۔

''کیا اندر آنے دیا جائے گا۔''

عاصم مسکراتے ہوئے بولا۔

عمیر ایک سائیڈ پر ہٹ گیا۔

''شکریہ۔''

عاصم اندر داخل ہو گیا۔

New Era Magazine

"اسلام و علیکم چچی۔"

عاصم صحن میں تخت پر بیٹھی زرینہ کے پاس بیٹھ گیا۔

منہا چائے لائی تو عاصم کو دیکھ اسے دھچکا لگا۔

"چائے ان کے سامنے تخت پر رکھی اور خاموشی سے کمرے میں چلی گئی۔

"حائقہ بھابی ندا اور ہدا کیسی ہیں۔"

زرینہ خوشگوار لہجے میں بولیں۔

"ٹھیک ہیں سب۔۔۔۔"

عاصم ان کے خلوص پر شرمندہ ہوا۔

"میں آپ سے کچھ بات کرنے آیا تھا چچی۔"

عاصم نے تمہید باندھی۔

"بولو بیٹا۔۔۔۔"

چائے پیتے انہوں نے اجازت دی۔

عمیر خاموش سامعی بن کر بیٹھا رہا۔

"چاچو کے کمپنی میں کتنے شیئرز تھے۔"

عاصم نے پوچھا۔

"دونوں بھائیوں کے پچاس فیصد تھے۔"

وہ دھیرے سے بولیں۔

New Era Magazine

''آپ نے یہ بات تب کیوں نہیں کہی۔''

عاصم نے شکوہ کیا۔

''کہنے کا موقع ہی نہیں دیا۔''

وہ ٹھنڈی سانس خارج کرتے ہوئے بولیں۔

''میں ماموں سے بات کر کے آپ کے شیر زاور آج تک کا پرافٹ آپ کو دلوادوں گا۔''

عاصم نے ان کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔

''اس احسان عظیم کی وجہ۔۔۔؟''

منہادرشتی سے بولی۔

''احسان نہیں ہے، آپ لوگوں کا حق ہے۔''

عاصم ٹھہرے لہجے میں بولا۔

''حق۔۔۔۔۔۔اب یاد آیا۔۔۔پانچ سال گزرنے کے بعد۔۔۔''

منہااستہزایہ لہجے میں بولی۔

''مجھے علم نہیں تھااس بات کا۔''

عاصم نے صفائی دی۔

''اور جو باتیں تمہارے علم میں تھیں، ان پر کونسے منصف ٹھہرے عاصم۔''

منہاچباچبا کر بولی۔

''میں ان سے بھی بے خبر تھا۔''

عاصم ندامت سے بولا۔

''واہ۔۔۔۔۔۔۔بے خبر۔''

منہا طنزاً ہنسی۔

''میرا یقین کرو۔۔۔مجھے غلط دکھایا گیا تھا۔۔۔غلط بتایا گیا تھا۔''

عاصم پر زور لہجے میں بولا۔

''تم نے میرا یقین کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔؟؟''

منہا سوالیہ انداز میں بولی۔

''تمہاری اپنی سوچ اپنی عقل کام نہیں کرتی تھی جو جس نے تمہیں دکھایا تم نے دیکھ بھی لیا اور یقین بھی کر لیا۔''

منہا بھڑک کر بولی۔

''بس کرو منہا۔۔۔۔گھر آئے مہمان کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرتے۔''

زرینہ بیگم نے ٹوکا۔

''آپکی اسی سادگی کا نتیجہ ہے یہ امی۔۔۔''

منہا تلخی سے بولی اور کمرے میں چلی گئی۔

''یہ ایسی تو نہیں تھی چچی۔''

عاصم کو دلی دکھ ہوا۔

''آپ نے ہی بنایا ہے عاصم بھائی۔''

عمیر نے پہلی بار لب کھولے۔

''عمیر تم بھی۔۔۔۔۔''

عاصم نے دکھ سے دیکھا۔

''پانچ سال سے روتے دیکھا ہے میں نے آپی کو۔۔۔۔۔آپکی وجہ سے۔''

عمیر نارمل لہجے میں بولا۔

''ہمیں اب ان شیئرز کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔۔میں اپنا بزنس سیٹ کر سکتا ہوں۔''

عمیر نے سادہ لہجے میں انکار کر دیا۔

''تم بھی ناراض ہو مجھ سے۔؟''

عاصم نے پوچھا۔

''ناراض اپنوں سے ہوا جاتا ہے۔۔۔۔آپ لوگوں نے تو ہمیں دھکے دے کر گھر سے نکالا تھا۔۔۔دھتکارنے والے اپنے ہوتے ہیں کیا۔۔۔؟؟''

عمیر سادگی سے بولتا الٹا سوال کر گیا۔

''میں اسکے لیے معافی چاہتا ہوں۔''

عاصم نے کہا تو عمیر ہنس دیا۔

''ہمیں شرمندہ مت کریں۔۔۔۔ہم گھر آئے مہمانوں کی بہت عزت کرتے ہیں۔''

عمیر چائے کا کپ ڈش میں رکھتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

''اب میری آپی کو ہرٹ کیا تو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔''

New Era Magazine

عمیر نرمی سے کہتا منہا کے کمرے میں چلا گیا۔

"یہاں کمرے میں کیوں بیٹھی ہیں۔"

عمیر منہا کے پاس جا بیٹھا۔

"ایسے ہی۔"

منہا بے دلی سے بولی۔

"چلیں باہر چلتے ہیں۔"

عمیر نے آفر دی۔

منہا کو اپنے کیرنگ اور کم گو بھائی پر بے حد پیار آیا، عمیر کبھی غصے میں نہیں آتا تھا، وہ ہر تلخ بات بھی مسکراتے ہوئے سن لیتا اور جواب بھی انتہائی شائستگی سے دیتا۔

وہ بی بی اے پارٹ ون میں تھا۔

بلیو پلین شرٹ اور براؤن نیرو جینز پہنے وہ بہت خوبرو لگ رہا تھا۔

"چھوڑو امی گھر میں اکیلی ہیں۔"

وہ بال باندھتے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"یوروش۔۔۔۔"

وہ مسکرایا۔

وہ دونوں باہر آئے تو عاصم جا چکا تھا۔

امت النسا آرمی میں ریجیکٹ ہو گئی اسکی عمر محض سولہ سال تھی۔

امت النسا نے لانگ کورس سلیکٹ کیا اور آرمی میں سیکنڈ لیفٹیننٹ بن گئی۔

اسکی کارکردگی اتنی بہترین تھی کہ لانگ کورس چھ میں مکمل کئے وہ بطور لیفٹیننٹ آرمی کا حصہ بن گئی۔

ماں کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں تھا۔

اس دوران اریش گھر واپس آ گیا۔

کچھ دن تک تو وہ نارمل رہا پھر اچانک اسکی حرکتیں ماں کو مشکوک لگنے لگیں۔

اک دن وہ اسکی غیر موجودگی میں کمرے میں گئیں تو انہیں حیرت کا شدید جھٹکا لگا اور وہ وہیں گر گئیں۔

اریش رات گھر آیا تو ماں کو دیکھ حیران ہوا۔

"مما۔" اریش ان پر جھکا۔

جب کندھا پکڑ کر ہلایا تو وہ لڑھک گئیں۔

اریش بد حواس ہو گیا ماں کو لیے ہاسپٹل بھاگا۔

"انکی تو ڈیتھ ہوئے پانچ گھنٹے ہو چکے ہیں۔"

ڈاکٹر کے الفاظ ہتھوڑے بن کے برسے تھے۔

اس کے پاس امت النسا کا نمبر بھی نہیں تھا۔

گھر پہنچ کے ڈائری سے امت النسا کا نمبر لے کر ڈائل کیا۔

New Era Magazine

"اسلام و علیکم۔"

امت النسا کی کرخت آواز گونجی۔

"نسا مما کی ڈیتھ ہو گئی ہے۔"

اریش نارمل لہجے میں بولا۔

"واٹ۔۔۔۔"

امت النسا چلائی۔

"کیسے۔۔۔تم نے کچھ کیا ہو گا۔۔۔اریش میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

امت النسا حلق کے بل چلائی۔

"بکواس بند کرو۔۔۔جب میں گھر آیا تو وہ بے ہوش پڑیں تھیں۔"

اریش دانت پیس کے بولا اور کھٹاک سے فون بند کر دیا۔

گھر سے اپنا سامان غائب کیا اور کفن دفن کا انتظام کرنے لگا۔

"مما۔" امت النسا روتے ہوئے ماں کے وجود سے لپٹ گئی۔

"نسا حوصلہ رکھو۔"

اریش نرمی سے بولا۔

"دفع ہو جاؤ تم یہاں سے۔"

امت النسا اس پہ جھپٹ پڑی۔

دونوں گتھم گتھا ہو چکے تھے۔

New Era Magazine

محلے دار حیران تھے گھر میں ماں کی میت پڑی تھی اور وہ لڑ رہے تھے۔

امت النسا ایک ٹرینڈ آرمی وومین تھی اسکے پنچز نے اریش کا برا حال کر دیا تھا۔

"کچھ عورتوں نے دونوں کو الگ کیا اریش کو باہر بھیجا اور امت النسا کو موقع کی نزاکت سمجھائی۔

"دیکھ لوں گا تمہیں۔"

اریش غراتا ہوا باہر لپکا۔

جنازہ اٹھانے کا وقت آیا تو امت النسا کا چیخ چیخ کے برا حال ہو گیا تھا۔

شام تک سب اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے اور وہ اکیلی بیٹھی رہ گئی۔

اسکے پپوٹے سوج چکے تھے۔

اریش گھر آیا تو وہ دیوار سے ٹیک لگائے رو رہی تھی۔

"تم نے کیا کیا ہے مما کے ساتھ۔"

امت النسا چلائی۔

"میں نے کچھ نہیں کیا سمجھی تم۔۔۔جب میں گھر آیا تو وہ بے ہوش پڑیں تھیں۔۔۔۔۔وہ

میری بھی ماں تھیں۔"

اریش اسکے برعکس نرمی سے بولا۔

"مما۔۔۔۔۔"

وہ دوبارہ سر گھٹنوں میں دیے رونے لگی۔

"میں یہ گھر بیچنا چاہتا ہوں۔"

New Era Magazine

اریش بنا تمہید باندھے بولا۔

"تمہیں شرم آنی چاہیے اریش۔۔۔۔ مما کو اس دنیا سے گئے ابھی چند ہی گھنٹے ہوئے ہیں۔"

امت النساد باد با چلائی۔

"مجھے لیکچرز نہیں گھر کے پیپرز چاہیے۔"

اریش اپنی بات پر زور دیتے ہوئے بولا۔

"یہ گھر میرے نام ہے،اسے میں کبھی نہیں بیچوں گی۔"

امت النسا نے کہا۔

"واٹ۔۔۔۔ مما ایسے کیسے کر سکتی ہیں۔۔۔۔ میں انکا اکلوتا وارث تھا۔"

اریش کو جھٹکا لگا۔

"وارث ہوتے تو انکی موت کی وجہ نا بنتے۔"

امت تلخی سے بولی۔

بھورے بال بکھرے پڑے تھے، بھوری آنکھیں سوج گئی تھیں۔

"شٹ اپ۔"

وہ غراتے ہوئے اسکی طرف لپکا اور اگلے پل دونوں پھر سے جھپٹ پڑے۔

اریش نے امت النسا کے بال پکڑے ہوئے تھے۔

امت النسا درد کی پرواہ کیے بنا اسکے پیٹ پر مکے برسا رہی تھی۔

اریش نے اسے اور نیچے جھکا دیا۔

New Era Magazine

امت النسانے زور سے ٹکر ماری دونوں نیچے گر گیے۔

امت النسانے اسکی رگیں پکڑ لیں۔

اریش نے بال چھوڑے توامتالنسانے رگیں چھوڑ دیں۔

دونوں کا سانس بری طرح پھول چکا تھا۔

''تم بھائی کے نام پہ دھبہ ہو اریش۔۔۔۔ مما کے جانے کے بعد تمہیں میرا سہارا بننا چاہیے تھا۔''

امت النسا حلق کے بل چلائی۔

''ہونہہ۔''

اریش نے سر جھٹکا۔

''پر میں امت النسا ہوں۔۔۔ یہ گھر نہیں بیچوں گی۔''

امت النسانے فیصلہ سنایا اور کمرے میں چلی گ ئی۔

''سر وہ لڑکی رشیکا التنسا لاہور کی رہنے والی ہے۔''

اس آدمی نے اسے معلومات دیں۔

''اور۔۔۔۔۔''

اس نے مزید پوچھا۔

New Era Magazine

''اس نے دو ماہ پہلے آرمی جوائن کی ہے۔۔۔۔اسکا باپ کیپٹن تھا۔۔۔اسکی شادی میجر ارمان سے ہوئی ہے۔''

آدمی نے مزید انفارمیشن دی۔

''اوہ۔۔۔وہ میرڈ ہے۔''

اس نے ہنکارا ابھرا۔

''دونوں پر نظر رکھو۔''

اس نے حکمیہ لہجے میں کہا۔

''سر وہ نکلیں تو نظر رکھوں۔''

آدمی تھکے لہجے میں بولا۔

''پھر بھی آنکھیں کھلی رکھو۔۔۔''

حکم صادر کیا اور کھٹاک سے فون بند کر دیا۔

○○○

''زیب۔۔۔۔مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔''

کیپٹن شاہنواز نے تمہید باندھی۔

''بولیے شاہ۔۔۔میں سن رہیں ہوں۔''

زیب فون کی طرف متوجہ ہوئی۔

''میں آرمی چھوڑ رہا ہوں۔۔۔۔بابا اکیلے ہوتے ہیں۔''

New Era Magazine

شاہنواز نے بتایا۔

"اوہ۔۔۔۔۔"

زیب افسردہ ہوئی۔

"میں۔۔۔میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں زیب۔"

شاہنواز نے ہمت کر کے بول ہی دیا۔

"شاہ۔۔۔میں مما سے پوچھ کے بتاؤں گی۔"

زیب نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔میں انتظار کروں گا۔"

شاہنواز نے کہا اور فون بند کر دیا۔

زیب نے ہادیہ کا نمبر ڈائل کیا۔

"السلام و علیکم مما۔"

زیب خوشگوار لہجے میں بولی۔

"وعلیکم السلام۔۔۔۔کیسی ہو لیفٹیننٹ زیب۔"

ہادیہ خوشگواریت سے بولیں۔

"میں فٹ ہوں مما۔"

زیب نے کہا۔

"مما آپ کو ایک پک واٹس ایپ کی ہے۔۔۔۔۔دیکھ کہ بتائیں کیسا ہے۔"

New Era Magazine

زیب مدعے پر آئی۔

"کون ہے۔۔۔۔۔"

ہادیہ نے پوچھا۔

"مما۔۔۔کیپٹن شاہنواز احمد۔۔۔۔۔۔مجھے پرپوز کیا ہے۔۔۔۔۔میں نے کہا مما سے پوچھ کہ بتاؤں گی۔"

زیب نے کہا تو ہادیہ نے فون بند کر کے تصویر دیکھی اور دوبارہ اسے کال کی۔

"جی مما۔۔۔۔۔کیسا لگا۔"

زیب نے پوچھا۔

"تمہیں پسند ہے۔۔۔۔؟؟"

سنجیدگی سے سوال کیا۔

"جی مما۔۔۔۔مجھے پسند ہیں تو آپ تک لائی ہوں ورنہ موڑ دیتی۔۔۔۔"

زیب نے صاف گوئی سے کہا۔

"اسے کہو رشتہ بھیجے۔"

ہادیہ نے کہا۔

"اوکے مما۔۔۔"

زیب نے کہا اور کچھ مزید باتوں کے بعد رابطہ منقطع کر دیا۔

"شاہ۔۔۔۔۔مما نے گرین سگنل دے دیا ہے۔"

New Era Magazine

زیب نے شاہنواز کو میسج کیا۔

"وہ کہہ رہیں ہیں رشتہ بھیجیں۔۔"

زیب نے دوسرا میسج کر کے موبائل رکھا ہی تھا کہ میسج ٹیون بج گئی۔

"میں بابا سے بات کر کے بتادوں گا۔"

شاہنواز نے کہا

"اوکے۔"

قدآور درختوں کے جھنڈ سے چھن کر آتی روشنی انکے چہروں پر پڑی تو رشی کی آنکھ کھل گئی۔

وہ اٹھ بیٹھی۔

"نیلم۔۔۔۔۔"

رشی نے اسے جگانا چاہا پر بخار میں جھلستا اسکا وجود رشی کو سخت پریشانی نے آگھیرا۔

"نیلی۔۔۔۔۔"

رشی کندھے سے پکڑ کر ہلکا سا ہلایا۔

"ہوں۔۔۔۔۔"

نیلم ناچاہتے ہوئے اٹھ بیٹھی۔

"مجھ سے نہیں چلا جائے گا رشی۔۔۔۔۔تم چلی جاؤ پلیز۔"

نیلم رونے لگی تھی۔

New Era Magazine

"ایک کان کے نیچے رکھی تو عقل ٹھکانے آجائے گی۔"

رشی تپ گئی۔

"چائے بنا دیتی ہوں ساتھ پیناڈول لے لو۔۔۔۔ان شااللہ ٹھیک ہو جاؤ گی۔۔۔۔تھوڑی ریسٹ کر لینا گولی لے کر۔"

رشی نے چائے بنائی اور نیلم کو گولی دے کر سلادیا۔

رشی ارد گرد کا جائزہ لینے کے لے اتری۔

تھوڑا آگے بڑھی تو پانی کی آواز آئی۔

وہ اس سمت میں چلنے لگی۔

جنگل کے بیچوں بیچ پانی کی ندی بہہ رہی تھی جو کہ کافی کھلی تھی، جنگل کے اس پار جانے کے لیے ندی عبور کرنا تھی۔

رشی الٹے قدموں واپس آگئی۔

نیلم سو رہی تھی۔

رشی نے پیشانی چھو کر بخار چیک کیا، نیلم ابھی بھی تپ رہی تھی۔

اچانک اسے اپنے کندھے کے اوپر کچھ گرتا محسوس ہوا۔

اس نے جھپٹ کے گرایا تو وہ چھوٹا سا جانور اس کے ہاتھ سے چپک گیا۔

اچانک سے ایسے بہت سے جانور ان کے اوپر گرے۔

وہ چھوٹا سا بندر جیسا دکھنے والا جانور اسلی انگلی سے لپٹ گیا۔

New Era Magazine

رشی کو پہلے تو خوف محسوس ہوا، جب وہ جانور بغیر کوئی تکلیف دیے اسکی انگلی چھوڑتا نیچے کی طرف لپک گیا۔

رشی نے بیگ کے اوپر سے چار پانچ چھوٹے بندر ہٹا دیے جو اچھلتے کودتے چلے گئے۔

کوئی کالا تو کوئی بھورا تھا۔

گھنے خوفناک جنگل میں وہ پہلی بار مسکرائی تھی۔

OOO

سپیشلسٹ نیورو سرجن ڈاکٹر حسن میجر کیٹ کا چیک اپ کرنے میں مصروف تھے، اسکے بعد سٹی سکین ہوا۔

"ڈاکٹر حسن پرابلم کی سمجھ آئی۔"

ڈاکٹر معیز نے کہا۔

"میجر کی ساری رپورٹ نارمل ہیں۔"

ڈاکٹر حسن نے فائل بند کی۔

"تو پھر یاد نا آنے کی وجہ۔۔۔۔؟"

ڈاکٹر زاکر تشویش سے بولے۔

"آپ نے کہا انہیں تین ہفتوں بعد ہوش آیا ہے ڈاکٹر۔۔۔۔ تو بعض دفعہ ایسے کیسز میں پیشنٹ کا دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے، کافی عرصہ دماغ جب جسم کے باقی حصوں سے کٹ جاتا ہے تو عموماً سُن ہو جاتا ہے، میجر کیٹ کے ساتھ بھی یہی ہوا ہے، تین ہفتوں تک جب ان کا دماغ

New Era Magazine

فارغ رہا اور باڈی سے کٹ آف ہو گیا تو اپنی روٹین سے ہٹ گیا اس وجہ سے اب ان کا دماغ سُن ہو گیا ہے۔"

ڈاکٹر حسن تفصیل سے بولے۔

"تو وہ ٹھیک کب تک ہو جائیں گی۔۔۔آئی مین نارمل۔"

ڈاکٹر فرح نے کہا۔

"انہیں ہر چیز پر غور کرنے دیا جائے۔۔۔سوچنے دیا جائے۔۔۔دماغ جب جسم سے واپس جڑے گا۔۔اپنی روٹین میں آئے گا تو خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔۔"

ڈاکٹر حسن نے کہا۔

"کتنا عرصہ درکار ہو گا اس پراسس میں۔۔۔؟؟"

ڈاکٹر زاکر بولے۔

"انکی ول پاور پر منحصر ہے۔۔۔۔۔جتنا زیادہ وہ غور و فکر کریں گی اتنی جلدی۔۔۔"

ڈاکٹر حسن مسکرا کر بولے۔

"بہت شکریہ ڈاکٹر حسن۔"

ڈاکٹر فرح نے مسکرا کر کہا۔

"یور آر آلویز ویلکم ڈاکٹر۔"

ڈاکٹر حسن مسکرائے۔

"اوکے۔۔۔میں چلتا ہوں۔۔۔۔مجھے ہاسپٹل جانا ہے۔۔۔۔"

New Era Magazine

ڈاکٹر حسن الوداعی کلمات کہتے نکل گئے۔

ڈاکٹر زاکر نے ساری بات کرنل صاحب کے گوش گزاری۔

سر گھٹنوں پر رکھے، ہاسپٹل سوٹ میں ملبوس وہ معصوم لگ رہی تھی، بھورے بال کندھوں سے گر رہے تھے اور اپنی بے توجہی پر ماتم کناں تھے، بھوری آنکھیں اداسی کی تصویر بنے ایک ہی نقطے کو نظر میں رکھے ہوئے تھیں۔

''ہیلو میجر۔''

ڈاکٹر فرح بشاشت سے بولیں۔

میجر کیٹ نے سر اٹھا کے دیکھا۔

اسکی بھوری آنکھیں میں اجنبیت کے تاثر تھے۔

''کیسی ہیں آپ۔''

ڈاکٹر فرح خوشگوار لہجے میں بولی۔

میجر کیٹ نے دوبارہ سر گھٹنوں پر رکھ لیا۔

ڈاکٹر فرح کندھے اچکا کر واپس چلی گئیں۔

''ہیلو۔۔۔۔زیب۔''

شاہنواز نے کال کی۔

''جی بولیے شاہ۔''

"آپ گھر جارہی ہیں۔"

شاہ نے پوچھا۔

"جی۔"

زیب نے مختصر کہا۔

"اوکے۔۔۔ملتے ہیں پھر۔"

شاہ نے مسکرا کر کہا اور رابطہ منقطع کر دیا۔

زیب نے سامان پیک کیا اور ہاسٹل سے نکل آئی۔

امت انسا واپس آرمی میں چلی گئی اور اریش اسے دھمکیاں دیتا ہمیشہ کے لیے غائب ہو گیا۔

یوں ایک ہنستا بستا گھر ویرانہ بن کے رہ گیا۔

اریشنے نقلی پیپرز بنوائے اور گھر سیل کر دیا۔

امتالنسانے بہت ہاتھ پیر مارے پر ہر طرف سے ناکامی ہوئی۔

"اریش میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔"

امت النسا چلائی۔

"مما کی آخری نشانی تم نے بیچ دی۔"

وہ قبرستان کی طرف چلنے لگی۔

قبر کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھے وہ ان کی قبر پر جھک گئی۔

New Era Magazine

"مما آپ کیوں چلیں گئیں۔"

وہ بلک بلک کر رونے لگی۔

بہت سا وقت اپنے آنسو قبر کی مٹی پر گراتے اسکا دل پر سکون ہوا تو اس نے واپسی کے قدم بڑھائے۔

"مجھے اب وہاں رہنا ہو گا۔"

وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی اور گلی کی چین میں ڈالی چابی کو مٹھ میں جکڑا۔

"آپکی امت النسا آپکے ہر خواب کو سچ کر دکھائے گی ماما۔"

گیٹ پر لگے زنگ آلود تالے کو کھولتے مخاطب ہوئی۔

لمبی روش پر انتہائی گرد تھی، برسوں سے بند پڑے اس گھر کا کونا کونا گرد سے اٹا ہوا تھا۔

سویمنگ پول سوکھا ہوا تھا، نیلی ٹائلوں پر گرد ہی گرد تھی۔

لان کی گھاس اس قدر بڑھ چکی تھی کہ سوکھ سوکھ کر لان میں بکھری پڑی تھی۔

گھر کے اندرونی دروازے پر رک کے اس نے دیکھا۔

تین پشتوں سے بنا یہ گھر اب اسکی ملکیت تھا جو کہ اریش کی نظروں سے اوجھل تھا۔

"سوسوری میں لیٹ ہو گیا یار۔"

شاہنواز کان پکڑتے ہوئے بولا۔

بلیک جینز اور بلیک ہی شرٹ میں بھورے بال کھلے چھوڑے وہ قیامت لگ رہی تھی۔

New Era Magazine

''جائیں میں آپ سے بات نہیں کرتی۔''

زیب خفا ہوئی۔

''سوری نا یار۔''

شاہنواز نے کان پکڑے۔

تھوڑی بہت منت سماجت کے بعد وہ مان گئی اور دونوں آئس بار کے اندر چلے گئے۔

''بہت حسین لگ رہی ہو۔''

شانواز محبت سے بولا۔

''رئیلی۔۔۔''

زیب نے ابرو اٹھائے۔

''ہاں نا۔''

شاہنواز ہنستے ہوئے بولا۔

''شاہ۔۔۔مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔''

زیب نے کہا۔

''بولیں۔''

شاہنواز سنجیدہ ہوا۔

''مجھ سے محبت کرتے ہیں۔''

زیب نے سوال کیا۔

New Era Magazine

"بہت۔۔۔۔۔۔آپ کی سوچ کی حدود سے پرے۔"

شاہنواز جزب سے بولا۔

"مجھے چھوڑیں گے تو نہیں۔۔۔۔"

زیب نے سر سراتے دل سے پوچھا۔

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا زیبو۔۔۔۔۔۔تم میری محبت میری زندگی ہو۔۔۔۔تم سے دور جانا۔۔۔۔۔ممکن ہی نہیں ہے۔"

"وعدہ۔۔۔"

زیب نے ہاتھ بڑھایا۔

"پکا وعدہ۔"

شاہ نے اسکا ہاتھ دبایا۔

"آئی لو یو سو مچ زیب۔"

شاہنواز مسکاتے ہوئے بولا۔

"لو یو ٹو شاہ۔۔۔۔مور دین ورڈ کین سے۔"

زیب نظریں جھکائے بولی۔

شاہنواز فریفتہ ہو گیا اسکی جھکی نظروں پر۔

نیلم کی طبعیت ابھی بھی نہیں سنبھلی تھی، رشی نے ٹائم دیکھا تو دن کے دس بج رہے تھے۔

"مجھے جنگل میں کچھ کھانے کو ڈھونڈھ لینا چاہیے۔ "

رشی نے بیگ میں سے چاقو نکالا اور دائیں جانب بڑھ گئی۔

وہ دوقدم آگے بڑھتی اور پیچھ مڑ کے دیکھ لیتی۔

کافی دور آجانے کے بعد بھی اسے کچھ نا ملا تو اپنے ہی پیروں کے نشان پہ پیر رکھتی وہ واپس آگئی۔

چمکتی ہوئی دھوپ جو چھن سے نیچے آرہی تھی جنگل میں حبس پیدا کر رہی تھی، جنگل کا ماحول بھی عجیب تھا، کبھی انتہائی حبس زدہ تو کبھی سرد ہو جاتا۔

نیلم اٹھ بیٹھی۔

"کیسی طبعیت ہے اب۔۔۔ "

رشی جو سہارے کے لیے ڈنڈے کے نوکیں تیز کر رہی تھی۔

"گھبراہٹ ہو رہی ہے بہت۔۔۔۔۔ "

نیلم شرٹ کے اوپری بٹن کھول کو گہرے سانس لینے لگی۔

"پانی پی لو۔۔۔۔حبس بڑھ رہا ہے۔۔۔۔ہمیں یہاں سے جانا ہو گا۔ "

رشی نے اسکی طرف دیکھا۔

"لیفٹینٹ مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے۔ "

New Era Magazine

نیلم سر تھامے بولی۔

"پاس میں ندی ہے۔۔۔نہا لو تھوڑا فریش فیل کرو گی۔ "

رشی نے مشورہ دیا۔

نیلم اس بستر پر سے اتری اور اسے کھول کے بیگ میں رکھ لیا۔

"اپنا بیگ مجھے دے دو۔ "

رشی نے بیگ لینا چاہا۔

"نہیں۔۔۔اٹس اوکے۔ "

نیلم نے منع کر دیا۔

"جب طبعیت ٹھیک ہو جائے تو میرا بھی پکڑ لینا۔۔۔۔ "

رشی ہنستے ہوئے بولی۔

ہمیں انجوائے کرتے ہوئے جنگل پار کرنا چاہیے۔۔۔مصیبت سمجھ کے ہم "

"اسے مزید خوفناک بنا رہی ہیں۔

رشی نے کہا۔

انجوائے۔۔۔۔۔درخت دیکھو کتنے لمبے ہیں ۔۔۔اتنے تو چار منزلہ گھر "

ہوتے ہیں، جھاڑیاں دیکھو یار اور جانور اتنے زہریلے ۔۔۔یہاں کیا خاک

"انجوائے کریں گے۔

نیلم جھرجھری لیتے ہوئے بولی۔

New Era Magazine

''یہ سب نا ہو تو جنگل ، جنگل لگے گا بے وقوف۔ ''

رشی ہنسی۔

دونوں ندی کنارے پہنچ گئیں۔

''ندی کے اندر مت اترنا، اندر کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ ''

رشی نے اسے محتاط کیا۔

''پانی کی بوتل بھر بھر کے نہا لو۔۔۔۔۔ ''

رشی نے مشورہ دیا اور بوتل کا اوپری حصہ کاٹ دیا۔

نیلم محتاط سی ندی کے پاس پتھر کی جانب بڑھی۔

''میں دیکھتی ہوں تم جلدی سے نہاؤ۔۔۔۔ ''

رشی نے تیز نوک والا ڈنڈا اور چاقو پکڑ لیا۔

نیلم جلدی جلدی نہا رہی تھی۔

''سکون مل گیا۔۔۔۔ ''

نیلم پتھر سے اتر کے جنگل کی طرف آگئی۔

رشی بھی اسکے پیچھے آگئی۔

''ہمیں ندی پار کرنی ہو گی۔ ''

رشی نے کہا۔

New Era Magazine

نہیں۔۔۔۔۔ندی کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔۔۔یہی ہمیں جنگل سے نکال سکتی ہے۔''

نیلم نے کہا۔

''کیا زبردست ہتھیار بنائے ہیں تم نے۔''

نیلم ڈنڈے کا جائزہ لیتے ہوئے بولی۔

دونوں ندی کے ساتھ ساتھ چلنے لگیں۔

''اوہ کتنے چھوٹے بندر ہیں۔''

نیلم۔بندر دیکھ چلائی۔

''جب تم سو رہی تھی، تمہارے اوپر کھیل رہے تھے۔''

رشی ہنستے ہوئے بولی۔

''ہمیں کچھ کھانے کو ڈھونڈھنا چاہیے۔۔۔ورنہ چلنا مشکل ہو جائے گا۔''

رشی پریشانی سے بولی۔

''ہاں یہ تو ہے۔''

نیلم نے اثبات میں سر ہلایا۔

آگے گھنی جھاڑیاں آگئی تھیں۔

''اف یار۔۔۔۔۔۔کہاں پھنس گیے۔۔''

دونوں بری طرح بیل نما جھاڑی میں الجھ گئیں تھیں۔

New Era Magazine

''چاقو نکال کے کاٹو انہیں۔ ''

رشی خود پھنس گئی تھی۔

''تم نکالو میرے بیگ سے۔۔۔ ''

رشی نے ہاتھ بڑھا کے اسکے بیگ سے چاقو نکالا اور بیل کاٹنے لگی۔

''یہ تو کٹ ہی نہیں رہی۔۔۔۔ ''

رشی تھک کے بولی۔

''ہاتھوں سے کام لینا ہو گا۔ ''

دونوں نے زور زور سے بیل کھینچی اور ڈھیلی ہوئی تو دونوں بمشکل اس جھنڈ سے نکلیں۔

ندی کے پانی میں چلنا ہوگا یا اس جھنڈ میں گھس کے ہاتھا پائی کرنی ''ہوگی۔ ''

نیلم تھک کے بولی۔

میں تو نہیں جاؤں گی ندی میں۔۔۔مجھے ڈر لگتا ہے پانی کے جانورو ں ''سے۔''

رشی نے صاف انکار کردیا۔

''ایک ہی حل ہے کہنیوں کے بل نکل سکتے ہیں۔۔۔ ''

رشی نے کہا۔

"پتوں کے نیچے بچھو ہو سکتے ہیں چیونٹاں اور کیڑے ہو سکتے ہیں۔۔ "

نیلم نے کہا۔

دونوں گھستی گھساتی جھنڈ میں بیلیں ڈھیلی کرتی نکلنے لگیں۔ "

"رشی پھل مل گیے۔۔۔ "

نیلم آگے آگے تھی۔

"چلو پھر اٹھاؤ۔۔۔۔زہریلے نا ہوں۔ "

رشی اسکے قریب آئی ی۔

نیلم وہیں بیٹھ گ ئی۔ "

لیموں کی طرح کا وہ پھل کاٹا اندر سے سفید گودا نکلا۔

نیلم نے ہلکاسا چکھا۔

"مزے کا لگ رہا ہے۔۔۔ "

نیلم نے تھوڑا اور چکھا۔

رشی نے جھک کے ایک اور اٹھایا اور کاٹ کے منہ میں ڈالا۔ "

"لگ تو ٹھیک رہا ہے۔۔۔ناشپاتی جیسا ٹیسٹ ہے۔ "

رشی کھاتے ہوئے بولی۔

" پیٹ بھر کے کھاتے ہیں "

نیلم اٹھاتے ہوئے بولی۔

New Era Magazine

نہیں۔۔۔۔۔ہم کافی دنوں سے بھوک رکھ رہے ہیں تو ابھی، اتنا ہی ”

“کھاؤ۔۔۔زیادہ کھانا بیمار کر سکتا ہے۔

رشی نے کہا۔

نیلم نے اٹھا کے بیگ میں ڈال لیے۔

انہیں اس جھنڈ سے نکلتے دوپہر ہو گئی۔

پانی کے ساتھ ساتھ چلتے وہ عجیب طرح کے درختوں کے پاس آ گئیں جن کے نیچے پانی تھا اور جڑیں پائپ کی طرح اوپر بڑھیں ہوئیں تھیں۔

“بیلیں کھینچ کھینچ میرے تو ہاتھ چھل گیے ہیں رشی۔ ”

نیلم ہاتھ دیکھتے ہوئے بولی۔

“یہ تھوڑا سا خطہ ایسا ہے آگے پھر سوکھا جنگل ہے شائد۔ ”

نیلم نے اندازہ لگایا۔

“نا ہوا تو برا پھنسیں گے۔ ”

رشی پانی میں ڈرتے ہوئے اتری اور درخت کا تنا پکڑ کے پیر جمائے اور اوپر چڑھ گئی، نیلم نے بھی اسکی تقلید کی۔

“زندگی کی خوبصورتی محبت میں قید ہے نا شاہ۔ ”

New Era Magazine

زیب ساحل پر اسکے ہم قدم چل رہی تھی۔

''اور اگر زندگی حسین و جمیل ہو تو کیا ہی بات ہے۔ ''

شاہنواز کا اشارہ زیب کی طرف تھا۔

''شادی کی بات کہاں تک پہنچی، ماما پوچھ رہیں تھیں اور میں بھی نیکسٹ سنڈے تک واپس چلی جاؤں گی۔''

زیب نے اسکے چہرے پر نظریں جمائیں اور رک گئی۔

''بابا نہیں مان رہے زیب۔ ''

شاہنواز پریشانی سے بولا۔

''کیا مطلب نہیں مان رہے۔۔۔؟ ''

زیب کو حیرت ہوئی۔

''میں کوشش کر رہا ہوں انہیں منانے کی، آپ ٹینشن نا لیں۔ ''

شاہنواز نے اسے کندھوں سے تھام کر محبت سے لبریز لہجے میں مسکرا کر کہا۔

''آؤ لنچ کرتے ہیں پھر آپ کے لیے ایک سرپرائز ہے۔ ''

شاہنواز نے کہا۔

دونوں دھیرے دھیرے چلتے ہوٹل کی طرف بڑھ گیے۔

وہ دھیرے دھیرے چلتی دروازے تک آئی ی، گھر کی ابتر حالت دیکھ اسے شدید دکھ ہوا۔

لان میں بنے بینچز کو دیکھ وقت نے پلٹ کر ماضی کی یادیں دکھلا دیں۔

"یہ تمہارے نانا ابو نے بنایا تھا۔"

ماں کی آواز اسکے سماعت سے ٹکرائی ی۔

"آپ اریش کو کیوں نہیں لاتی اس گھر میں۔"

امت النسا بینچ پر بیٹھی ماں کو لان صاف کرتے دیکھ رہی تھی۔

"وہ اس قابل نہیں ہے، اسے کبھی مت بتانا۔"

ماں نے رک کر کہا، دکھ کا سایہ ان کے چہرے پر آکر رک سا گیا۔

"مجھے یقین نہیں ہوتا ، وہ آپ کا بیٹا اور میرا بھائی ہے۔"

امت النسا نے سنجیدگی سے کہا۔

"ایسے نہیں کہتے وہ تھوڑا ضدی اور ہٹ دھرم ہے۔"

ماں مدھم لہجے میں بولیں تو وہ چپ ہو گئی۔

امت النسا ہوش میں آئی ی تو خود کو گھر کے دروازے پر پایا۔

دھیرے دھیرے چلتی گھر کی بیک سائیڈ پہ آئی ی اور سوئچ آن کیے۔

واپس آکر دروازے کے سائیڈ پر ہاتھ رکھا اور دروازہ کھل گیا۔

آج پہلی دفع وہ اکیلی اور ہمیشہ کے لیے آئی ی تھی۔

New Era Magazine

"مام آئی مس یو سو مچ۔ "

وہ صحن کے وسط میں بیٹھ گئی۔

"آپ کی بیٹی بہت اکیلی ہو گئی ہے مام۔ "

دکھ سے چلائی تھی۔

تنہائی اُسے سیاہ ناگ کی طرح ڈستی ہے جس کا کوئی اپنا نا ہو۔

"منہا میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ "

اشعر نے میسیج ٹائپ کیا اور سینڈ کر دیا۔

کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے وہ جھولنے لگا۔

مضطرب سا بار بار موبائل کی سکرین دیکھتا۔

"تم کبھی نہیں بدلو گی۔ "

دوسرا میسیج سینڈ کیا اور کوٹ پہنتا آفس سے نکل آیا۔

گاڑی سڑک پر فراٹے بھرتی سفر کم کرتی جا رہی تھی۔

گلی میں گاڑی روکی اور لاک کے دروازہ ناک کرنے لگا۔

"اشعر بھائی آپ۔ "

عمیر مسکرایا۔

New Era Magazine

"کیسے ہو پرنس۔ "

اشعر اسکے گلے لگا۔

"آلویز فٹ اینڈ ہیپی۔ "

عمیر مسکرایا اور اسے اندر لے آیا۔

"مما دیکھیں تو کون آیا۔ "

عمیر ماں سے مخاطب ہوا۔

"میرا بچہ کیسا ہے۔ "

زرینہ والہانہ انداز میں اس کی پیشانی چومنے لگیں۔

"میں ٹھیک ہوں پھوپھو آپ کیسی ہیں۔ "

اشعر ان کے ساتھ تخت پر بیٹھ گیا۔

"منہا سے بولو چائے بنائے، میرا بیٹا اتنے دنوں بعد آیا ہے۔ "

زرینہ پیار سے اشعر کو دیکھتے ہوئے عمیر سے مخاطب ہوئیں۔

"جی امی۔ "

عمیر اندر چلا گیا۔

منہا نے چپ چاپ چائے بنائی اور لوازمات سے سجی ٹرے اسکے آگے رکھ

کے کمرے میں آ گئی۔

"اسکا منہ کیوں بنا ہوا ہے۔ "

New Era Magazine

اشعر نے جان بوجھ کے چھیڑا۔

منہا نے مڑنا یا رکنا بھی گوارا نہیں کیا۔

کافی دیر باتیں کرنے کے بعد زرینہ نماز پڑھنے کے لیے اٹھ گئیں اور اشعر موقع غنیمت جان کر منہا کے کمرے کی طرف چلا گیا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ "

منہا غصے سے بولی۔

"تم سے کچھ بات کرنی ہے۔ "

اشعر سنجیدگی سے بولا اور خود ہی بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"مجھے کسی سے خاص کر تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔ "

منہا درشتی سے بولی۔

"تم اب بھی مجھ سے ہی خفا ہو منہا، اچھی طرح جانتی ہو ساری بات۔ "

اشعر اس بار پھر سے اسکے سامنے دست سوال تھا۔

"تمہاری ایک غلطی نے مجھے مشکوک بنا دیا۔ "

منہا دانت پیس کے بولی۔

"عاصم کل آیا تھا میرے پاس پوچھنے اس دن کی بات۔ "

اشعر نے بتایا تو منہا کی پیشانی کے بلوں میں اضا فہ ہوا۔

"بھاڑ میں جاؤ تم بھی اور وہ بھی۔ "

New Era Magazine

منہا سختی سے چبا چبا کر بولتی کمرے سے نکل کے چھت پہ چلی گئی۔

اشعر چپ چاپ واپس لوٹ گیا۔

منہا گہری سانس لیے جھولے پر ٹک گئی، دل و دماغ اس رات پر جا اٹکے جس نے زندگی کی رُت ہی بدل ڈالی۔

اسکے بابا کی میت صحن میں پڑی تھی، وہ دیوانہ وار انہیں اٹھنے کی کوشش میں تھی، وہ قطعاً خود کو سنبھال نہیں پا رہی تھی۔

''منہا حوصلہ رکھو، رونے سے انکی تکلیف اور بڑھے گی۔ ''

اشعر نے اسے حوصلہ دیا، جبکہ دور بیٹھی دو آنکھوں میں شیطانیت چمکی۔

جنازے کا وقت آیا اور جنازہ لے کر چلے گیے، منہا روتی پیٹتی رہ گئی۔

صبح سے رونے کی وجہ سے اسے تیز بخار نے آلیا۔

زرینہ اسے کمرے میں لے گئیں، دوا دی اور سلا دیا۔

''منہا۔ ''

اسکی آنکھ عاصم کی دھاڑ پہ کھلی۔

منہا ہڑ بڑا کے اٹھی، سر ابھی تک گھوم رہا تھا۔

''کیا ہوا عاصم۔ ''

منہا سر دباتے ہوئے بولی۔

New Era Magazine

یہ تو تم بتاؤ کہ یہ کیا ہو رہا ہے، میں نے تمہیں اس سے بات کرنے "
"سے منع کیا تھا اور تم اسکے بازو پہ سر رکھ کے سو رہی ہو۔

عاصم چیخ رہا تھا۔

منیا نے گردن گھمائی تو اشعر بے فکر سو رہا تھا۔

منہا کرنٹ کھا کے اٹھی۔

"مجھے نہیں پتہ یہ کب آیا عاصم، میرا یقین کریں۔ "

منہا کا دل دھک دھک کرنے لگا تھا۔

عاصم کا ہاتھ اٹھ گیا۔

شور کی آواز پر سب دوڑے چلے آئے۔

"کیا ہوا عاصم بیٹا۔

زرینہ بیگم گھبرائی ہوئی سی بولیں۔

یہ بات اپنی لاڈلی سے پوچھیں، کس چیز کی کمی دی ہم نے جو یوں ہماری "
عزت نیلام کر رہی ہے، چاچو کو گئے ابھی ایک دن بھی نہیں ہوا، یہ اپنی
"حدیں بھول گئی۔

عاصم چیخ کے بولا۔

"امی مجھے نہیں پتہ۔ "

منہا روتے ہوئے ماں کے گلے لگ گئی۔

New Era Magazine

اشعر کی آنکھ کھلی تو اتنے لوگ کمرے میں دیکھ کر گھبرا گیا۔

''تمہاری اتنی جرأت تم میری منہا کے کمرے میں آئے۔ ''

عاصم نے اسے گریبان سے پکڑا اور تھپڑ مارنے لگا۔

''عاصم بیٹا چھوڑو اسے۔ ''

حائقہ بیچ میں آئیں۔

''میں قتل کر دوں گا اسکا۔ ''

عاصم ہزیانی انداز میں چلایا۔

''جب اپنے گھر کی لڑکیاں خراب ہوں تو دوسروں پر گرجنے کا فائدہ۔ ''

حائقہ بیگم شعلہ بار نظروں سے منہا کو گھور رہیں تھیں۔

منہا گال پہ ہاتھ رکھے نفی میں سرہلا رہی تھی۔

عاصم نے منہا کا بازو پکڑا اور دوسرے کمرے میں لے گیا۔

''عاصم میرا یقین کرو۔۔۔مجھے نہیں پتہ وہ کب آیا کیوں آیا۔ ''

منہا روتے ہوئے بولی۔

''بکواس بند کرو منہا۔ ''

عاصم چیخا۔

منہا سہم کے پیچھے ہو گئی۔

New Era Magazine

کس چیز کی کمی تھی مجھ میں جو تم نے میری محبت کو چھوڑ اشعر کو چن لیا۔"

عاصم سرخ آنکھیں لیے بولا۔

"عاصم پلیز میرا یقین کرو۔"

منہا اسکے پیروں میں گر گئی۔

"تمہیں اپنی آنکھوں سے اسکی باہوں میں دیکھا ہے میں نے۔"

عاصم اسے دھتکارتے ہوئے بولا۔

"عاصم منہا بے قصور ہے۔"

اشعر اندر داخل ہوا۔

تم دفع ہو جاؤ یہاں سے۔"عاصم اسے دھکے دینے لگا۔"

"عاصم میری بات تو سنو۔"

اشعر بول رہا تھا۔

"آج کے بعد ادھر کا رخ کیا تو زندہ گاڑھ دوں گا۔"

عاصم وارن کرتے ہوئے بولا اور گیٹ بند کیے اندر آگیا۔

"مجھے پہلے ہی پتہ تھا اسکے کرتوتوں کا۔"

حائقہ بیگم عاصم کے کان بھرنے میں مصروف تھیں۔

عاصم غصہ ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

New Era Magazine

''چھوڑ دو اس بدکردار کو، لڑکیاں بہت مل جائیں گی عاصم۔ ''

وہ بھڑکتی آگ پر مزید تیل ڈال رہیں تھیں۔

''نکالو اس گھر سے انہیں، اب ان کا کوئی تعلق نہیں،یہ گھر ہمارا ہے۔ ''

حائقہ بیگم کہہ رہیں تھیں۔

عاصم غیظ و غضب سے منہا کے کمرے کی طرف بڑھا۔

اپنا سامان پیک کرو اورنکلو ہمارے گھر سے، تم لوگوں کا تعلق اب ہم ''سے ختم ہو گیا۔''

عاصم نے کہا تومنہا کو حیرت کا جھٹکالگا۔

''عاصم۔ ''

منہابول نہیں پا رہی تھی۔

''کل تک کا وقت ہے ورنہ سامان اٹھا کے گلی میں پھینک دوں گا۔ ''

عاصم انتہائی بیگانگی سے بول رہا تھا۔

''ہم کہاں جائیں گے۔ ''

زرینہ بیگم بولیں۔

میری بلا سے بھاڑ میں جائیں۔۔۔میں کسی بدکردار ، بد چلن کو اپنے گھر '' میں پناہ نہیں دے سکتا۔''۔عاصم زہر اگلتاباہر نکل گیا۔

منہا صوفے پر ڈھے سی گئی۔

New Era Magazine

❤❤❤

''ہیلو میجر۔ ''

کرنل صاحب مسکرائے۔

میجر کیٹ کی نظروں میں پہچان کی رمق ابھری۔

''کیسی طبعیت ہے اب۔ ''

کرنل صاحب پوچھ رہے تھے۔

میجر کیٹ کے سر میں عجیب سا درد ہونے لگا تھا۔

''مجھے کچھ یاد نہیں آرہا پر آپ کو کہیں دیکھا ضرور ہے۔ ''

میجر کیٹ یاد کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

''تم آرمی میں میجر ہو اور میں کرنل۔ ''

کرنل صاحب بولے۔

''یاد کرنے کی کوشش کرو۔ ''

کرنل صاحب نے اسکے سر پر دست شفقت رکھا اور روم سے نکل آئے۔

''آپ انہیں ڈسچارج کر دیں۔ ''

کرنل صاحب نے آرڈر دیا اور خفیہ طریقے سے میجر کیٹ کو ہاسپٹل سے نکال کر ہیڈ آفس لے آئے۔

New Era Magazine

"یہاں انہیں یاد آجائے گا سب دیکھ کر۔ "

کرنل سر اسے دور سے دیکھتے ہوئے بولے۔

میجر کیٹ ہر جگہ بغور دیکھ رہی تھی۔

❤❤❤

ارمان مکمل صحت یاب ہو چکا تھا۔

اُس نے چھٹی کینسل کی اور ڈیوٹی پر پہنچ گیا۔

"سر میجر ارمان از آن ڈیوٹی۔"

سلیوٹ کرتا وہ کرنل صاحب کے کمانڈ کا منتظر تھا۔

"یہ تمہارا مشن رہا، گو اینڈ ڈو اٹ ونس۔"

کرنل صاحب نے کہا تو ارمان سلیوٹ کرتا نکل گیا۔

مشن دیکھ وہ مسکرایا اور نکل گیا۔

❤❤❤

جنگل کے اس علاقے کو پار کرتے انہیں دو دن لگ گیے تھے۔

جنگل کی سوکھی زمین تک پہنچتیں وہ بری طرح گھائل ہو گئیں تھیں۔

New Era Magazine

ہم پانی کے زریعے نکل جاتے ہیں، مجھ میں چلنے کی اور ہمت نہیں ہے اب۔"

نیلم نے کہا۔

سوکھی لکڑیاں اکھٹی کی اور بانس کی چھال سے باندھ کر تختہ نما کشتی سی بنائی ی۔

رشی اسکی کارکردگی دیکھتی رہی۔

"چلو آؤ۔"

نیلم نے کہا اور دونوں نے وہ لکڑیوں کی کشتی پانی میں اتاری۔

لکڑیاں سوکھی ہونے کی وجہ سے تیرنے لگیں تھیں۔

دونوں اوپر چڑھ گئیں۔

نیلم ڈنڈے کی مدد سے اسے کنڑول کرنے کی کوشش میں تھی جبکہ پانی کا تیز بہاؤ انہیں بہائے لے جا رہا تھا۔

"مزہ آرہا ہے نا۔"

نیلم بازو کھولتے ہوئے بولی۔

"میری جان نکل رہی ہے، پانی سے بہت ڈر لگتا ہے مجھے۔"

رشی آنکھیں میچ رہی تھی۔

"لیفٹینینٹ اتنی بہادر ہیں اور پانی سے ڈرتی ہیں۔"

نیلم ہنسی۔

''پانی تیز ہوتا جارہا ہے، ہم بلکل درمیان میں آگیے ہیں۔ ''

نیلم نے اطراف میں دیکھا۔

''جو بھی کرو اب نکلو اس مصیبت سے۔ ''

رشی نے دیکھا کہ ندی کا پھیلاؤ بڑھتا جا رہا تھا اور بہاؤ بھی بہت تیز ہو گیا تھا۔

زور کی لہر نے انھیں اس کشتی نما لکڑیوں سے نیچے پھینک دیا۔

''آہستہ آہستہ کنارے کی طرف بڑھو۔ ''

نیلم نے کہا اور ترچھے انداز میں تیرنے لگیں۔

''میرے ہاتھ پیر سن ہو رہے ہیں۔''

رشی بمشکل تیر رہی تھی۔

''ہاں! پانی بہت ٹھنڈا ہے۔ ''

نیلم اس سے آگے تھی۔

ایک زور دار لہر آئی اور لیفٹینٹ رشی پانی میں ڈوب گئی۔

نیلم نے رشی کو خاموش پا کر پیچھے دیکھا تو رشی غائب تھی۔

''لیفٹینٹ رشیکا۔ ''

نیلم چلائی۔

New Era Magazine

زور دار لہر نے اسے بھی لڑکھڑا دیا، پر وہ سنبھلی اور ڈوبتے دل کے ساتھ پانی میں اسے تلاش کرنے لگی۔

"رشیکا۔"

نیلم حلق کے بل چلائی ی۔

پانی بہت ٹھنڈا تھا، نیلم کی ہمت جواب دینے لگی تھی، سکڑتے دل کے ساتھ وہ روتی ہوئی ی کنارے کی طرف بڑھی۔

کنارے تک آتے وہ بری طرح تھک گئی تھی، جسم پر لگی چوٹوں سے ٹیسیں اٹھنے لگیں تھیں۔

وہ زمین پر بے سدھ ہوکے گر گئی۔

آسمان کی سمت مرکوز نگاہوں میں لیفٹیننٹ رشی کا عکس تھا۔

"آئی مس یو لیفٹیننٹ رشیکا۔"

نیلم کی آکھوں سے موتی ٹوٹنے لگے تھے۔

وہ خود کو گھسیٹتی زمین پر چلتی آبادی کی سمت جانے لگی۔

❤❤❤

"مما مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔"

عاصم سنجیدگی سے بولا اور ان کے مقابل صوفے پر بیٹھ گیا۔

''بولو۔ ''

مارکیٹ میں چاچو کے تیس فیصد شیر ز تھے، آپ نے یہ بات کیوں ''

''چھپائی ی مجھ سے۔

عاصمانکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

''وہ شیر ز ہماری پراپرٹی سے بنائے تھے۔ ''

حائقہ ہکلا کے بولیں۔

آپ جانتیں تھیں، میں منہا سے بے حد محبت کرتا تھا، آپ نے اس پر ''

الزام لگوایے صرف میرے دل سے نکالنے کے لیے ۔۔۔کیوں مما۔''۔عاصم

کی آنکھوں میں پانی اترنے لگا۔

میں کیوں کروں گی ایسا، اسکا معاشقہ چل رہا تھا اشعر سے۔''۔حائقہ بیگم ''

گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے بولیں۔

مماپلیز۔۔۔اب تو جھوٹ مت بولیں۔۔۔اشعر نے مجھے سب سچ بتایا ''

''ہے۔

عاصم آنکھیں میچتے سختی سے بولا۔

آپ نے اشعر کو منہا کے کمرے میں بھیجا تھا سونے کے لیے، آپ کو ''

پتہ تھا وہ منہا سے محبت کرتا ہے، آپ کو یہ بھی پتہ تھا، منہا بیمار تھی اور

''دواؤں کے زیر اثر تھی۔

New Era Magazine

عاصم دھاڑا۔

ندا اور ہدا حیرت سے ماں کو دیکھنے لگیں۔

حائقہ نے سر جھکالیا۔

"مما آپ نے اس کے کردار پر الزام لگائے، اسے گھر سے نکلوایا۔۔۔مجھے افسوس ہے کہ آپ نے یہ سب میرے ہاتھوں کروایا۔"

عاصم روتے ہوئے دھاڑا۔

"آپ نے انہیں میری زندگی سے نکالنے کا ہر داؤ کھیلا۔"

عاصم گرنے کے انداز میں بیٹھا۔

"آپ نے انہیں مجھ سے دور کر دیا، مجھے میری ہی نظروں میں مجرم بنادیا۔"۔وہ سر ہاتھوں میں گرائے ہارا ہوا جواری لگ رہا تھا۔

"میں اس دن کے بعد ایک پل بھی سکون سے نہیں جی پایا۔"

عاصم احساس زیاں کی شدت سے زاروقطار رو رہا تھا۔

"مما آپ نے ان سے دشمنی نہیں نبھائی مجھ سے دشمنی نبھائی ہے، میرا سکون غارت کیا ہے۔"

وہ دکھ سے چلایا۔

"میں یہ سمجھ کر بے سکونی کی آگ میں جھلستا رہا کہ میری منہا نے بے وفائی کی، اور اب۔۔۔۔"

New Era Magazine

وہ سرخ ہوتی آنکھوں سے انہیں دیکھنے لگا۔

"اور اب یہ آگہی کا عذاب میرے بچے کے سکون کو نگل جائے گا۔ "

وہ رو رہا تھا۔

،عشق میں ہارے ہوئے لوگ جب روتے ہیں تو ٹوٹ کر بلک کر روتے ہیں

،غبار دل عزت نفس کی پرواہ نہیں رہنے دیتا، عاشق بکھر جاتا ہے، ٹوٹ کر تنکا تنکا ہو کر۔۔۔۔

آپ نے میری راتوں کی نیندیں اپنی چالوں کی نظر کردیں، میرا سکون "

"برباد کر دیا۔

وہ بلک رہا تھا، حائقہ سر جھکائے مجرموں کی مانند بیٹھیں تھیں۔

"وہ اب میری شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتی۔"

وہ انکے قدموں میں جا بیٹھا۔

"مما کیوں کیا ایسا۔۔۔؟؟ "

وہ سراپا سوال تھا۔

"کیوں اپنے ہی بیٹے کی خوشیاں جلا کے راکھ کر دیں۔ "

وہ ان کے گھٹنوں پر سر رکھے بلک رہا تھا۔

"مجھے معاف کردو بیٹا۔ "

حائقہ کے کانپتے لبوں میں جنبش ہوئی۔

New Era Magazine

عاصم روتا رہا، حائقہ احساس شرمندگی سے گھری اپنی لختِ جگر کو بلکتا دیکھتی رہی۔

انہیں وہ وقت یاد آیا جب انہوں نے چال چلی تھی۔

"اشعر کیا ہوا۔۔۔سوئے نہیں ابھی تک۔ "

حائقہ نے پوچھا۔

"سونے جا رہا ہوں بس۔ "

اشعر نے مسکرا کر کہا۔

"ایسا کرو منہا کے کمرے میں سو جاؤ، اسے کسی چیز کی ضرورت نا ہو "

"زرینہ کو آرام کی ضرورت ہے، وہ بھی بیمار نا پڑ جائے۔

حائقہ فکر مندی سے بولی۔

"یہ تو ہے پر منہا خفا ہو گی۔ "

اشعر نے کہا۔

"کچھ نہیں ہوتا، میں سمجھادوں گی۔ "

حائقہ اسے خود منہا کے کمرے میں چھوڑ آئی یں۔

اشعر جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

زرینہ کو ان کے کمرے میں بھیج دیا۔

"مماپانی۔ "

New Era Magazine

منہا کے لبوں میں جنبش ہوئی تو اشعر نے اسے پانی پلایا، بخار کی شدت سے آنکیں نہیں کھول پا رہی تھی۔

"میرا سر دکھ رہا ہے مما۔ "

وہ لیٹتے ہوئے بڑبڑائی۔

اشعر دوسری جانب آ کے اس کا سر دبانے لگا۔

کب نیند نے اسے جکڑ کر ہوش وخرد سے بیگانہ کیا اسے پہ ہی نا چلا۔

صبح اسکی آنکھ شور سے کھلی تو حائقہ کے رنگ دیکھ وہ گنگ ہو گیا۔

عاصم کی ہچکیوں سے وہ خود بھی رودیں۔

❤❤❤

"سر لیفٹیننٹ رشیکا از نو مور وِد اس "

نیلم ڈیوٹی جوائن کرتے ہوئے بولی۔

میجر حارب نے سر ہلایا اور اسے واپس بھیج دیا۔

کچھ سوچتے ہوئے میجر ارمان کا نمبر ڈائل کیا۔

میجر ارمان کا نمبر بند جا رہا تھا۔

میجر حارب نے کرنل سر کو اطلاع دی اور مشن کے کلوز دیکھنے لگے اس مشن کو کرنل سر اور میجر ارمان لیڈ کر رہے تھے۔

میجر ارمان مشن پر تھے، جب انہیں خبر ملی کے برازیلین رونالڈ جس کے ساتھ کام کر رہا تھا اسکا کلو مل گیا ہے اور ادھر ایجینٹ کو بھیج دیا گیا۔

پاکستانی آفیسرز برازیل س اسرائیل اوربھارت تک پھیل گیے تھے۔

ہتھیاروں کی غیر قانونی تزکری اور استعمال رک گیا تھا۔

کیپٹن عاصم کو بلوچستان بھیج دیا جہاں ہتھیاروں کا استعمال ہو رہا تھا۔

کرنل سر اور میجر حارب نے بیک پر ہوتے ہر کام بہت احسن طریوے سے سنبھالا ہوا تھا۔

ہر آفیسر کی رپورٹ اور سیکرٹس کو استعمال کرتے وہ ان لوگوں کے بہت قریب آگیے تھے۔

''ایجینٹ کیا رپورٹ ہے۔ ''

کرنل سر برازیل میں موجود ایجینٹ سے مخاطب ہوئے۔

''ایجینٹ 37 رپورٹڈ سر۔۔۔وہ لوگ ایران کے لیے نکل رہے ہیں۔ ''

اینجینٹ 37 نے اطلاع دی۔

''فالو دیم۔ ''

آرڈر کیا گیا۔

''سر میجر کیٹ پر حملہ بھی انہی لوگوں نے کروایا ہے۔ ''

اینجیٹ نے مزید کہا۔

New Era Magazine

"اوکے۔ "

رابطہ منقطع ہو گیا۔

سر میجر ارمان نے ان گینگسٹر کی پک بھیجی ہیں۔ "

میجر حاب نے کہا۔ "

"مطلب کنفرم ہے اس اب کے پیچھے یہی ہے۔ "

کرنل سر نے کہا اور پک فارورڈ کی۔

"یہ پاکستانی ہے۔ "

میجر حارب نے بتایا۔

کرنل سر نے افسوس سے سر ہلایا۔

کچھ اس دھرتی کے امن کے لیے جان کے نذرانے دے رہے ہیں اور "

"کچھ جانیں لے رہے ہیں۔

وہ شدید افسردہ ہوئے۔

کرنل صاحب نے اگلا لائحہ عمل ڈسکس کیا اور مشن سے جڑے ایجینٹس کے دستے کو کمانڈز دے دیں۔

میجر کیٹ کو یاد آ نے لگا تھا، گولیوں کی آواز، یونیفارم دیکھ وہ سب سمجھنے لگیں تھیں۔

"میجر کیٹ ناؤ جوائن دا مشن۔ "

New Era Magazine

کرنل سر نے کہا تو میجر کیٹ نے مشن ایکسیپٹ کر لیا۔

"میجر آپ کو بس دس منٹ کے لیے گھوم کے آنا ہے۔ "

کرنل سر نے کہا۔

میجر کیٹ نے تیاری کی اور اسی جگہ پر جا کھڑی ہوئیں جہاں سے انہیں گولیاں لگیں تھیں۔

میجر حارب اور کرنل سر اس علاقے پر نظر رکھے ہوئے تھے۔

کرنل سر کے آرڈر پر وہ واپس آ گئی۔

❤❤❤

لنچ کے بعد شاہنواز اسے بک کے گیے روم میں لے گیے۔

"ہیپی برتھ ڈے ٹو مائی لو۔۔۔ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔ "

گنگناتے ہوئے اسے کمرے میں لے گیا۔

کمرہ ریڈ روزز سے سجا ہوا تھا اور وسط میں ریڈ ہارٹ ویلوٹ کیک رکھا تھا۔

زیب حیرت سے گنگ رہ گئی۔

"تھینک یو سو مچ شاہ۔ "

وہ بہت خوش لگ رہی تھی۔

"نو تھینکس۔۔۔اٹس آل فار یور ہیپی نیس۔ "

شاہنواز مسکرایا۔

زیب نے کیک کاٹا اور ایک یادگار سالگرہ منائی ی۔

"ایک خوشخبری ہے۔ "

شاہ کیک کی بائیٹ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔

"کیا۔ "

زین نے سوالیہ انداز میں ابرو اٹھائے۔

" بابا نے آرمی چھوڑنے سے منع کردیا ہے، وہ میرے ساتھ جانے پر مان گیے۔"

شاہنواز اسے کیک کھلاتے ہوئے بولا۔

"واقع خوشی کی بات ہے۔ "

زیب کیک اسکی طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔

" یہ تمہارا گفٹ، تمہیں پسند آئے یا نا لیکن میں نے بہت محبت سے خریدا ہے۔"

شاہنواز نے ایک چین لاکٹ اسکی طرف بڑھایا۔

"آپ کا ہر تحفہ مجھے دل و جان سے قبول ہے شاہ۔ "

زیب لاکٹ دیکھتے ہوئے بولی۔

محبت نے انہیں استہزایہ انداز میں دیکھا، جب محبت بازی پلٹنے پر آجائے تو وعدے دھرے رہ جاتے ہیں۔

New Era Magazine

محبت کی شدت نے انہیں مدہوش کیااور وہ اخلاقی حدود پھلانگتے چلے گیے۔

جب ہوش نے انہیں غلط ہونے کا اُحساس دلایا تو ایک دوسرے سے نظریں نہیں ملا پارہے تھے۔

''میں اس غلطی کو سدھار دوں گا۔ ''

وہ زیب کی آنکھوں سے آنسو چنتے ہوئے بولا۔

زیب بنا کچھ بولے اسکے کندھے پر سر رکھ گئی۔

❤❤❤

عاصم پیکنگ کر رہا تھا جب حائقہ اسکے کمرے میں داخل ہوئیں۔

''مجھے معاف کردو عاصم۔ ''

وہ روتے ہوئے بولیں۔

عاصم بنا کچھ بولے پیکنگ کرتا رہا۔

''خفاہوکر مت جاؤ بیٹا، میں مر جاؤں گی۔ ''

حائقہ بیگم نے ہاتھ جوڑ دیے۔

،ماں میں کسی سے خفا نہیں ہوں، مجھے ارجنٹ واپسی کے آرڈر ملے ہیں ''

''مشن پر جانا ہے۔

عاصم نے سنجیدگی سے ان کے جڑے ہاتھ نیچے کیے۔

''دعا کریے گا، مجھے شہادت نصیب ہو جائے۔ ''

New Era Magazine

وہ ان کے گلے لگتے ہوئے بولا۔

حائقہ کی بند آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے۔

پیکنگ مکمل کی اور وہ سب سے مل کر گھر سے نکل گیا۔

❤❤❤

"سر ساری انفو کُلیکٹ کر لی گئی ہے۔"

میجر ارمان نے کہا۔

"اوکے بھیج دو۔"

کرنل سر نے کہا۔

"سر میرا کام ختم ہے۔"

میجر ارمان نے کہا۔

کرنل سر نے اسے نئی کمانڈ دی اور وہ اسرائیل سے نکل آیا۔"

اس کا رخ بلوچستان کی طرف تھا جہاں میجر حارب پچیس فوجی دستے کی قیادت کر رہے تھے۔

بلوچستان کی ہر حساس جگہ پر فوجی مختلف بھیسوں میں موجود تھے۔

آپریشن شروع ہوگیا تھا، میجر ارمان اور میجر حارب کی قیادت میں مشکوک جگہ پر گھیراؤ کر لیا تھا۔

آہستہ آہستہ فوجی اندر اترنے لگے تھے۔

New Era Magazine

پورا علاقہ فورسز کے گھیرے میں تھا۔

مقامی پولیس بھی انکے ساتھ تھی۔

اچانک فائرنگ شروع ہوگئی۔

آرمی آفیسرز دلجمعی سے انکا مقابلہ کر رہے تھے۔

اسلحے کی ترکری روکنے کے لیے گاؤں خالی کروا دیا گیا۔

جہاں فوج کا قبضہ ہو گیا تھا۔

❤❤

''سر میجر زندہ ہے۔''

اس آدمی نے اطلاع دی۔

''اڑا دو اسے۔۔۔اب کی بار زندہ بچی تو تم زندہ نہیں رہوگے۔''

اس نے چبا کے کرکہا۔

دوسری جانب موجود آدمی لرز گیا۔

''میں نے کہا تو مجھے سونپ دو۔''

شیوی سگریٹ کا کش لگا کر بولا۔

''تم کام پر فوکس کرو۔''

اس نے لتاڑ دیا۔

وہ ایران کی سر زمین پر تھے۔

سر ٹھیک کل دوپہر ایران کے دارلحکومت تہران اور مشہور سیاحتی شہر تبریز کے گنجان آباد علاقوں میں خود کش دھماکے ہونگے۔"

ایجینٹ 37 نے اطلاع دی۔

"آپ بہت اچھا ورک کر رہی ہیں ایجینٹ۔"

کرنل سر نے تعریف کی اور رابطہ منقطع ہو گیا۔

پاکستان چیف نے ملینز آف گنز کمپنی کے تمام غیر قانونی ثبوت نا صرف یو این او میں جمع کروا دیے گیے بلکہ کمپنی سیل کرنے کی اپیل بھی کر دی گئی۔

بلوچستان آپریشن پورے زور و شور سے جاری تھا، پاک آرمی کے دو جوان شہید ہوچکے تھے۔

آدھے سے زیادہ دہشتگرد نا صرف مارے گیے تھے بلکہ اسلحہ بھی محفوظ کر لیا گیا تھا۔

❤❤❤

زیب اور شاہنواز دونوں اپنی اپنی ڈیوٹی پر واپس چلے گیے۔

انہیں ڈیوٹی جوائن کیے تین ہفتے ہو چکے تھے۔

کیپٹن شاہنواز اب بھی اس سے رابطے میں تھے۔

"لیفٹیننٹ زیب آپکی طبعیت ٹھیک نہیں لگ رہی۔"

New Era Magazine

اسکی روم میٹ نے کہا۔

''ہاں شاید فوڈ پوائی زن ہو گیا ہے۔ ''

زیب بیڈ پر بیٹھی۔

''تمہیں میڈیسن لے لینی چاہیے۔ ''

روم میٹ ے نے کہا تو اس نے سر ہلا دیا۔

آرمی آفیسرز کے مکمل چیک اپ ہو رہے تھے۔

لیفٹیننٹ زیب نے بھی چیک اپ کروایا اور واپس آ گئی۔

وہ میڈیسن لے کر ریسٹ کرنے کی غرض سے لیٹی تھی جب میجر کے بلاوے پر ناچار اٹھی اور تیار ہونے چل دی۔

یونیفارم پہنے وہ ہاسٹل سے نکلی اور میٹنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔

''اسلام وعلیکم لیفٹیننٹ زیب النسا سر۔ ''

سیلوٹ کیے وہ کمانڈ کی منتظر تھی۔

میٹنگ روم میں دو ڈاکٹرز اور دو سینیر میجرز بیٹھے تھے۔

''آر یو میرڈ لیفٹیننٹ۔۔۔؟ ''

میجر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

''نو سر۔ ''

زیب النسا کا دل مٹھی میں آ گیا تھا۔

New Era Magazine

"دین وائے آر یو پریگنینٹ۔۔؟ "

میجر کی آنکھوں میں سوال دیکھ اسکی آنکھیں جھک گ ئی یں۔

"یو آر ریسٹیکیٹڈ فرام آرمی۔ "

میجر نے اس کے سامنے ریزینیشن لیٹر رکھا۔

زیب النسا نے ڈبڈبائی ی آنکھوں کے ساتھ سائی ن کیے اور بے انتہا تزلیل و شرمندگی محسوس کیے آفس سے نکل آئی ی۔

روم میں پیکنگ کرتے وہ مسلسل رو رہی تھی۔

"مجھے آرمی سے نکال دیا، جسٹ بی کاز ایم پریگنینٹ۔ "

زیب شاہنواز پر پھٹ پڑی۔

ایم سوری۔۔۔یہ سب میری وجہ سے ہوا۔۔۔پلیز میرا نام مت لینا۔۔۔ورنہ مجھے بھی نکال دیا جائے گا، پلیز زیب ہماری محبت کی قسم ہے تمھیں۔ "

شاہنواز بولا۔

زیب بیگ لیے وہاں سے نکلی اور روتے ہوئے گھر پہنچی۔

"کیا ہوا زیبو۔ "

ہادیہ اسے دیکھ سخت پریشان ہوئی ی۔

زیب ان کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کے روئی ی۔

New Era Magazine

"ماما مجھے معاف کر دیں۔ "

وہ بلکتے ہوئے بولی۔

"کیا ہوا ہے۔؟؟۔۔مجھے بتاؤ۔ "

وہ پریشان ہو گئی یں۔

زیب روتے ہوئے ساری حسیقت ان کے گوش گزار گ ئی۔

"زیب۔۔۔۔ "

ہادیہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھے گ ئی یں اور دھڑام سے پیچھے جا گریں۔

"مما۔ "

زیب چلائی ی۔

"مما پلیز اٹھیں۔ "

زیب چیختے ہوئے انہیں جھنجھوڑنے لگی۔

وہ انہیں بمشکل گاڑی تک لے آئی، گاڑی میں ڈالا اور انہیں ہاسپٹل لے گ ئی۔

انہیں ایمرجمسی میں ایڈمٹ کر لیا گیا۔

زیب ایمرجنسی کے باہر بیٹھی مسلسل روتے ہوئے اپنے گناہ کی معافی طلب کر رہی تھی، جو اس کی دنیا میں دو طوفان لے آیا تھا۔

"شاہ۔۔۔۔مما ہاسپٹل میں ہیں۔ "

New Era Magazine

وہ روتے ہوئے شاہنواز کو کال کر کے بتانے لگی۔

''حوصلہ رکھو زیب۔ ''

شاہنواز نے کہا تو وہ پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

''میری زندگی الٹ کر رہ گئی ہے شاہ، کیسے حوصلہ رکھوں۔ ''

وہ بلکتے ہوئے بولی۔

''میں ابھی نہیں آ سکتا زیب۔ ''

شاہنواز معزرت خواہ لہجے میں بولا اور رابطہ منقطع کر دیا۔

''شاہ۔ ''

زیب نے پکارا پر لائن کٹ گئی تھی۔

❤❤❤

''سر وہ لڑکی روز وہیں آتی ہے پر میں اسے مار نہیں پاتا۔''

اس آدمی نے معزرت کرلی۔

''دفع ہو جاؤ۔۔۔ ''

اس نے غصے سے فون بند کر دیا۔

''میں اس لڑکی کو اڑا دوں۔ ''

شیوی نے ہنستے ہوئے کہا۔

New Era Magazine

"اگر زندہ بچی تو تم نہیں رہو گے۔ "

اسنے سختی سے کہا۔

"ڈن۔ "

شیوی نے چیلنج ایکسیپٹ لکیا۔

اینجینٹ 37 نے اپنے کان سے ہاتھ ہٹایا اور کرنل سر کو انفارم کر دیا۔

ان کا رخ اپنے آفس کی جانب تھا اور اینجینٹ 37 فاصلہ رکھتے ان کے پیچھے تھی۔

شیوی نے سامان باندھا اور نقلی آئی ڈی سے پاکستان پہنچ گیا۔

"سر ان میں سے ایک میجر کیٹ کو مارنے کے لیے پاکستان آرہا ہے۔ "

ایجینٹ 37 نے کہا اور اس آدمی کی دور سے لی گئی تصویر فارورڈ کر دی۔

❤❤❤

دروازہ بجائے وہ دروازہ کھلنے کی منتظر تھی۔

"بھابھی آپ۔ "

زرینہ دروازہ کھول کر حیران ہوئی ی۔

حائقہ اسکے گلے لگ گئی۔

زرینہ بیگم بنا کسی کدورت کو بیچ میں لائے انہیں خوشدلی سے اندر لے آئیں۔

New Era Magazine

منہا باہر آئی تو حائقہ کو دیکھ تیوری چڑھائی۔

’’مما میری پیکنگ مکمل ہے، عمیر کو کہیں مجھے ڈراپ کر آئے۔ ‘‘

حائقہ کو نظر انداز کیے وہ زرینہ سے مخاطب ہوئی۔

’’تائی جان سے ملو۔ ‘‘

زرینہ نے گھوری سے نوازا۔

’’آپ ہی ملیں۔‘‘

منہا واپس اندر چلی گئی۔

مجھے معاف کردو زرینہ، میں نے بہت زیادتی کر دی تم لوگوں کے ‘‘

’’ساتھ۔

حائقہ نے روتے ہوئے ہاتھ جوڑ دیے۔

’’کیسی باتیں کر رہیں ہیں بھابھی۔ ‘‘

زرینہ نے انکے ہاتھ پکڑ کر نیچے کیے۔

’’مجھے منہا واپس دے دو عاصم کے لیے۔ ‘‘

حائقہ جھٹ سے بول پڑی۔

’’بھابھی۔۔۔۔ ‘‘

زرینہ بیگم ہچکچائیں۔

’’منہا نہیں مانے گی اب۔ ‘‘

New Era Magazine

زرینہ بیگم نے کہا۔

"یہ آپ پر منحصر ہے زرینہ۔ "

حائقہ نے آنسو صاف کیے۔

"میرے بچے کی خوشی کا سوال ہے۔ "

وہ پھر سے آبدیدہ ہونے لگیں۔

"یہ بھائی صاحب کا بھی فیصلہ تھا، ہماری خوشی نا سہی انکا بھرم رکھ لو۔ "

حائقہ نے کہا تو زرینہ چپ ہو گئیں۔

تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد وہ چلیں گئیں۔

"اللہ حافظ مما۔ "

منہا انکے گلے لگی۔

"اللہ تمہیں حفظ و امان میں رکھیں، میری آخری خواہش کے لیے دل مطمئن کر کے آنا بیٹا، میں انتظار کروں گی۔

وہ اسے دیکھتے ہوئے بولیں۔

"میں اسے دل سے نکال چکیں ہوں مما۔ "

منہا نے نظریں جھکائے کہا۔

"ماں کی خوشی کے لیے ایک دفعہ دل کو ٹٹول لو، پہلی محبت بھولتی نہیں ہے۔"

New Era Magazine

وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولیں۔

منہا بنا کوئی جواب دیے نکل گئی۔

❤❤❤

ایک ہفتے کے آپریشن کے بعد آرمی آفیسرز کامیاب لوٹے، اس علاقے میں

پہنچایا گیا اسلحہ انکے قبضے میں تھا۔

ان کے چہرے فتح کی خوشی سے دمک رہے تھے۔

''میجر حارب رشیکا کو ریکور کر لیا آپ نے۔؟ ''

میجر ارمان نے واپسی پر پوچھا۔

''سر شی از نو مور۔ ''

میجر حارب نے ہموار لہجے میں کہا۔

ارمان نے آنکھیں بند کر کے سیٹ کی پشت سے سر ٹکا لیا۔

جدائی، درد ، کرب اور ازیت کا ایک طوفان چل پڑا تھا۔

اسے سنبھلنے میں وقت لگا۔

میجر حارب کو سخت افسوس ہوا۔

انکی ڈیڈ باڈی بھی ریکوور نہیں کر پائے، وہ پانی میں ڈوب گئی یں ''

''تھیں۔

میجر حارب نے اسکی آنکھوں میں عودتے سوال کا جواب دیا۔

New Era Magazine

''دیکھنا ایک دن میجر بنوں گی ان شااللہ۔ ''

رشی کا پر یقین لہجہ کھنکتی آواز، اور شرارتی لہجہ اسے شدت سے یاد آیا۔

''آرمی بہت ٹف ہے ارمان۔ ''

رشی کی بسورتی شکل اسکی آنکھوں موتیوں کو جگہ دینے لگی۔

میجر ارمان خود کو سنبھال نہیں پا رہا تھا، پر اسے سنبھالنا تھا، اپنے وطن کے لیے۔

ایک گہری سانس خارج کیے اس نے خود کو کمپوز کیا اور نارمل ہونے کی کوشش کی۔

❤❤❤

ہاسپٹل میں اسکے رونے کی آواز گونج رہی تھی۔

''مما پلیز اٹھ جائیں۔ ''

زیب چلائی ی۔

ہر آنکھ اشکبار گی سے اسے تکے جا رہی تھی۔

''مما ایم سوری۔ ''

وہ بلکتے ہوئے ان کے پیروں میں بیٹھ گ ئی۔

ہاسپٹل سے ایمبولینس اسے گھر چھوڑ گ ئی۔

وہ روتے بلکتے ماں کو رخصت کر بیٹھی۔

اسکے گرد لوگوں کا ایک جم غفیر تھا۔

اسکے ددھیال اور ننھیال سے بہت لوگ آئے تھے، جو اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہتے تھے۔

قل خانی ہوئی اور آہستہ آہستہ سب رخصت ہونے لگے۔

اسکِ تائی اسکے پاس رک گئی۔

''میرا زمان تمہارا بہت خیال رکھے گا۔ ''

وہ اسے دن میں دس بار یہ بات سناتیں۔

وہ چپ چاپ گونگی بہری بنے سب سنتی رہتی۔

شاہ کی کال آئے چھ دن ہو گیے تھے۔

اس نے خود نمبر ڈائل کیا اور کال کی۔

''ہاں زیب کیسی ہو۔ ''

شاہنواز کی خوشگوار آواز گونجی۔

''نہت اکیلی بہت تنہا ہو گئی ہوں، مما مجھے چھوڑ گئی ہیں۔ ''

وہ بلکتے ہوئے بولی۔

''اوہ نو۔۔۔۔ ''

شاہنواز افسردہ لہجے میں بولا۔

New Era Magazine

''کس سے بات کر رہی ہو۔ ''

تائی جان اچانک وارد ہو گئیں۔

''شاہنواز ہے میرا کولیگ۔ ''

زیب نے گھبراتے ہوئے بات سنبھالی۔

''آج کے بعد یہ سب بند کرو۔۔۔زمان کو بلکل پسند نہیں۔ ''

وہ بے تکی دھونس جماتے ہوئے اسکا موبائل لے گئیں۔

شدید پریشانی اور تنہائی کے صدمے سے وہ بے ہوش ہو گئی۔

تائی جان دوبارہ آئیں تو اسے بے ہوش پا کر ڈاکٹر کے پاس لے آئیں۔

''شی از پریگنینٹ، ویکنیس کی وجہ سے بے ہوش ہو گئیں تھیں۔ ''

ڈاکٹر کے الفاظ پر وہ غصے سے زیب کی طرف دیکھنے لگیں۔

''کس کا بچہ ہے۔۔۔غضب خدا کا میں کتنی معصوم سمجھتی تھی۔ ''

تائی جان نے گھڑتے تماشہ لگا دیا۔

اسکے ننھیال ددھیال میں خبر آگ ک طرح پھیلا دی۔

ہر اٹھتی نظر اسکی روح کو گھائل کرتی جا رہی تھی۔

گلی محلہ رشتے دار سب اسکی جان کو آگیے، باتوں طعنوں طشنوں سے زندگی اجیرن ہو کر رہ گئی تو اس نے ایک رات چپکے سے اس گھر کو تالا لگایا اور ماں کے دیے گیے گھر میں چلی آئی۔

❤❤❤

ہوٹل کے الیکٹریکل روم میں گئی اور ایک دو تاریں آپس میں جوڑ کے نکل آئی ی۔

رات کی سیاہی میں چمکے ہوٹل کے اندر تاروں کا اشارٹ سرکٹ ہوا اور ہوٹل اندھیرے میں ڈوب گیا۔

ہر طرف بھگدڑ مچ گئی

ایجینٹ 37 اس گینگسٹر کے کمرے تک پہنچ گئی۔

اسکی غیر موجودگی میں لیپ ٹاپ سے ڈیوائس کنیکٹ کی پاسورڈ خود بخود ہٹ گیا اور سارا ڈیٹا دس سیکینڈز میں کاپی ہو گیا۔

وہ کمرے سے نکلی اور کھڑکی سے پھلانگتی زمین پر کود گئی۔

بھگدڑ میں گم ہوتی وہ محفوظ جگہ پر پہنچی۔

لیپ ٹاپ کھول کے ڈیوائس کنیکٹ کی اور ڈیٹا دیکھنے لگی۔

وائے فائے آن کیے اس نے مطلوبہ سیٹنگ کی اور ہر فائل کھلتی چلی گئی۔

ایک ایکسٹرا سیکیور فولڈر میں موجود تصاویر دیکھ گنگ رہ گئی۔

میجر کیٹ ، گینگسٹر اور ایک انتہائی خوبصورت عورت ایک ساتھ مسکرا رہے تھے۔

میجر ارمان کی بھی کئی تصاویر تھیں۔

لیفٹیننٹ رشیکا النسا کا پورا ڈیٹا محفوظ تھا۔

ایجنٹ 37 نے مزید فولڈر کھولے، خوبصورت بھورے بالوں کی حامل عورت کی کافی تصاویر موجود تھیں، جس پر مام آئی سی یو لکھا گیا تھا۔ کچھ آرمی یونیفارم میں ملبوس تصاویر دیکھ اسے حیرت ہوئی۔

OOO

یکا یک اسکے زہن میں جھماکا ہوا۔

بھورے بالوں کی حامل عورت کچھ جانی پہچانی محسوس ہوئی۔

"کہاں دیکھا ہے اسے۔۔۔۔؟"

وہ مسلسل آنکھیں بند کیے کنپٹی مسلتی ہوئی سوچ رہی تھی۔

"کہیں تو دیکھا ہے۔۔۔۔پر کہاں۔؟"

وہ لب بھینچے دماغ کے گھوڑے دوڑا رہی تھی۔

کچھ سوچتے ہوئے اس نے ای میل ٹائپ کی اور بیگ پیک کیے ایر پورٹ کے لیے نکلی۔

اپنی فیک آئی ڈی کارڈز اور پاسپورٹ نکالے اس نے ٹکٹ کنفرم کروائی اور فلائٹ کا ویٹ کرنے لگی۔

موبائل پر وہ مسلسل ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھی، اسکے ہیر بین پر لگا پھول اسکی تیسری آنکھ تھا۔

New Era Magazine

سب نارمل ہونے پر مطمئن ہوئی اور ریلیکس ہو گئی۔

فلائٹ اناؤنس ہوئی اور وہ سب کے ساتھ جہاز کی سمت آئی۔

تقریباً دو گھنٹے بعد وہ اپنی سرزمین پر اتری اور لاہور ایر پورٹ سے نکلنے کے بعد سرپٹ دوڑ لگا دی۔

اسے جلد از جلد اپنے ٹارگٹ تک پہنچنا تھا۔

''ٹیکسی۔''

راستے سے ٹیکسی پکڑی اور بیچ راستے اتر گئی۔

گہری سانس ہوا کے سپرد کیے وہ محلے میں داخل ہوئی۔

رات گہری ہو رہی تھی، ہر طرف گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا، وقفے وقفے سے کتے کے بھونکنے کی آوازیں گہرے سکوت میں ارتعاش پیدا کرتیں۔

وہ دبے قدموں گھر کے دروازے تک پہنچی۔

گیٹ کے ڈیزائنز پر پیر جماتے وہ اندر داخل ہوئی۔

دل نے ہلچل مچائی ی تھی۔

وہ کمرے تک آئی دروازہ آہستگی سے کھولا۔

دونوں نفوس گہری نیند میں تھے، اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے کلوروفام سے بھگا رومال ان کے چہروں پر رکھا اور لائٹ آن کیے منہ پہ ماسک چڑھائے اپنا کام کرنے لگی۔

الماری کے لاکر سے مطلوبہ ڈائری مل گئی تھی۔

اس نے چمکتی آنکھوں سے ڈائری دیکھی، لائٹ آف کی اور نکلتے سمے دونوں کے چہرے ازبر کیے اور بھیگی آنکھوں سے نکل گئی۔

❤❤❤❤

"تمہارا شوہر کہاں ہے لڑکی، نو ماہ ہونے کو آئے ہیں، کسی نے خیر خبر نہیں لی۔"

مکان مالکن آج پھر واویلا مچانے آگئی تھی۔

"باہر گیا تھا کمانے، پھر پلٹا نہیں۔"

زیب نے آہستگی سے لرزتے لہجے میں کہا۔

"یہ چالاکیاں کسی اور کو دکھانا بی بی۔"

وہ بگڑ کے بولی۔

زیب کی چھٹی حس نے الارم دیا۔

"پچھلے محلے میں میری نند کا رشتہ طے ہوا ہے، اسکے سسرال والوں نے تمہاری حقیقت کھول دی ہے۔" وہ چمک کر بولی۔

زیب کی آنکھیں بھر آئیں۔

"تم جیسی بدکردار لڑکیاں مر جائیں تو اچھا ہے، ماں کو کھا گئی، رشتے داروں کا لحاظ نا رکھا۔"

وہ بلند آواز میں بولی۔

"کتنے اعتماد سے جھوٹ بولتی ہو، ارے کس کا گناہ اٹھائے پھرتی ہو۔"

مکان مالکن اسے کوسنے لگی تھی۔

New Era Magazine

زیب نے آہستگی سے کرایہ اسکی ہتھیلی پر رکھا اور بیگ میں کپڑے اور کارٹن میں سامان ڈالے وہاں سے نکل آئی۔

نو ماہ قبل وہ ہادیہ کے دیے گھر سے نکل کر محلے سے دور آگئی تھی۔

آج پھر اسے وہیں جانا پڑا۔

"شاہ آپ نے اچھا نہیں کیا۔"

بیگ گھر سے نکالتے وہ بھیگی آنکھوں سے بولی۔

دوبارہ اسی گھر میں چلی آئی جہاں ماں کی آوازیں اسے دن رات کچوکے لگاتیں تھیں۔

زمانے کی نظریں اور باتوں کے نشتر اسے روح تک گھائل کرتے تھے۔

گھر کے اندر داخل ہوتے وہ پھوٹ پھوٹ کے رودی۔

"ماما ایم سوری۔"

اسے پھر سے گھر میں ہر سو ہادیہ دکھائی دینے لگی۔

وہ بلک بلک کے روئی تھی۔

اسکی طبعیت بگڑنے لگی تھی۔

وہ اپنی مدد آپ کے تحت اٹھی اور خود کو گھسیٹتی باہر چلی آئی۔

روڈ سے رکشہ لیا اور ہاسپٹل پہنچ گئی۔

"ڈاکٹر نفیسہ کو بلا دیں پلیز۔"

وہ ویٹنگ روم میں کرسی پر بیٹھی۔

New Era Magazine

درد سے بے حال وہ خود کو بمشکل سنبھالے ہوئے تھی۔

"ارے زیب تم۔۔۔۔"

ڈاکٹر نفیسہ بھاگتی ہوئی اسکے پاس پہنچی۔

"میرا بیگ آپ کے پاس امانت ہے ڈاکٹر۔"

زیب درد سے کراہتے ہوئے بولی۔

"ضرور۔"

ڈاکٹر نے مسکرا کے بیگ تھاما۔

"اسٹریچر لاؤ۔"

وارڈ بوائے کو آواز دی اور جلدی سے سٹریچر پر ڈالا۔

زیب کو ہواس بحال رکھنا مشکل ہو رہا تھا۔

محبت کی نشانیاں جنم پا چکیں تھیں۔

اللہ نے اسے ایک بیٹی اور بیٹے سے نوازا تھا۔

دونوں اسکی طرح بے حد گورے اور بھورے بالوں کے حامل تھے۔

"آپ کے ٹوینز۔"

ڈاکٹر نفیسہ مسکرائیں۔

زیب نے بھیگی آنکھوں سے دونوں کو تھاما اور پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

New Era Magazine

"میں تمہیں آخری بار بھی نہیں دیکھ پایا رشی۔"

ارمان آبدیدہ ہوا۔

"تمہیں ریکوور بھی نہیں کر پائے۔"

ارمان سوچ رہا تھا۔

آنکھوں کے گوشے مسلسل بھیگے ہوئے تھے۔

"ریکوور۔"

ارمان کے ذہن میں امید کے جگنو نے ننھی سے روشنی جگائی۔

"باڈی نہیں ملی۔۔۔۔اسے خراج تحسین پیش نہیں کیا۔"

میجر ارمان سر پر ہاتھ مارتے ہوئے ہنسا۔

"میں اتنی سے بات نہیں سمجھ پایا۔"

خوشی اسکے چہرے سے جھلک رہی تھی۔

"اللہ تیرا شکر ہے۔"

ارمان نے دل سے شکر ادا کیا۔

اسے بے اختیار اسکی شرارتیں، کھنکتا لہجہ اور مغرورانہ انداز میں ابرو اٹھانا یاد آیا۔

پہلی ملاقات میں رشی کے ہاتھوں کھایا گیا پنچ وہ بے اختیار مسکرا دیا۔

"مس یو سوچ مائی لو۔"

والٹ کے اندر سے تصویر نکالے وہ جی بھر کے دیکھنے لگا۔

"بہت شدت سے منتظر ہوں، چار ماہ ہو گیے تم ایسی گئی کہ لوٹی ہی نہیں۔"

وہ سب جانتے ہوئے بھی شکوہ کر گیا۔

"میں نے تم سے محبت نہیں کی رشو۔۔۔۔خود بخود ہو گئی، جانے کب تم میرے لیے اتنی عزیز ہو گئی کہ میری آنکھوں میں بھی دکھنے لگی ہو۔"

ارمان نے والٹ سینے سے لگایا اور لیٹ گیا۔

❤❤❤

"السلام و علیکم مما۔" عاصم نے کال کی۔

"و علیکم السلام۔۔۔۔شکر ہے میرے بچے تم کامیاب لوٹے۔"

حائقہ بیگم نے سکھ کا سانس لیا۔

"جی اللہ کا شکر ہے امی۔"

عاصم نے ہاں میں ہاں ملائی۔

"آپ گئیں تھیں زرینہ چچی کی طرف۔؟"

عاصم نے پوچھا۔

"ہاں گئی تھی، بات کر آئی ہوں منہا کے لیے، زرینہ نے تو اقرار کر دیا ہے پر۔۔۔۔۔"

حائقہ نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"پر کیا امی۔"

"منہا نہیں مانے گی اب۔"

New Era Magazine

حائقہ مدھم ہوئی۔

"پھر بات کرتا ہوں امی۔"

عاصم نے کال ڈسکنکٹ کی اور گہرا سانس خارج کیا۔

منہا کی ٹریننگ مکمل ہونے والی تھی، وہ جلد ہی لیفٹیننٹ کی صف میں شامل ہونے والی تھی۔

❤❤❤❤

وہ سٹریٹ لائٹ کے نیچے جا بیٹھی اور ڈائری پڑھنے لگی۔

ڈائیری کے پہلے صفحے پر بڑا سا "شاہ نواز احمد" لکھا ہوا تھا۔

اگلے صفحے سے اس نے پڑھنا شروع کیا۔

"میرا نام شاہ نواز احمد ہے، میں آرمی میں کیپٹن ہوں، یہ ان دنوں کی بات ہے جب پاکستان کے کچھ علاقوں کو سیلاب نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ ہم آرمی والے انکی مدد کو جا پہنچے، وہاں میں نے ایک نہایت خوبصورت لیفٹیننٹ کو دیکھا، لیفٹیننٹ زیب النسا اپنے نام کی طرح بے حد خوبصورت، سفید دودھیا رنگت پر اسکے بھور بال اور بھوری آنکھیں بہت جچتی تھیں۔

وہ جب ہنستی تھی تو گویا ساز بجتے محسوس ہوتے تھے، دل کو وہ پہلی نظر میں بھا گئی، قسمت نے موقع دیا میری اس سے دوبارہ ملاقات ہوگئی، دھیرے دھیرے اسکی محبت میرے دل میں بھرتی گئی، ہماری بہت اچھی دوستی ہوگئی تھی، وہ مجھے پسند کرتی ہے مجھے یقین تھا، پھر وہ دن آیا جس کے بارے میں کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔

دن نے بہت خوبصورتی سے شروعات لی، اسکا جنم دن تھا، میں نے سرپرائز کمرہ ارینج کیا، کیک آرڈر کیا اور جیسے تیسے اسے وہاں لے آیا، میری محبت میں کسی قسم کا کھوٹ نہیں تھا، ہم نے اسکی سالگرہ منائی، جزبات نے انگڑائی لی اور ہم اپنی حدود بھول گیے۔

ہم اپنی اپنی جگہ بہت شرمندہ تھے، بابا مجھے آرمی چھوڑنے کے لیے فورس کرتے تھے، میں نے انہیں منایا اور اپنے ساتھ کوارٹر لے گیا۔

اس دوران زیب کو میری غلطی کی سزا بھگتنی پڑی، چیک اپ کے دوران اسکی پریگنینسی شو ہو گئی اور میری وجہ سے اسے آرمی سے نکال دیا گیا، اسکی ماما اسی غم میں چل بسیں، میں نے ریکویسٹ کی کہ میرا نام مت لینا ورنہ میری نوکری چلی جائے گی، اس نے میرا مان رکھا، لیکن میں نا رکھ پایا، میں خود غرض ہو گیا، اسے میری سخت ضرورت تھی، لیکن میں جا نہیں سکا۔

بابا بیمار رہنے لگے تھے، ایک دن طبیعت زیادہ خراب ہو کہ سنبھلی انہوں نے قسم دی اور میرا نکاح اپنی بھانجی عشرت سے کروا دیا۔

میرے دل سے زیب نا نکل سکی۔

بابا چل بسے پر مجھ پر ایک زمہ داری ڈال گئے، عشرت بہت اچھی تھی، میرے نا روارویے کو برداشت کر جاتی تھی، وقت نے مہلت دی تو میں زیب کے بتائے گئے پتے پر پہنچا، وہ گھر چھوڑ کے جا چکی تھی۔ وہاں اسکے رشتے دار بستے تھے، زیب کے کردار کو ایسے ایسے اچھالا گیا میری روح تک چھلنی ہو گئی۔

میں نے اسے ہر جگہ ڈھونڈا پر وہ نہیں ملی۔۔۔۔

وہ زندہ تھا یا نہیں میں کچھ نہیں جانتا تھا۔۔۔پچھتاووں کے کچوکے مجھے جینے نہیں دیتے، میں اپنے گناہ کی سزا بھگت رہا ہوں، زندگی نے سکون کی نعمت چھین لی مجھ سے۔۔۔۔۔

میں آج بھی زیب سے اتنی ہی محبت کرتا ہوں، ایک بار مل جائے تو قدموں میں بیٹھ کر منالوں گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے ڈائری کے چند اوراق مزید پلٹے اور ڈائری کی جلد کے ساتھ رکھی اس بھورے بالوں کی حامل عورت جسکا نام زیب النسا تھا اسکی تصاویریں پڑیں تھیں۔

"اوہ مائی گاڈ۔۔۔۔۔۔۔وہ میرا بھائی ہے۔"

ایجنٹ 37 نے سر تھام لیا۔

"بابا یہ کیا کیا آپ نے۔؟"

وہ شدید پریشان ہو چکی تھی۔

"میری بہن مجھ سے اسقدر نالاں ہے۔"

اس نے سرد آہ بھری۔

اس کا انکرپٹڈ فون رنگ کرنے لگا۔

ڈائری بیگ میں ڈالے وہ وہاں سے چلنے لگی۔

"ییس سر۔۔۔۔ایجینٹ 37 رپورٹنگ۔"

رات کے تین بج رہے تھے، رشی سڑک پر چلتی جارہی تھی۔

"اوکے سر۔"

New Era Magazine

اس نے سر تسلیم خم کیا اور سنسان سڑک پر چلتی گئی۔

"صبح نو بجے تک وہ پاکستان میں ہو گا۔"

رشی کا دماغ ادھیڑ بن میں لگا، پلیننگ کر رہا تھا۔

❤❤❤

"سنبھالو خود کو زیب۔۔۔۔ تمہیں ان کا سہارا بننا ہے۔"

ڈاکٹر نفیسہ نے اس کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھا۔

"میں اکیلی کیسے کر پاؤں گی۔۔۔۔"

وہ سراسیمہ سی بولی۔

"تمہیں کرنا ہو گا زیب۔۔۔۔ تم ایک باہمت لڑکی ہو۔"

اس نے پیار سے اسکا گال تھپتھپایا۔

"مجھے نسا والے نام بہت پسند ہیں زیب۔۔۔۔۔"

شاہنواز کی بازگشت سنائی دی۔

"امت النسا اور اریش۔۔۔۔۔"

وہ دونوں کو دیکھتی بڑبڑائی۔

پانچ دن وہ ہاسپٹل میں رہی اور چھٹے دن گھر آ گئی۔

اس نے خود کو گھر تک محدود کر لیا۔

گھر میں ہادیہ کے الفاظ کی بازگشت اسے اب بھی سنائی دیتی ہے،لوگوں کی باتیں طعنے سب سماعت میں گونجتے تھے،پر وہ سنبھلنے لگی تھی۔

بھورے بالوں کی حامل امت النسا بلکل اسکی کاپی تھی اور اریش کے نین نقوش شاہنواز سے ملتے تھے۔

"آپکے دیے گیے یہ تحفے میں سینے سے لگا کر رکھوں گی شاہ۔"

وہ انہیں سینے سے لگائے رو دی۔

وقت اور قسمت نے مل کر کیا داؤ کھیلا کہ مسکراہٹ چھین کے لے گئے۔

وہ سارا دن انہی کی دیکھ بھال میں لگی رہتی۔

ہادیہ اور اسکے باپ کی جائیداد جو اسکے نام تھی،زیب نے بیچی اور اتنا پیسہ مل گیا تھا،وہ زندگی سکون سے جی سکتی تھی۔

اس نے ایک علیحدہ چھوٹا سا گھر لے لیا،جو بند کر دیا۔

"مجھے اس گھر کو اسے دینا ہے جو اسکے قابل ہوا۔"

زیب دونوں کو دیکھتے ہوئے بولی۔

بچے بڑے ہونے لگے تھے،زیب کے شب و روز انکے ساتھ گزرنے لگے،دل کے نہاں خانوں میں دبی شاہ کی محبت دب کے رہ گئی تھی۔

چار سال بعد۔

"آج میرے ٹائگرز سکول جائیں گے۔"

New Era Magazine

زیب انہیں ناشتہ کروارہی تھی۔

گاڈیئنز میں اسنے اپنا نام لکھوادیا۔

"مما یہ کیٹ میرا کھانا کھا گئی۔"

اریش گلا پھاڑ پھاڑ کے رونے لگا۔

امت النسا نے اپنا ناشتہ مکمل کیا اور اٹھ گئی۔

"بری بات ہے اریش۔۔۔بہنا کو ایسے نہیں بولتے۔"

زیب نے اریش کو ڈپٹا۔

"اور امت النسا۔۔۔بھائی کا ناشتہ کیوں کیا۔"

زیب نے پیشانی پر بل ڈالے۔

امت النسا سنجیدگی سے اسے دیکھتی کچن سے نکل گئی۔

زیب نے اریش کو دوسرا ٹوسٹ بنادیا۔

دونوں کو ریڈی کیا اور سکول چھوڑ آئی۔

زندگی کافی حد تک نارمل لگنے لگی تھی، پر زندگی میں جو طوفان برپا ہو جاتے ہیں ان کے آثار ختم نہیں ہوتے۔

زیب نے کچھ سوچ کے شاہنواز کا نمبر ڈائل کیا۔

اسے بچوں کے والد کا نام لکھوانا تھا۔

"ہیلو۔۔۔۔"

دوسری جانب سے نسوانی آواز نے اسکے حواس سلب کر لیے۔

"ہیلو کون۔۔۔۔۔۔"

جھنجھلائی ہوئی سی آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی۔

"آپ کون۔۔۔۔؟"

زیب کی لرزتی آواز بمشکل نکلی۔

"مسز شاہنواز۔۔۔آپ کون ہیں۔؟"

دوسری طرف خاتون نے کہا تو زیب کے ہاتھ سے فون چھوٹ کر زمین پر جا گرا۔

"شاہ آپ نے۔۔۔۔۔"

وہ پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی۔

"آپ نے شادی کر لی۔۔۔۔۔میرا ایک دفعہ بھی نا سوچا۔۔۔اپنا نام ہی دے دیتے آپ۔"

زیب کا دکھ حد سے سوا تھا۔

"میری زندگی برباد کر دی۔۔۔۔۔"

وہ غم کی تصویر بن گئی۔

"میری مما چھن گئیں مجھ سے۔۔۔۔"

وہ شکوہ کناں تھیں۔

"مجھے آرمی سے نکال دیا۔"

دل دکھ کا گھوارہ بن گیا۔

New Era Magazine

"میں بد کردار، بد چلن بن گئی۔"

آنسو آنکھوں سے لڑھکنے لگے تھے۔

"محبت کے سارے خسارے میرے حصے کیوں آ گئے۔"

وہ سراپا سوال تھی۔

"مجھے تنہا کر کے اپنا گھر بسا لیا، اپنی زندگی جینے لگے۔"

دکھ کسی طور پر کم نہیں ہو رہا تھا۔

"زیب النساء تم نکل گئی ہو اسکے دل سے اسکے دماغ سے، اسکی زندگی سے بھی۔"

دل ڈوب گیا تھا۔

"محبت کھا گئی مجھ کو۔۔۔۔"

وہ بہتی آنکھوں سے بڑبڑائی۔

"سنو جاناں!

محبت فرض ہے تم پہ۔۔۔

وفا کا قرض ہے تم پہ۔۔۔"

زیب بند آنکھوں سے بہتے آنسوؤں سے بڑبڑائی۔

New Era Magazine

"میں وفا کہ اس قرض کو کبھی معاف نہیں کروں گی شاہ، آپ نے میرا وجود بے مقصد بنا ڈالا۔"

وہ متنفر ہونے لگی تھی۔

"ایک بار بھی نا سوچا، میرا کیا ہو گا، جس نے سب کچھ لٹا ڈالا محبت میں۔"

وہ سر تھامے دیوار سے ٹیک لگا گئی۔

"آپ نے منہ کے بل گرا دیا، کیا میں کبھی اٹھ پاؤں گی۔"

زیب ہچکیاں لینے لگی۔

"مجھے معاف کر دیں اللہ۔"

وہ سر سجدے میں گرائے بلک بلک کر رونے لگی۔

"ایک گناہ نے میری زندگی الٹ کے رکھ دی۔"

وہ مسلسل رو رہی تھی۔

کتنی ہی دیر وہ اپنے گناہوں کی توبہ میں مگن رہی۔

❤❤❤

عاصم نے کچھ سوچ کے منہا کا نمبر ڈائل کیا۔

"کیسی ہو۔"

عاصم کا لہجہ نرمی سے بھرپور تھا۔

New Era Magazine

"ٹھیک ہوں۔"

منہا نے سادگی سے جواب دیا۔

"کیا میں سمجھوں کہ مجھے معافی مل گئی ہے۔؟"

عاصم نے ایک امید لگائی۔

"میں نے امی کا مان رکھا ہے بس، ورنہ آپکی غلطی اور رویہ ناقابل معافی تھا۔"

منہا نارمل لہجے میں بولی۔

"تھینکس۔"

عاصم مسکرایا۔

دل میں طمانیت کی لہر دوڑ گئی۔

تھوڑی بہت بات کے بعد منہا نے فون بند کر دیا۔

"اللہ تیرا شکر ہے، وہ مان گئی۔"

عاصم نے آنکھیں بند کر کے کہا۔

❤❤❤❤

"السلام و علیکم پھوپھو۔"

اشعر اندر چلا آیا۔

"و علیکم سلام جیتے رہو بیٹا۔"

وہ اسکے سر پر محبت سے ہاتھ رکھتے ہوئے بولیں۔

''میں نے آپ سے کچھ کہا تھا پھو پھو۔''

اشعر نے یاد دلایا۔

''منہا نے عاصم کے لیے ہاں کر دی ہے،ابھی عاصم کا فون آیا تھا۔''

زرینہ بیگم خوشی سے بولیں۔

اشعر نے ضبط کیا۔

''مجھے اپنی بیٹی کی خوشی عزیز ہے اشعر،یہ فیصلہ اسکے بابا کا تھا۔''

زرینہ بیگم اسے سمجھا رہیں تھیں۔

''عاصم آج پھر جیت گیا۔۔۔''

اشعر تھکے تھکے لہجے میں بولا۔

''یہ ہار جیت نہیں ہے بیٹا مقدر کے فیصلے ہیں۔''

زرینہ اٹھتے ہوئے بولیں۔

''چائے مت بنائیے گا،میں بس جا رہا ہوں۔''اشعر اٹھتے ہوئے بولا۔

''خفا ہو گئے۔''

زرینہ نے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا۔

''کیا نہیں ہونا چاہیے،کب سے آپ سے مانگتا آ رہا ہوں منہا کو آپ نے پھر اسے ہی چن لیا۔''

اشعر نے صاف گوئی سے کام لیا۔

زرینہ بیگم چپ ہو گئیں۔

New Era Magazine

"اللہ حافظ۔"۔

وہ گاگلز لگاتا باہر کی طرف بڑھا۔

"دوبارہ کب آؤ گے۔"

زرینہ اسکے پیچھے چلی آئیں۔

"دوبارہ آنے کا جواز ہی نہیں رہا۔"

اشعر کہتا ہوا گاڑی میں جا بیٹھا۔

گاڑی دھول اڑاتی انکی نظروں سے اوجھل ہوگ ئی۔

"ایک کو تو ناراض ہونا ہی تھا۔"

وہ افسردہ ہو گئیں۔

"منہا عاصم سے کتنی محبت کرتی ہے، مجھ سے بہتر کون جان سکتا ہے، جس کی گود میں سر رکھ کے روتی رہی ہے۔"

وہ ہمکلامی کرتیں اندر چلی آئیں۔

"مجھے میری بچی کی خوشی عزیز ہے۔"

وہ تخت میں بیٹھتے ہوئے بولیں۔

"میری بچی کو سدا خوش رکھنا میرے مالک۔"

دعا گو ہوتیں وہ عمیر کے کپڑے تہہ لگانے لگیں۔

❤❤❤

دن کا اجالا ہر سو پھیلنے لگا تھا، نیند کا خمار چھانے لگا۔

اس نے پانی کی بوتل نکال کے منہ پہ چھینٹے مارے اور چلنے لگی۔

ڈھابے سے ناشتہ لیا اور تھوڑا فاصلہ رکھے بیٹھ گئی۔

ناشتے سے فارغ ہو کر اسنے کسی کو میسیج کیا اور انتظار کرنے لگی۔

سڑک پر ایک وین آتی دکھائی دی۔

".markhors37"

اینجٹ نے کہا تو اس نے دروازہ کھول دیا۔

وہ وین میں سوار ہو گئی اور وین کو ایر پورٹ جانے کا کہا۔

وہ آٹھ بجے ایر پورٹ پہنچ گئی تھی۔

مضطربانہ انداز میں ٹہلتے وہ اسکا انتظار کرنے لگی۔

تقریبا نو بیس پر وہ ایر پورٹ سے نکلا اور ایک ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔

"فالو ہِم۔"

ایجینٹ جلدی سے وین میں بیٹھی۔

چہرے پر ماسک چڑھائے وہ ٹیکسی پر نظریں رکھے ہوئے تھی۔

ٹیکسی لاہور بائی پاس کی طرف مڑی۔

بائی پاس پر اکا دکا ہی گاڑیاں تھیں۔

"تیز کر کے ٹیکسی کے آگے لگا دو۔"

New Era Magazine

ایجینٹ نے حکم دیا۔

وین کی رفتار بڑھی اور ٹیکسی کے آگے آگئی۔

رشی سرعت سے نکلی اور اسے جا دبوچا۔

اسکی گردن پر انجیکٹ کیا اور وین کے ڈرائیور نے اٹھا کے وین میں ڈال دیا۔

"تم اس طرف آئے ہی نہیں تھے۔"

رشی نے اسے پیسے دیے اور وین میں جا بیٹھی۔

"اسلام آباد۔"

مختصر بولتی وہ اسکے بیگ کی تلاشی لینے لگی۔

پاسپورٹ اپنے بیگ میں ڈالا اور اسکی تلاشی لی۔

رشی کا ہاتھ لگا اور اسکا جوتا کھل گیا، جس میں سے موبائل فون گرا۔

رشی نے فون اپنے انکر ہٹڈ فون سے کنٹیکٹ کیا اور پاسورڈ انلاک کیے، موبائل چھاننے لگی۔

پر وہاں ایسا کچھ بھی نہیں ملا جو کار آمد ہو۔

اسکے بیگ سے لیپ ٹاپ نکالا اور ان لاک کیے ایمیلز چیک کرنے لگی۔

"ڈیم اٹ۔۔۔۔"

رشی نے عجلت میں فون نکالا۔

"سر میجر کیٹ واز ان ڈینجر۔"

اطلاع دیے، وہ مزید دیکھنے لگی۔

New Era Magazine

انباکس میں ایک میل کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا۔

ڈرائیو میں کچھ ویڈیوز اور آڈیوز اپلوڈ تھیں۔

ہینڈز فری لگاتے اسنے سارے آڈیوز سنے اور ہیڈ آفس فارورڈ کیے۔

"پلین چینج کرنا ہوگا۔"

کرنل سر کی ہدایت ملی۔

"یس سر۔"

رشی نے مزید معلومات دیں اور سب کچھ بند کر دیا۔

وین تین گھنٹے میں اسلام اباد داخل ہوئی۔

رشی کے بتائے گئے اڈریس پر وین روکی اور اسے گھر کے اندر لے آئے۔

"تھینکس کیپٹن۔"

ایجینٹ 37 مسکرائی۔

"امید ہے یہ بات ہیڈ آفس نہیں پہنچے گی۔"

ایجینٹ نے یقین دہانی چاہی۔

"بھروسہ رکھیے۔"

کیپٹن مسکرایا اور واپس چلا گیا۔

ایجینٹ نے اسے کرسی پر باندھ دیا۔

انجیکشن کی مدت بارہ دس گھنٹے کی تھی۔

New Era Magazine

وہ احتیاط سے اسے باندھے باہر نکل گئی۔

اسے ہیڈ آفس رپورٹ کرنا تھا۔

''سر میں کچھ دیر قبل پاکستان پہنچی ہوں۔''

اینجنٹ 37 نے کہا۔

''یس سر ایم دیئر۔''

وہ تیز تیز قدم اٹھاتی سڑک پر آئی ایک ٹیکسی لی اور ہیڈ آفس پہنچ گئی۔

''سر مجھے خبر ملی ہے کہ بارہ بجے کے قریب میجر کیٹ کیڈ نیپ ہو نگی۔''

ایجنیٹ 37 نے ای میل فارورڈ کی۔

''میجر کیٹ کو نکلنے کا کہو۔''

کرنل سر نے میجر حارب سے کہا۔

''یس سر۔''

میجر حارب نے میسیج کر دیا۔

''سر وہ دس منٹ میں باہر جائیں گی۔''

میجر حارب نے اطلاع دی۔

''دستہ تیار کرواؤ اور میجر کیٹ کے تعاقب میں رہو۔''

کرنل سر نے آرڈر دیا۔

میجر کیٹ پوری تیاری سے نکلیں اور ایسی جگہ جا بیٹھیں جہاں ارد گرد فورس چھپی ہوئی تھی۔

New Era Magazine

ایک خوش شکل نوجوان چلتا ہوا اسکے قریب آیا۔

"ہائے۔"

وہ مسکرایا۔

"میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

میجر کیٹ کے ایر رنگز میں لگے کیمرے سے کرنل صاحب اسکی شکل واضح دیکھ رہے تھے۔

نوجواب اپنے موبائل میں مصروف ہو گیا۔

"ٹارگٹ نہیں لگتا یہ تو سر۔"

میجر حارب ایر فون میں بولے۔

"لگتا تو نہیں پھر بھی الرٹ رہو سب۔"

کرنل سر کی نظریں ایک ای ڈی پر نظر آتے نوجوان کی طرف تھیں۔

"آپ ایلف ہیں نا۔"

وہ اسکی طرف متوجہ ہوا۔

"نہیں۔۔۔"

میجر کیٹ سپاٹ لہجے میں بولی۔

"میں ساحر ہوں، ایف بی پہ ملے ہم آپ نے بلایا مجھے۔"

وہ دھیمے لہجے میں بول رہا تھا۔

New Era Magazine

"میرا نام صنم ہے۔"

میجر کیٹ بے تاثر لہجے میں بولیں۔

"مزاق مت کریں، میں دوسرے شہر سے آیا ہوں آپکے لیے۔"

وہ روہانسا ہونے لگا۔

"دیکھیے آپ جا کہ ڈھونڈیں اسے۔"

میجر کیٹ کو کوفت ہونے لگی تھی۔

"ہیلو۔۔۔ایم ایلف آپ یقیناً ساحر ہیں۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"اوہ آپ ایلف ہیں، شکر ہے۔"

لڑکے نے گہرا سانس خارج کیا۔

"میں نے آپکو دیکھا تھا اسلیے پہچان لیا۔"

وہ خوش شکل لڑکی مسکرائی تھی۔

میجر کیٹ نے افسوس سے سر ہلایا۔

"ارد گرد دیکھو تو کوئی تو ہو گا۔"

کرنل سر نے کہا۔

میجر کیٹ نے دھیرے دھیرے ادھر ادھر دیکھا اور برگر کی بائٹ لینے لگی۔

"ویٹ۔۔۔"

New Era Magazine

کرنل سر نے کہا۔

"لیفٹ سائیڈ پر بلیو جینز اور ریڈ ٹی شرٹ میں گاگلز لگائے آدمی پر نظر رکھو۔"

کرنل سر نے کہا۔

سویلین کے روپ میں موجود آرمی فورس کی نظریں اس آدمی پر تھیں۔

وہ خراماں خراماں چلتا میجر کیٹ کے پاس سے گزرنے لگا اور لڑکھڑا کے گرا۔

اس کے سر سے آناً فاناً خون نکل پڑا۔

"میجر بی کیرفل۔"

کرنل سر نے کہا۔

میجر کیٹ اسکی طرف بڑھی، اسکی آنکھیں نیم وا تھیں۔

"ہیلپ پلیز۔"

میجر کیٹ نے کہا تو عام کپڑوں میں ملبوس کیپٹن دوڑے چلے آئے اور ٹیکسی میں ڈالے ہاسپٹل لے جانے لگے۔

تھوڑی دور پہنچے تھے کہ، ٹیکسی ڈرائیور کے ہاتھ پر گولی لگی اور ٹیکسی لڑکھڑا گئی۔

ریڈ شرٹ میں ملبوس آدمی پھرتی سے اٹھا اور میجر کیٹ کے سر پر بندوق تان لی۔

آن کی آن وین وہاں پہنچ آئی۔

"روکو۔"

وہ چلایا۔

کیپٹن نے گاڑی روک دی۔

"نکلو باہر۔"

وہ میجر کیٹ کو گھسیٹتے ہوئے نکلا ہی تھا کہ فورسز نے اسے گھیر لیا۔

وہ گھبرا گیا۔

میجر کیٹ اس پر جھپٹیں اور اسے دبوچ لیا۔

"میجر حارب نے اسے پکڑا اور اسی وین میں ڈال لیا۔

ٹیکسی ڈرائیور کو کیپٹن ہاسپٹل لے گیے۔

"مشن اے سکسیسفل۔"

کرنل سر مسکرائے۔

"مشن بی اینڈ سی از سٹارٹڈ۔"

کرنل سر نے کہا۔

"سر سنائپر نکل گیا۔"

کیپٹن نے افسردگی سے کہا۔

"مشن بی ایران میں دھماکے فیل ہو گیے، ہمارے ایجینٹس کو ایران آرمی کی طرف سے خراج تحسین پیش کیا جائے گا، ملین آف ڈالرز کمپنی کے خلاف یواین او میں مقدمہ دائر کر لیا گیا۔"

کرنل سر میجر ارمان سے مخاطب تھے۔

"سر ان سب کے پیچھے جو ہے وہ اب بھی گرفت سے باہر ہے۔"

New Era Magazine

میجر ارمان نے سنجیدگی سے کہا۔

"وہ آر ورکنگ آن اٹ، ہی از دا پارٹ آف مشن سی۔"

کرنل سر مسکرائے۔

"سر دشمنوں کو تین اکٹھے جھٹکے لگ گیے، ناؤ دے آر نو دا پاور آف پاکستان آرمی۔"

میجر ارمان فخر سے مسکرائے۔

"اس مشکل ترین مشن میں کچھ پرسنل پرابلمز بھی شامل ہو گئے میجر تب ہی اتنا کریٹیکل ہو گیا۔"

کرنل سر ایک کاغذ سافٹ بورڈ پر پن اپ کرنے لگے۔

"اس سب کے پیچھے را اور موساد ہے، اب انہیں بل سے نکالنے کا وقت ہے۔"

کرنل سر نے کہا۔

❤❤❤

"تمہیں ہوش آ گیا۔"

اینجٹ 37 کمرے میں داخل ہوئی۔

"میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں کیٹ۔"

وہ غرایا۔

"آئی ایم رشیکا التنسا۔۔۔۔ایجینٹ 37."

رشی اسکے مقابل کرسی رکھ کے بیٹھ گئی۔

"اوہ تو تم بچ گئی۔"

وہ کوفت سے بولا۔

"مجھ پہ گولی تم نے چلوائی تھی؟"

رشی حیران ہوئی۔

"ہاں کیوں کہ تم امت النسا یعنی کہ کیٹ ہو۔"

وہ جھنجھلا کے بولا۔

"آج بارہ بجے میجر کیٹ یعنی کے تمہاری اور میری بہن کو تمہارے دوست نے اغوا کرنا تھا، جو کہ بد قسمتی سے پاکستان آرمی کے قبضے میں ہے۔"

رشی کرسی سے ٹیک لگاتی ہوئی بولی اور ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا کہ بیٹھ گئی۔

"کیا مطلب۔۔۔تم ہماری بہن کیسے۔۔۔۔؟"

اسے دھچکا لگا۔

"مجھے بھی رات ہی پتہ چلا۔"

رشی مدھم آواز میں بولی۔

"تم میرے بھائی ہو اور میجر کیٹ یعنی کے امت النسا میری بہن۔"

رشی کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"تب ہی تمہیں یہاں لے آئی، ورنہ اب تک تم فورسز کے ہتھے چڑھ چکے ہوتے۔"

رشی بول رہی تھی۔

New Era Magazine

''میں نے ہی تمہارے دوست کو پکڑوایا ہے۔''

رشی نے گہرا سانس خارج کیا۔

''تم غداری کر رہی ہو۔۔۔۔''

وہ ہنستے ہوئے بولا۔

''کیونکہ مجھے میرا بھائی چاہیے۔''

رشی آگے کو ہوئی۔

''جانتی ہو جب یہ بات آفیسرز کو پتہ چلے گئی تمہیں پھانسی ہو جائے گی۔''

وہ ہنسا تھا۔

''منظور ہے۔''

رشی نے اسکے چہرے کو دیکھتے ہوئے ٹیک لگائی۔

''تم میری بہن کیسے ہو، کیسے تمہاری شکل امت النسا سے ملتی ہے۔؟''

اریش نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''میرے اور تم دونوں کے بابا شاہنواز احمد ہیں، میری ماما عشرت ہیں جبکہ تمہاری اور امت النسا کی ماما زیب النسا ہیں۔''

رشی تفصیل سے بولی۔

''بابا ہم سے ملنے کیوں نہیں آئے کبھی۔''۔

وہ نم آنکھوں سے چیخا۔

New Era Magazine

"زیب ماما انہیں بتائے بنا کہیں چلی گئیں تھیں، بابا نے بہت ڈھونڈا پر وہ نہیں ملیں۔"

رشی سنجیدہ لگ رہی تھی۔

"میجر کیپٹ کا نام امت النساء ہے اور تمہارا۔۔۔؟"

رشی نے پوچھا۔

"اریش۔"

وہ اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"اریش تم کیوں ایک دہشتگرد بن گیے؟"

رشی کی آنکھیں بہنے لگیں۔

"تمہیں اس سے کیا مطلب، مجھے ٹریپ کر رہی ہو، میں جانتا ہوں۔"

اریش نے بندھے ہاتھ ہلائے۔

"میں تمہیں ٹریپ نہیں کر رہی۔"

رشی نے یقین دلایا۔

"میرے ہاتھ کھولو پھر۔"

اریش نے ہاتھ ہلائے۔

"پہلے وعدہ کرو تم الٹی سیدھی حرکت نہیں کرو گے۔"

رشی نے ٹیک لگائے کہا۔

"وعدہ۔"

New Era Magazine

اریش نے جھٹ ہاں کی۔

"میں کیسے مان لوں تم وعدے کا مان رکھو گے۔"

رشی اٹھ کے کرسی کے پیچھے چلی آئی۔

"میں کیسے ہقین دلاؤ ں۔"

اریش دو بدو بولا۔ ی

"لو تمہارے یقین اور وعدے پر کھول رہی ہوں۔"

رشی نے اسکے ہاتھ کھول دیے۔

اس نے کھلتے ہی کلائیاں سہلائیں۔

"بھاگنے کی کوشش مت کرنا، پکڑے جاؤ گے۔"

رشی آرام سے کرسی پر آ بیٹھی۔

"تمہیں غداری بہت مہنگی پڑے گی۔"

اریش اٹھ کے گھر کا جائزہ لینے لگا۔

"تم دہشتگرد کیوں بنے۔"

رشی نے دوبارہ پوچھا۔

"تمہیں لگتا ہے میں بتاؤ ں گا۔"

وہ استہزایہ ہنسا۔

"پھر ملیں گے اب مجھے جانا ہو گا۔"

New Era Magazine

وہ موبائل کی بپ بجتے ہی نکل گئی۔

جاتے ہوئے باہر سے تالا لگا گئی۔

❤❤❤

"مما میں بورڈنگ نہیں جاؤں گی۔"

امت النسا بضد ہوئی۔

"ماما کی وش پوری نہیں کرو گی۔"

بھورے بالوں کی حامل زیب النسا اس کی طرف مڑی اور ناراضگی سے گویا ہوئی۔

"مجھے پتہ ہے امت النسا مجھے مایوس نہیں کرے گی۔"

وہ ماں سے بولیں۔

امت النسا سر جھکا گئی۔

دونوں سے بچے بورڈنگ میں بھیجے دیے۔

وہ اپنے دوسرے گھر میں منتقل ہو گئی۔

زندگی کے شب و روز تنہائی کی نذر ہونے لگے۔

"مجھے آپ سے بس ایک ہی شکوہ رہے گا شاہ، آپ نے وعدہ نہیں نبھایا۔"

وہ کھڑکی میں کھڑی دسمبر کی تنہایوں کی آگ میں سلگھنے لگی۔

کہر میں لپٹی سرد یادیں محبت کے جزبات کو سرد نہیں کر پا رہیں تھیں۔

"میں چاہ کر بھی آپ سے نفرت نا کر سکی۔"

کھڑکی سے سر لگائے وہ دھند میں لپٹے آسمان کو دیکھنے لگی۔

''مجھے پتہ ہے شاہ میرے بچے آپ کو ڈھونڈ لیں گے، یا شاید آپ۔''

امید کی ایک ٹوٹتی ڈور کو تھام لیا۔

❤❤❤

''نام بتاؤ اسکا جو تمہارے پیچھے ہے۔''

کرنل سر میجر ارمان اور میجر حارب اسکے سر پر کھڑے تھے۔

''میرے پیچھے کوئی نہیں ہے۔''

وہ چلایا۔

''اوہ رئیلی۔۔۔۔''

میجر حارب نے ابرو اچکائے۔

''تم بھول رہے ہو شاید، ہم پاکستان مار خور زہیں۔''

میجر ارمان ملک نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

''تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔''

وہ ہنسا۔

''کون آئے گا تمہیں بچانے۔''

کرنل سر کرسی پر اسکے مقابل بیٹھ گئے۔

''میجر ارمان زرا اسکی فیملی کی شکل ہی دکھا دو اسکو۔''

New Era Magazine

کرنل سر سرسری سا بولے۔

شیوی کا رنگ فق ہونے لگا۔

"اسکی بیٹی روزانہ صبح یونی جاتی ہے۔"

میجر حارب ہنسے تھے۔

اسکا دل لرزنے لگا تھا۔

"شاید کل نا جا پائے۔"

میجر ارمان نے لقمہ دیا۔

"بے شک ہم دشمنوں کو معاف نہیں کرتے،ہاں بے قصور فیملیز کو چھوڑ دیتے ہیں،کیونکہ ہم ظالم نہیں ہے۔"

کرنل سر سنجیدگی سے بولے تھے۔

"میری فیملی ہے ہی نہیں۔"

وہ سرے سے ہی مقر گیا۔

کرنل صاحب نے قہقہہ لگایا۔

"کیلگری کینیڈا سے روزانہ آٹھ بجے تمہاری بیٹی یونی کے لیے نکلتی ہے،تمہاری بیوی ہاؤس جاب کے لیے۔۔۔۔"

کرنل سر نے کہا تو میجر حارب نے ایل ای ڈی پر پکس شو کیں۔

"میں انہیں جانتا تک نہیں۔"

New Era Magazine

وہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھا۔

"اسے تھوڑے ہاتھ دکھا دو۔"

کرنل سر کمرے سے نکل گئے۔

دروازے پر دستک ہوئی تو عمیر کام چھوڑ کے باہر کی جانب بڑھا۔

دروازہ کھولا تو سامنے حائقہ نداا ور ہدا کھڑیں تھیں۔

"السلام و علیکم تائی امی۔"

عمیر نے سر جھکایا۔

"وعلیکم السلام جیتے رہو۔"

وہ اسکے ساتھ اندر آ گئیں۔

"السلام و علیکم زرینہ۔"

حائقہ خوشدلی سے بولیں۔

"وعلیکم السلام آئیں بیٹھیں۔"

وہ انہیں ہال میں رکھے صوفوں کی جانب لے آئیں۔

عمیر اپنے کمرے میں گم ہو گیا۔

"مبارک ہو بہت بہت مجھے عاصم نے بتایا منہا نے ہاں کر دی ہے۔"

حائقہ خوشگوار لہجے میں بولیں۔

New Era Magazine

"جی۔"

زرینہ بیگم نے خوشدلی سے کہا اور کچن کی جانب چل دیں۔

چائے کے ساتھ لوازمات لیے انکے سامنے رکھے۔

"اتنے تکلف کی کیا ضرورت تھی۔"

حائقہ چائے کا کپ لیتے ہوئے بولیں۔

"میں سوچ رہی تھی، اب جب آئے دونوں تو شادی کر دیتے ہیں انکی۔"

حائقہ نے کہا۔

"یہ بات تو منہا ہی بتا سکتی ہے، میری ابھی بات ہوئی نہیں اس سے۔"

زرینہ نے صاف گوئی سے کام لیا۔

"چلیں ٹھیک ہے۔"

حائقہ نے مسکرانے کی کوشش کی۔

"عمیر کیا کرتا ہے۔؟"

وہ عمیر کے کم گوروپے اور خوش شکل دیکھ کر کچھ سوچنے لگیں تھیں۔

"بزنس سٹارٹ کرنے کا سوچ رہا ہے۔"

زرینہ بیگم نے بتایا۔

"بہت اچھی بات ہے۔"

وہ مسکرائیں۔

دوپہر ان کے ہاں گزارے وہ شام میں واپس آئیں۔

"اللہ تیرا شکر ہے،سب ٹھیک ہو گیا پھر سے۔"

زرینہ بیگم جائے نماز پر بیٹھے اللہ کا شکر ادا کر رہیں تھیں۔

❤❤❤

"کیسا ہے میرا بھائی۔"

وہ اندر آتی مسکرائی۔

"تم فوجی لوگ بڑے مطلبی ہوتے ہو۔"

اریش اسکی بات نظر انداز کرتا ہوا بولا۔

"وہ کیسے۔۔۔۔؟"

وہ کھانا پلیٹ میں نکلنے لگی۔

"تم نے مجھے دیکھا پھر تمہیں پتہ چلا میں تمہارا بھائی ہوں،تمہارے دل میں بھائی کی محبت جاگ گئی۔۔۔۔واؤ۔"

وہ آخر میں طنز کر گیا۔

رشی نے سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھا اور کھلکھلا کے ہنس دی۔

"یونو واٹ اریش۔۔۔۔بے اعتبار لوگوں کے بیچ رہ کہ تم ایسے ہو گئے ہو۔۔۔تمہارا قصور نہیں ہے آئی انڈرسٹینڈ۔"

New Era Magazine

وہ کھانا ٹیبل پہ رکھ کے اس کے مقابل کرسی پر آ بیٹھی۔

”مجھے بے وقوف مت بناؤ۔“

وہ رشی کو گھورتے ہوئے بولا۔

”میں صرف تمہیں بچانا چاہتی ہوں۔“

رشی نے روٹی کا نوالہ توڑ کے سالن کی پلیٹ میں بگھویا اور اسکی طرف دیکھتے ہوئے منہ میں ڈالا۔

”کیوں۔۔۔؟آخر کیوں۔“

وہ چیخا۔

”میں بابا کی غلطی کا ازالہ کرنا چاہتی ہوں۔“

وہ اسکے برعکس نرمی سے بولی۔

”جھوٹ۔۔۔ایموشنل بلیک میلنگ۔“

وہ سر جھٹکتے ہوئے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے اسے گھورنے لگا۔

”کھانا ٹھنڈا ہو جائے گا۔“

رشی جھکے سر کے ساتھ بولی۔

”میں تم پہ اعتبار کروں گا اگر میرا ایک کام کرو تو۔“

وہ اسے کھوجتی نظروں سے دیکھنے لگا۔

”بولو۔۔۔۔“

New Era Magazine

رشی نے سنجیدگی سے کہا۔

"شیوی تک میرا پیغام پہنچادو۔"

وہ بغور اسکے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"وہاں تک جانا ممکن نہیں۔۔۔ارمان مجھے دیکھ لیں گے۔"

رشی نے روٹی توڑتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"ارمان تمہارا شوہر۔۔۔؟"

وہ سوالیہ ہوا۔

"ہاں۔"

رشی نے کہا۔

"سب کی نظر میں رشی پانی میں ڈوب کے مر گئی ہے لیکن میں بچ گئی تھی۔"

رشی نے کہا۔

"تم یہ کام کرو گی تو ہی تم پہ یقین کرونگا۔"

وہ سیدھا ہو کے کھانا کھانے لگا۔

"کوشش کروں گی۔"

رشی نے ہامی بھری۔

"اسے یہ پیج دے دینا تو وہ تمہیں کو ڈبتادے گا۔"

اریش سنجیدہ ہوا۔

New Era Magazine

''دھماکا نا کرنا کوئی، میری وجہ سے کسی جان جائے میں خود کو معاف نہیں کر سکوں گی۔''

رشی نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

وہ شاہنواز کی طرح تھا۔

''غداری کرنی ہے تو پوری کرو۔''

اریش مزے سے بولا۔

''میں جان نہیں لے سکتی کسی کی۔''

رشی صاف گوئی سے بولی۔

''جب دہشتگردوں کو مارتے ہو۔۔۔؟''

وہ تلخ ہوا۔

''وہ اس قابل ہوتے ہیں۔''

رشی بھی تلخ ہوئی۔

''تم غداری نہیں کر سکتی ہو۔''

وہ اسے گھورتے ہوئے بولا۔

''نہیں کر سکتی تھی، اگر بابا کو آپ لوگوں کے لیے تڑپتے نا دیکھا ہوتا۔''

رشی گلوگیر لہجے میں بولی۔

اریش نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔

''لاؤ دو کیا دینا۔''

New Era Magazine

رشی خود کو نارمل کرتے ہوئے بولی۔

اریش نے چپ چاپ وہ سفید کاغذ اسے تھمایا۔

رشی برتن اٹھائے سنک تک لے آئی، برتن دھوئے اور گھر سے نکل گئی۔

اریش نے بند دروازے کو دیکھا۔

❤️❤️

آٹھ سال بعد۔

"ماما میرا دل کرتا ہے ٹیررسٹ بن جاؤں۔"

امت النساء نے کہا۔

زیب نے اسے غور سے دیکھا، وہ سب سے ہٹ کر تھی، بے تاثر، کٹھیلی اور ہر وقت سنجیدگی میں گم۔

"کیوں۔۔۔؟"

زیب نے اپنی حیرانگی کو چھپایا، وہ اکثر ایسی ہی باتیں کرتی تھی۔

"مجھے نفرت ہے اس دنیا سے، جو ہر بار ایک ہی سوال پوچھتی ہے، کون ہے تمہارا باپ۔۔۔؟"

وہ زہر خند لہجے میں بولی۔

"مجھے شدید غصہ آتا ہے، دل کرتا ہے بھون کے رکھ دوں سب کو۔"

وہ شدید مشتعل لگ رہی تھی، چہرہ اب بھی بے تاثر تھا۔

"تم نفرت کی اس آگ کو سہی سمت استعمال کرو پھر۔"

New Era Magazine

زیب نے اسے دیکھا۔

"سہی سمت۔۔۔۔لوگ ہمیں ناجائز کہتے ہیں۔"

اسکا لہجہ بے حد سخت تھا، چہرے پر انتہائی کھٹیلے تاثرات تھے۔

"لوگوں کا کام بولنا ہوتا ہے۔"

زیب کی آواز کسی کھائی سے آرہی تھی جیسے۔

"ہم باہر نکلتے ہیں تو لوگ انتہائی غلط نظروں سے دیکھتے ہیں۔"

وہ پسٹل اٹھائے بولی۔

زیب نے اسکے ہاتھ سے پسٹل لے لیا۔

"تمہیں پہلے بھی منع کیا تھا میں نے۔"

وہ خفا ہوئی۔

"دیکھو امت النسا۔۔۔میرا آخری سہارا تم دونوں ہو۔"

زیب نرمی سے بولی۔

"تم لوگوں نے غلط راستہ چنا تو میری روح کو کبھی سکون نہیں ملے گا۔"

زیب جزباتی ہونے لگی۔

"تم آرمی جوائن کرو گی، میری آخری خواہش سمجھ لو۔"

زیب نے التجا کی۔

امت النسا بے بس دکھائی دینے لگی۔

New Era Magazine

"میرے لیے۔۔۔۔"

زیب کے لہجے میں اپنائیت تھی مان تھا۔

امت النسا انکار نا کر سکی۔

"ڈونٹ کرائے آئی ول۔"

وہ انہیں گلے سے لگاتے ہوئے بولی۔

میٹرک کلیر کیا اور آرمی کے لیے اپلائے کیا۔

آرمی سے ریجیکٹ ہونے کے بعد PML کے زریعے اپلائے کیا اور آرمی کی دنیا میں داخل ہوئی۔

اریش بگڑتے بگڑتے بگڑ گیا، امت النسا سے ہوتے چھوٹے چھوٹے جھگڑے طوالت اختیار کرتے شدید نفرت میں بدل گیے۔

"آئی ہیٹ یو۔۔۔۔"

وہ اکثر کہتا۔

دونوں انتہا کے ضدی اور انا پرست تھے۔

اریش کے شب و روز باہر گزرنے لگے۔

❤❤❤❤

"یہ لو۔۔۔۔"

رشی نے وہی کاغذ اسکی طرف بڑھایا۔

New Era Magazine

"گڈ۔"

وہ کھل کے مسکرایا۔

"اب پوچھو کیا پوچھنا ہے۔"

وہ سیدھا ہوا۔

"ڈ ہشتگرد کیسے بنے۔؟"

رشی اسکے مقابل بیٹھ گئی۔

"بہت لمبی کہانی ہے، اسکی وجہ بھی امت النسا ہے۔"

اریش زہر خند لہجے میں بولا۔

"تم امت النسا سے اتنی نفرت کیوں کرتے ہو، جو اسے مروانے پر تلے ہو۔"

رشی کو حیرت نے آن گھیرا۔

"اس نے ہمیشہ مما کو میری شکایت لگائی، مما مجھ سے ناراض ہو جاتیں تھیں، مجھ سے بات نہیں کرتیں تھیں، مجھے ڈانٹتیں تھیں ہر وقت لیکچر زدیتیں تھیں۔۔۔۔ مجھ میں اور مما میں دوریاں اسکی وجہ سے آئیں۔"

اریش پھٹ پڑا تھا۔

"مما مجھ سے خفا خفا رہتیں تھیں، بابا تھے نہیں مما کا پیار بھی چھین لیا اس نے۔"

بولتے بولتے اسکا لہجہ بھیگ گیا۔

New Era Magazine

"جب بھی مما سے پیسے مانگتا، وہ میری عیاشیاں گنوانے بیٹھ جاتی اور مما مجھے پیسے نہیں دیتی تھیں۔"

وہ بھیگی آنکھوں سے بول رہا تھا۔

رشی لب بھینچے سن رہی تھی۔

"میں باہر کام کرنے لگا، اکیڈمی کے بہانے موبائل ریپیرنگ کی دوکان پر۔۔۔اس آدمی نے مجھے بمب فٹ کرنا سکھائے اور مجھے پیسے ملنے لگے، دھیرے دھیرے میں ان کاموں میں ماہر ہو گیا۔"۔

اس کا لہجہ مدھم ہو گیا۔

"تم نے بہت غلط کیا، پوری فورس جسے ڈھونڈھ رہی ہے، وہ میرا بھائی ہے۔"

رشی نے سر ہاتھوں میں گرا لیا۔

"میں نے تم پر اعتبار کیا ہے رشی، ورنہ آج تک کوئی اریش کے دل تک نہیں پہنچ پایا۔"

اریش کی بھیگی آنکھوں میں مان تھا۔

رشی کے دل کو کچھ ہوا۔

"نہیں ٹوٹے گا تمہارا اعتبار۔"

رشی نے مسکرا کر کہا۔

"کاش امت النسا بھی تمہارے جیسی بہن ہوتی۔"

اریش دکھ سے بولا۔

”مجھے بھائی مل گیا اور تمہیں بہن۔۔۔۔“

رشی مسکرائی۔

”تم نے کبھی بابا کو ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کی۔“

رشی نے اسکے چہرے کی طرف دیکھا۔

”مما نے کبھی کچھ بتایا ہی نہیں۔“

وہ نارمل ہو گیا تھا۔

”تم اس سب سے نکل آؤ۔۔۔۔۔“

رشی نم آنکھوں سے بولی۔

”بابا کے پاس چلے جاؤ، نارمل زندگی جیو، شادی کر لو۔“۔

رشی سنجیدگی سے بولی۔

”ایسا ممکن ہے کیا۔۔۔؟“

وہ سوالیہ ہوا۔

”میں تمہاری شناخت بدلوا دوں گی۔“

رشی نے حل بتایا۔

”تمہارے فنگر پرنٹس پر پیپر لگ جائے گا۔“۔

دوسرا حل بتایا۔

”رشی تمہیں پھانسی ہو جائے گی غداری کے جرم میں۔“ اریش نے کہا۔

New Era Magazine

"تم میری قربانی کو ضائع مت جانے دینا نا۔"

رشی مان سے بولی۔

"کیوں کر رہی ہو یہ سب۔"۔

وہ پھر سے اپنا سوال دہرانے لگا۔

رشی نے گھور کے دیکھا۔

"نا کرو یقین۔۔۔۔بھاڑ میں جاؤ۔"

رشی نے پانی کا گلاس اس کے منہ پر پھینکا۔

"تمہاری حرکتیں بھی کیٹ جیسی ہیں۔"

وہ منہ صاف کرتے ہوئے بولا۔

❤❤❤❤

"آپ کا کام ہو جائے گا، پھر کیا کریں گے۔"

جھیل کنارے کھڑی وہ بغور اسکا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"پھر وہی جو سب کے ساتھ ہوتا ہے۔"

وہ اسکے ہیر بین میں لگے پھول کو دیکھ رہے تھے۔

"ایسا مت کریں۔"

وہ جانے کیوں بول گئی۔

"تم سب جانتے ہوئے بھی۔"

New Era Magazine

مقابل نے افسوس سے سر ہلایا۔

"کیا یہ ممکن نہیں ہے۔۔۔۔"۔

وہ امید کے بجھتے دیے پر افسردہ ہوئی۔

"نہیں۔"

مقابل صاف گوئی سے بولا۔

"وہ آپکی ہر طرح سے مدد کرے گا، اگر اسے چھوڑ دیں تو۔"

وہ التجائیہ ہوئی۔

"تم بھول رہی ہو۔۔۔ایسا نہیں ہوتا۔"

مقابل کو غصہ آنے لگا تھا۔

"ہی از سمارٹ اینڈ انٹیلیجینٹ۔"

وہ مزید بولی۔

"سزائیں معاف بھی تو ہو سکتیں ہیں نا۔"۔

وہ بحث پر اتر آئی۔

"سزائیں خطاؤں کی معاف ہوتیں ہیں، قتلوں کی نہیں۔"

مقابل تلخ ہوا تھا۔

"تمہیں ایموشنل کر رہا ہے وہ۔"

مقابل تیز لہجے میں بولا۔

New Era Magazine

”مجھے ترس آنے لگا ہے اس پہ۔“

وہ اعتراف کر گئی۔

”تمہارے لیے کچھ بھی اہم نہیں ہونا چاہیے، اپنے کام پر دھیان رکھو۔“

وہ تیز لہجے میں بولتا نکل گیا۔

اس نے افسردگی سے جھیل کے بہتے گدلے پانی کو دیکھا۔

”قسمت بھی کبھی کبھی مشکل جگہوں پر لا پٹختی ہے۔“

وہ افسردہ لگ رہی تھی۔

❤❤❤

”مس یو سو مچ ارمان۔“

وہ رات کے سناٹے میں ارمان سے محو گفتگو تھی۔

”چار ماہ دس دن ہو گیے آپ سے بچھڑے۔“

وہ غمگیں ہونے لگی تھی۔

”بہت ٹف جاب ہے پر یقین مانیں اب دل نہیں بھرتا، روز ایک نئی ہمت ایک نیا جزبہ استقبال کرتا ہے۔“

وہ اسکی تصویر سے باتیں کر رہی تھی۔

”آپ کو اس دن کرنل سر کے ساتھ دیکھا، دل کو سکون مل گیا۔“

وہ مسکرائی تھی۔

''آپکی باتیں اور ڈانٹ بہت مس کرتی ہوں۔''

لہجہ گلوگیر ہونے لگا، آنسوؤں کا پھندہ آواز رندھنے لگا تھا۔

''تو تمہارا شوہر تمہاری کمزوری ہے۔''

اریش دبے پیر اسکے ساتھ آبیٹھا۔

رشی چونکی تھی۔

''بہت محبت کرتی ہو اس سے۔''

وہ ارمان کی تصویر لیتے ہوئے بولا۔

''مل لو اس سے ایک بار۔''

اریش نے مشورہ دیا۔

رشی سر جھکائے بیٹھی رہی۔

''رومت پلیز، میں اپنی بہن کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا۔''

اریش نے نرمی سے کہا اسکے آنسو صاف کیے۔

''بہت اچھے ہیں ارمان۔''

رشی مسکرائی۔

چاند کی روشنی میں پلکوں پر ٹھہرے آنسو چمک رہے تھے۔

''رات بہت ہو گئی ہے، سو جاؤ۔''

اریش نے کہا تو دونوں اپنے اپنے کمرے کی جانب بڑھے۔

سر تکیے پر رکھتے اسے بے اختیار ارمان یاد آیا جو لیٹے ہوئے بھی اسے تکتا رہتا تھا۔

"مجھے کیا خبر تھی، مجھے آپ سے اتنی محبت ہو جائے گی۔"

وہ سسکی۔

"آج کیوں اسقدر یاد آ رہے ہیں۔"

وہ بازو آنکھوں پر رکھتی خفا خفا سی سسکنے لگی۔

محبت کی بے قراریاں سسکنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔

بازو آنکھوں پر رکھے وہ کتنی ہی دیر روتی رہی کب نیند نے آ گھیرا اور وہ بے قراری کے آکٹوپس کی گرفت سے نکل کر پر سکون ہو گئی۔

⭘⭘⭘

"تم مجھے کیوں بچا رہی ہو۔"

وہ آج پھر وہ سوال لیے اسکے سامنے تھا۔

"تم پاگل ہو، مجھے بھی کر دو گے۔"

رشی چڑ کے بولی۔

وہ ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں گھسائے اسکے ساتھ آ کھڑا ہوا۔

"اگر دھوکہ دیا تو جان سے مار دوں گا۔"

اریش بے لچک لہجے میں بولا۔

New Era Magazine

"ارمان تمہیں مار دے گا۔"

وہ کھانا بناتے ہوئے ہنسی تھی۔

"پھر مجھے اب ہی مرنے کو چھوڑ دو۔"

اریش سنجیدہ ہوا۔

"مزاق کر رہی ہوں۔"۔

رشی نے اسے بغور دیکھا۔

"میں تمہارا نیو آئی ڈی کارڈ بنوالائی ہوں،اور بیگ میں فنگر پرنٹ پیپر پڑا ہے لگالو۔"

رشی مصروف سی بولی۔

"وجہ۔۔۔۔؟"

وہ پیاز کے اوپر چھریاں چلانے لگا۔

"ہم دو دن تک گھر جائیں گے۔"

رشی خوشی سے بولی۔

"کیوں۔؟"

اریش نے اچنبھے سے دیکھا۔

"بہت سوال کرتے ہو۔"

رشی خفگی سے بولی۔

"بتاؤ بھی۔"۔

New Era Magazine

وہ چھری شیلف پر پھینکتے بولا۔

''کیونکہ میں چاہتی ہوں، تم نارمل زندگی جیو۔''

رشی نے اپنائیت سے کہا۔

''میری زندگی کے فیصلے مما نے بھی نہیں کیے سمجھی۔''۔

وہ خائف لگ رہا تھا۔

''لیکن میں کروں گی۔''

رشی بضد ہوئی۔

''کیوں۔؟''

اریش نے ابرو اچکائے۔

''کیونکہ مجھے بھائی پر رعب جمانے کا پورا حق ہے۔''

وہ پاستہ ڈش میں نکالتے ہوئے بولی۔

اریش ناچاہتے ہوئے اس کے انداز پہ مسکرا دیا۔

''دو مجھے آسان زندگی، میرا کام آسان ہو جائے گا۔''۔

اریش نے طنزاً سوچا۔

''مجھے دولت چاہیے، بے تحاشا دولت، دنیا کا سب سے دولت مند انسان بننے کے لیے، اسکے لیے پاکستان پورا بھی قتل کرنا پڑے میں کروں گا۔''

وہ سوچ رہا تھا۔

New Era Magazine

"ایسے کیوں گھور رہے ہو۔؟"

رشی نے چھوٹا ٹیبل رکھا اس پر پاستے والی ڈش اور دو پلیٹ اور گلاس رکھے اور اسے بلایا۔

وہ مسکراتا ہوا چلا آیا۔

"بابا تمہیں دیکھ کر بہت خوش ہونگے۔"

وہ خوشی سے چہکی۔

اریش کو اس پہ ترس آیا۔

"تم فضول میں غداری کر رہی ہو، اریش کے ارادے بدلنا آسان نہیں ہے۔"

وہ افسوس سے سوچ سکا۔

"بابا کو دیکھے پورے پانچ ماہ ہو گیے ہیں۔"

وہ اداس ہونے لگی تھی۔

"اب دیکھ لینا، امتالنسا بھی آئے گی۔"

اریش نے سرسری سا پوچھا۔

"ہاں۔۔۔بلاؤں گی۔"

رشی نے استفسار کیا۔

"بابا بہت خوش ہونگے، انہیں سکون مل جائے گا اور انکو سکون میں دیکھ کر مجھے بھی۔"

رشی مسکرا رہی تھی۔

"کاش امت النسا بھی تمہاری طرح ہوتی۔"

New Era Magazine

اریش دکھ سے بولا۔

"تم دونوں اتنے کرخت کیوں ہو۔؟"

رشی نے اسے دیکھ کر پوچھا۔

"بابا کی کمی اور زمانے کی باتوں نے ہمیں کرخت بنا دیا۔"

وہ لب بھینچے بولا۔

"امت النساشروع سے ہی ریزرو قسم کی ہے، نا اسکی کوئی دوست تھی نا وہ کسی سے بات کرتی تھی۔"

اریش بتا رہا تھا۔

رشی کو افسوس نے آگھیرا۔

"کاش تم لوگ پہلے ہمیں مل جاتے۔"

رشی اداس ہو گئی۔

"ہم مل کر کھیلتے شرارتیں کرتے۔"

رشی ہنستی ہوئی بولی۔

"جب میں رشی سے پہلی بار ملی تھی، مجھے سائیکو لگی تھی۔"

رشی نے پانی گلاس میں انڈیلتے ہوئے کہا۔

اریش ہنس دیا۔

"مجھے پتہ ہے، اچھی خاصی لڑائی تھی، تم دونوں کی۔"

New Era Magazine

اریش کھاتے ہوئے بولا۔

"تمہیں کیسے پتا۔؟"

رشی تحیر سے بولی۔

"میں کیٹ کی حرکتوں سے باخبر رہتا ہوں۔"

وہ ہنسا تھا۔

"اس سے باخبر بھی رہتے ہو،اور نفرت بھی کرتے ہو۔۔۔؟"

رشی کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے بولی۔

"نفرت تو ازلی ہے،اور باخبر اسلیے رہتا ہوں،کب اسے نیچا دکھا سکوں۔"

اریش نفرت سے بولا۔

"اس نفرت کو ختم کردو پلیز۔"

رشی نے اسکے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔

"نہیں کر سکتا۔"

اریش نے نرمی سے اسکا ہاتھ ہٹایا۔

"مرد کا ظرف بہت بڑا ہوتا ہے۔"

رشی نے اسے دیکھا۔

"ٹھیک ہے کوشش کروں گا۔"

اریش نے گویا جان چھڑائی۔

New Era Magazine

"ایک کپ چائے ملے گی۔"

اریش نے سوالیہ انداز میں دیکھا۔

"ٹھیک ہے۔"

رشی مسکراتے ہوئے اٹھی۔

چائے کے دو بھاپ اڑاتے کپ لیے وہ اسی ٹیبل پر آ بیٹھی۔

خاموشی سے چائے پی کر وہ گھر سے نکل گئی۔

❤❤❤

"آپ سے کچھ بات کرنی ہے،اس ایڈریس پر پہنچ جائیں۔"

میجر کیٹ کو میسیج ملا۔

میجر کیٹ نے اچنبھے سے میسیج دیکھا۔

"کیوں۔۔۔؟"

میجر کیٹ نے ریپلائے کیا۔

"اگر اپنے بابا کو دیکھنا چاہتی ہو تو آجاؤ۔"

ٹیکسٹ ملا تو وہ حیرت سے دوچند ہو گئی۔

"میری اتنی انفارمیشن ہے اسکے پاس تو چل کے دیکھنا چاہیے۔"

میجر کیٹ نے موبائل ٹیبل پر رکھا اور تیاری کرنے لگی۔

❤❤❤

New Era Magazine

"سر ہم بلکل ٹھیک جا رہے ہیں۔"

میجر ارمان نے کہا۔

"یہ مشن بہت ہی ٹیڑھا نکلا۔"

میجر ارمان نے آفس پر نظر دوڑائی۔

شروع سے اب تک کا ہر لمحہ اسکے ذہن میں چلنے لگا۔

"وہ ضرور کچھ نا کچھ کرے گا۔"

میجر حارب نے اسکی لوکیشن دیکھی۔

"آپ مجھے بتا سکتے تھے، میری بیوی زندہ ہے۔"

میجر ارمان خفگی سے بولے۔

"آرڈرز نہیں تھے۔"

میجر حارب نے صفائی دی۔

"بہت کٹھن لمحے تھے وہ۔"

میجر ارمان نے سکرین سے نظریں ہٹائیں۔

"ایم سوری میجر۔"

میجر حارب شرمندہ لگ رہے تھے۔

وہ جنگل کے بیچ و بیچ سیکرٹ آفس میں مشن کے بیک پر تھے۔

"اِٹس اوکے یار۔"

New Era Magazine

میجر ارمان مسکرائے۔

''اس مشن کے بعد انہیں کیپٹن کا عہدہ مل جائے گا۔''

میجر حارب نے رخ موڑ کے مصروف سے میجر ارمان کو دیکھا۔

''انہیں میجر بننے کا بہت شوق ہے، جتنی محنت اور لگن سے کام کر رہیں ان شااللہ بن جائیں گی۔''

میجر ارمان پر خلوص لہجے میں بولے۔

''کرنل سر اس بات سے خفا ہوتے ہیں، وہ آپ کی کمزوری بن رہی ہیں۔''

میجر حارب نے سکرین پر رینگتے نقطوں کو دیکھا۔

''جن سے محبت ہو جائے حارب وہ کمزوری بن ہی جاتے ہیں۔''

میجر ارمان نے اعتراف کیا۔

''آپ واقعی ان سے اتنی محبت کرتے ہیں۔''

میجر حارب کی آنکھیں تحیر سے پھیلیں۔

''بہت۔''

میجر ارمان نم آنکھوں سے بولے۔

''شادی کے کچھ ہی دنوں بعد ہم نے آرمی جوائن کر لی تھی، بہت کم وقت گزارا ہے ساتھ۔''

میجر ارمان نے تیسرے نقطے کو پہلے دونوں نقطوں کے قریب پہنچتے دیکھا۔

''میجر کیٹ جا رہی ہیں۔''

New Era Magazine

میجر حارب نے سبز رنگ نقطے کو دیکھا۔

سکرین پر لوکیشن میپ کھلا ہوا تھا، جس پر تین شخصیات کی لوکیشن ٹریس ہو رہی تھی۔

”مشن کا پلان بی انہوں نے ہی سرانجام دیا۔“

میجر حارب نے میپ کو مزید زوم کیا۔

”مجھے امید نہیں تھی، مشن اس نوعیت پر چلا جائے گا۔“

ارمان پریشان ہوا تھا۔

”مطلب۔“

میجر حارب نے سوالیہ انداز میں انکی طرف دیکھا۔

”مشن کی کامیابی پر بھی رشی کا نقصان ہو گا۔“

وہ دکھی ہو گئے۔

”میجر حارب خاموش ہو گئے۔

❤❤❤

”کب تک خوشخبری سنا رہے ہو۔“

مائکروفون میں گھمبیر آواز گونجی۔

”بہت جلد۔۔۔ سیٹل ہونے کی دیر ہے۔“

وہ سنجیدگی سے بولا۔

”تم بندے بھیجنے شروع کرو۔“

اس نے کہا۔

"پاکستانی فورس بہت شاطر زرا سنبھل کر۔"

دوسری جانب سے تنبیہہ کی گئی۔

"ٹھیک ہے، پیمنٹ بھیجو۔۔۔کام شروع ہو جائے گا۔"

اس نے صاف گوئی سے کام لیا۔

"ٹھیک ہے۔"

دوری جانب سے کال منقطع ہو گئی۔

"جلد ہی میرا کام شروع ہو جائے گا، رشی تم نے مجھے آسانی دے دی۔"

وہ ہنسا تھا۔

❤❤❤

دونوں نے پیکنگ کی اور نکل گیے۔

"تمہیں یقین ہے بابا مجھے اپنالیں گے۔"

اریش نے اسکی نقاب سے جھلکتی آنکھوں کو دیکھا۔

"دھتکارنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

رشی پر یقین لہجے میں بولی۔

"دیکھ لو۔"

اریش پر یقین نہیں تھا۔

رشی نے ایک نظر اس پر ڈالی۔

❤❤❤

میجر کیٹ وہاں پہنچی تو ایک محلہ تھا۔

مطلوبہ گھر تک پہنچی۔

اندر آجاؤ۔"

میسج ملا تو وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھتی اندر چلی گئی۔

دو کمروں پر مشتمل چھوٹا سا گھر، جس کے آگے بر آمدے بنے ہوئے تھے، ایک جانب کچن اور

دوسری جانب واش روم اور ساتھ گیٹ تھا۔

وہ شش و پنج میں مبتلا تھی۔

جب سامنے سے رشی چلتی ہوئی نکلی۔

میجر کیٹ کے بھنویں تن گئیں۔

"تم نے مجھے بلایا۔؟"

میجر کیٹ مشتعل ہوئی۔

"جی۔"

رشی سینے پر ہاتھ باندھے اسکے پاس چلی آئی۔

"کہاں ہیں میرے بابا۔؟"

میجر کیٹ نے اسکے عقب میں دیکھا۔

New Era Magazine

اریش چلتا ہوا آ رہا تھا۔

میجر کیٹ کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"کیسی ہو امت النسا۔"

وہ جیبوں میں ہاتھ گھسائے اسکے پاس آیا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔؟"

میجر کیٹ نے سوالیہ انداز میں اسکی طرف دیکھا۔

"رشی لے کر آئی ہے۔"

اریش نے لاعلمی سے شانے اچکائے۔

"آجاؤ۔"

رشی مڑ گئی۔

اریش نے گہری نظروں سے امت النسا کو دیکھا۔

نفرت کا ابال سا اٹھنے لگا۔

میجر کیٹ عرف امت النسا نے رشی کی تقلید میں قدم اٹھائے۔

بیڈ پر عشرت اور شاہنواز نا سمجھی سے رشی کو دیکھ رہے تھے، جو انہیں کچھ بتا نہیں رہی تھی۔

"بابا۔۔۔"

رشی نے شاہنواز کو پکارا جو میجر کیٹ کو یک ٹک آنکھیں پھیلائے دیکھ رہے تھے۔

"یہ امت النسا ہے اور یہ اریش ہے۔"

New Era Magazine

رشی نے انہیں بتایا۔

شاہنواز نے بھرائی آنکھوں سے دونوں کو دیکھا۔

"میرے بچے۔"

وہ والہانہ انداز میں انکی طرف بڑھے۔

"رکیے۔"

میجر کیٹ سختی سے بولی۔

"بابا۔"

اریش آگے بڑھ کے انکے گلے لگ گیا۔

"میرا بچہ۔"

وہ اسے چومتے ہوئے رو رہے تھے۔

عشرت بیگم تحیر سے سارے منظر کو دیکھ رہیں تھیں۔

"مجھے معاف کر دو بیٹا۔"

وہ امت النسا کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولے۔

"میں کیسے مان لوں یہ میرے بابا ہیں۔"

میجر کیٹ کا رخ رشی کی جانب ہوا۔

"امت النسا تمہیں یقین دلانے کو ماما نہیں آئیں گی۔"

اریش نرمی سے بولا۔

New Era Magazine

''آپ بیٹھیے بابا، اسکا دماغ الٹا ہے۔''

اریش نے شاہنواز کو بیڈ پہ بٹھایا۔

''میں نے زیب کو بہت ڈھونڈا، وہ مجھے نہیں ملی۔''

وہ امت النسا اور اریش سے مخاطب تھے۔

''مجھے آپ سے کوئی گلہ نہیں بابا، ہر کام کا وقت طے ہوتا ہے۔''

وہ ان کے ہاتھ چومتے ہوئے بولا۔

''کیوں چھوڑا تھا میری مما کو۔''

میجر کیٹ سختی سے بولتی انکی طرف بڑھی۔

''چھوڑا نہیں تھا بیٹا، بس پہنچنے میں تاخیر ہوگئی۔''

وہ سر جھکائے روتے ہوئے بولے۔

''میں کبھی آپ کو معاف نہیں کروں گی، میری مما کی زندگی برباد کی ہے آپ نے۔''

وہ بھیگی آنکھوں سے پھٹ پڑی تھی۔

''امت النسا۔''

اریش نے جھڑکا۔

''یو جسٹ شٹ یور ماؤ تھ۔''

میجر کیٹ شعلہ بار آنکھوں سے اریش کو گھورتی غرائی۔

''میرے سامنے ٹسوے بہا کر آپ مجھے موم نہیں کر سکتے۔''

New Era Magazine

اسکا رخ شاہنواز کی جانب تھا۔

"تم آرام سے بھی بات کر سکتی ہو۔"

رشی نے سنجیدگی سے ٹوکا۔

"آرام سے۔۔۔۔۔کیا واقعی یہ اس قابل ہیں۔"

میجر کیٹ پھنکاری۔

شاہنواز جھکے سر سے ہچکیاں لے رہے تھے۔

"رشی یہ سب کیا ہے۔؟"

عشرت بولیں۔

"بعد میں سمجھا دوں گی۔"

رشی نرمی سے بولی۔

"آپ کے شوہر نے میری مما کے ساتھ ناجائز تعلقات بنائے، شادی کا جھانسا دے کر غائب ہو گئے۔"

میجر کیٹ زہر اگل رہی تھی۔

"میری مما کو بدکردار بنا دیا، جب ساتھ دینے کا وقت تھا، بھاگ نکلے، اب کہانیاں گھڑ رہے ہیں۔"

وہ بھڑک کے بولی۔

"بکواس بند کرو۔"

New Era Magazine

اریش نے اسے تھپڑ دے مارا۔

"اریش۔"

رشی نے اسے پیچھے کھینچا۔

"ہاؤ ڈیر یو۔"

میجر کیٹ اسپہ جھپٹ پڑی۔

شاہنواز اور عشرت حیرت سے گنگ انہیں گتھم گتھا دیکھ رہے تھے۔

"اریش چھوڑو۔۔۔۔"

رشی دونوں کے بیچ آئی۔

"پاگل ہو تم، بہن پر کوئی ہاتھ اٹھاتا ہے۔"

رشی نے اریش کو پیچھے دھکیلا۔

"کب سے بکواس سن رہا ہوں اسکی۔"

اریش مشتعل ہو رہا تھا۔

"وہ غصے میں ہے۔"

رشی نے اریش کو جھڑکا۔

میجر کیٹ تن فن کرتی نکل گئی۔

"تم سے اس سب کی امید نہیں تھی۔"

رشی نے افسوس سے دیکھا۔

New Era Magazine

میجر کیٹ جا چکیں تھیں۔

”ہم منالیں گے اسے بابا۔“

رشی انکے پاس بیٹھی۔

”جو میں ساری زندگی نا کر پایا، میری بیٹی نے کر دیا۔“

وہ رشی کو سینے سے لگائے رو دیے

”میں آپ کو دکھی نہیں دیکھ سکتی۔“

وہ ان سے لپٹتے ہوئے محبت سے بولی۔

”شاہنواز۔۔۔یہ سب کیا ہے۔؟“

عشرت کا رخ شاہنواز کی طرف تھا۔

”عشرت۔۔۔۔۔زیب میری پہلی محبت تھی، اور میری غلطی کہ میں اس محبت کا مان نہیں رکھ پایا۔“۔

شاہنواز گلوگیر لہجے میں بول رہے تھے۔

اریش لب سیے انہیں سن رہا تھا۔

اریش اب آپکے پاس رہے گا بابا۔“

رشی نے خوشخبری سنائی، گو کہ اداسی نے ڈیرے آن جمائے تھے۔

وہ اٹھ کے باہر نکل گئی۔

New Era Magazine

میرے بابا اس سے اٹیچ ہو جائیں گے، یہ آپ اچھا نہیں کر رہے۔"

وہ تمس سے بولی۔

"تم ایک ایجنیٹ ہو، مت بھولا کرو۔"

کر خنگی سے بولتے وہ نکل گئے۔

رشی سر تھام کے رہ گئی۔

"بہت بڑی غلطی کر دی حقیقت سے پردہ اٹھا کر۔"

وہ لوہے کی جالی کو زور سے پکڑے بولی۔

"بابا کو کبھی حقیقت پتہ نا چلے۔"

وہ اداسی سے بولی۔

❤❤❤❤

"ہاں۔۔۔کیا بات ہے۔"

وہ ناگواری سے کال ریسیو کرتے ہوئے بولا۔

"تم حملے کرواؤ گے یا نہیں۔"

دوسری جانب سے زرا مشتعل ہو کر کہا گیا۔

"ایک ہی دن میں ہر جگہ دھماکے ہونگے، آرمی پولیس کچھ بھی نہیں کر سکے گی۔"

وہ اپنا پلان بتانے لگا۔

"ایران کی طرح ہوا تو ایک پیسہ نہیں ملے گا تمہیں۔"

وارننگ دی گئی۔

"جس دن بمب فٹ کروں گا، تم آجانا پاکستان۔۔۔۔اپنی آنکھوں سے خون کی ہولی دیکھ لینا۔"

اریش چمکتی آنکھوں سے بولا۔

"پاک آرمی ہماری تاک میں ہوتی ہے۔"

دوری طرف زرا مدھم لہجے میں کہا گیا۔

"بے وقوف آرمی ہے،ان ہی کی ایجینٹ کو بے وقوف بنا کر یہاں تک پہنچ گیا ہوں۔"

اریش قہقہہ لگا کر ہنسا۔

"دھیان سے اگر یہ انکی پلیننگ ہوئی تو بہت برے پھنسو گے۔،بلکہ جان سے جاؤ گے۔"

دوسری طرف سے بولا گیا۔

"تم را کے ایجنٹ ہو کے اتنے ڈرپوک ہو۔"

اریش نے سر جھٹک کے کہا۔

"جب آرمی کے ہاتھ لگے پھر بتاؤں گا۔"

وہ ناگواری سے بولتا کال کاٹ گیا۔

اریش نے سب کو اپنے کانٹیکٹ میں کیا اور چبیس تاریخ فائنل بتا دی۔

وہ بمب بنانے لگا۔

New Era Magazine

لاہور کے ہر گیٹ پر بمب نصب کرنا تھا۔

"رشی تم نے بھروسہ کرکے اچھا نہیں کیا، میں نے کبھی امت النسا کو بہن نہیں مانا، تو تمہیں کیا مانوں گا۔"

وہ استہزایہ ہنسا۔

❤❤❤

"میجر کیٹ آپ ایک بار بابا سے مل لیں پلیز۔"

رشی اسکے سامنے آتے ہوئے بولی۔

"کیوں۔۔۔؟"

میجر کیٹ سختی سے بے تاثر چہرہ لیے اسکی طرف بڑھی۔

"کیونکہ وہ آپ کے لیے بہت غمگیں رہنے لگے ہیں۔"

رشی نرمی سے بولی۔

"جو غم میری ماں نے جھیلے۔۔۔ان کا حساب کون دے گا۔"

وہ حلق کے بل چلائی۔

"میرے خیال میں یہ بابا اور زیب مما کا معاملہ۔۔۔ تمہیں مما کی سزا بابا کو نہیں دینی چاہیے۔"

رشی نارمل لہجے میں بولی۔

''ہم نے لوگوں کی باتیں سنی ہیں، انکی نظروں کے تیز دھار نشتر سہے ہیں، تم تو آرام سے نارمل زندگی جیتی آئی ہو تب ہی لیکچر جھاڑ رہی ہو۔''

وہ کر ختگی سے بولتی رخ موڑ گئی۔

''اب تو تم باباکا ساتھ رہ کر نارمل زندگی جی سکتی ہو نا، اور اگر تم لوگ سکون میں نہیں رہے تو بابا بھی ساری عمر تم لوگوں کے لے ترسے ہیں۔''

رشی اسکے سامنے آتے ہوئے بولی۔

''تمہارے پاس وہ سب ہے جو تم نے چاہا۔''

کیٹ مدھم لہجے میں بولی۔

''مجھے بابا کی ضرورت تھی تب بابا تمہارے پاس تھے، مجھے ارمان سے محبت ہوئی اسے بھی تم نے چھین لیا۔''

میجر کیٹ آہستگی سے بولی۔

رشی کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔

''تم ارمان سے۔۔۔۔''

رشی سر تھام کے رہ گئی۔

''میری زندگی میں آنے والے ہر مرد کو تم نے چھینا ہے۔''

میجر کیٹ کی ہوٹل میں کہی گئی بات کی بازگشت سنائی دی۔

''میں نے ارمان سے محبت نہیں کی تھی، انہوں نے پہلے مجھ سے محبت کی تھی امت النسا۔''

وہ صفائی دینے لگی۔

"نہیں محبت تو چھوڑ دو اب۔"

میجر کیٹ خود غرضی سے بولی۔

"اب کیسے ممکن ہے۔"

رشی بے چارگی سے بولی۔

"تو پھر بھول جاؤ میں کبھی بابا کے پاس جاؤں گی۔"

میجر کیٹ وہاں سے چلی گئی۔

"اف رشتوں کو جوڑتے میں کہاں پھنس گئی ہوں۔"۔وہ بے بسی سے بولی۔

"امت النساارمان سے محبت کرتی ہے۔"

اسکا دل ڈوب کے ابھرا تھا۔

"میں ارمان کو اس کے لیے چھوڑ پاؤں گی کیا۔؟"

دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے کے مسلا ہو۔

وہ بھیگی آنکھوں سے اٹھ گئی۔

❤❤❤

وہ اس وقت سکرین پر چلنے والے مناظر دیکھ رہے تھے۔

"پلان سی از اباؤٹ ٹو کمپلیٹ۔۔۔۔"

کرنل سرپر سوچ انداز میں بولے۔

New Era Magazine

”دستے تیار کرو۔“

میجر حارب سے مخاطب ہوئے۔

”یس سر۔“

وہ سیلوٹ کرتے کمرے سے نکل گئے۔

”میجر ارمان ملک۔۔۔آپ کی محنت اس مشن کو کامیابی کے مراحل پر لے آئی ہے، ہمیں کتنا جانی نقصان ہو سکتا ہے، علم نہیں۔“

وہ چند لمحوں کے لیے رکے۔

”لیکن کامیابی ہر حال میں ہمارے مقدر میں ہونی چاہیے۔“

کرنل سر سنجیدگی سے بولے۔

”ان شااللہ سر۔“

میجر ارمان پر یقین لہجے میں بولے۔

”کل وہ دن ہے جب دشمن ہماری گرفت میں ہونگے۔“

میجر ارمان جزبے سے سرشار سوچ سکا۔

”ہم کل مشن پر نکل رہے ہیں منہا، دعا کرنا ہمیں کامیابی نصیب ہو، اور شہادت بھی۔“

عاصم جزبے سے سرشار بول رہا تھا۔

منہا کے دل کو کچھ ہوا۔

New Era Magazine

"اگر کامیابی سے لوٹے تو، شادی کر لوں گا، ورنہ میرے انتظار مت کرنا پھر۔"

وہ سر جھکائے بول رہا تھا۔

منہا نے ایک گہری نظر اسکے جھکے چہرے پر ڈالی۔

"انشااللہ آپ کامیاب ہی لوٹیں گے۔"

وہ آہستگی سے بولی۔

"منہا۔"

عاصم نے محبت سے پکارا۔

منہا نے نظریں اٹھا کے اسے دیکھا۔

"کیا تم نے مُجھے معاف کر دیا۔"

انداز سوالیہ تھا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے۔"

منہا نے ہاتھ سینے پر باندھے الٹا سوال داغا۔

"کبھی کبھی لگتا ہے کر دیا ہے، جب تمہارا الیاد یا انداز دیکھتا ہوں تو الجھ جاتا ہوں۔"

عاصم نے صاف گوئی سے کہا۔

منہا ہنس دی۔

"کامیاب لوٹے تو بتا دوں گی۔"

وہ سکارف ٹھیک کرتی جانے کے لیے اٹھی۔

New Era Magazine

''اگر نا لوٹا تو۔''

عاصم نے اٹھتے ہوئے بولا۔

''تو معاف کر دوں گی۔''

وہ تپا دینے والے مسکراہٹ سے بولی۔

''مطلب معافی کے لیے شہادت پانی ہو گی۔''

عاصم بالوں مں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔

''سودا برا نہیں ہے۔''

وہ ہنسا۔

منہا جا چکی تھی۔

❤❤❤

چھبیس تاریخ کی صبح روشن ہوئی۔

میجر ارمان تیاری کر رہا تھا۔

چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی۔

قسمت نے اسے دکھ بھری نظروں سے دیکھا، وہ آج لٹنے جا رہا تھا، سب سے قیمتی چیز کھونے جا رہا تھا۔

لیکن ان فوجیوں کو پرواہ نہیں ہوتی کسی قیمتی شے کے کھو دینے کی، وہ دل جو دکھاہے نا بہت پہلے اپنے وجود سے جدا کر دیتے ہیں، اس دل کی جگہ سنگ رکھ لیتے ہیں، جنہیں احساس ہوتا ہے اور تکلیف محسوس کرنا ہوتی ہے پر ظاہر نہیں کرنا ہوتی۔

وہ تیاری مکمل کیے ایئر پیس کان میں اڑسے کوارٹر سے نکلا۔

"سر ایم آن دا وے"

وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا بیس تک آیا۔

جہاں فوجی دستہ تیار کھڑا تھا۔

دستے کو ہدایات دیے وہ سولہ نوجوانوں کو لیے سر پر کفن باندھے چٹان جیسے ہمت اور حوصلے سے نکلے۔

پوری فورس لاہور شہر میں پھیل گئی تھی۔

❤❤❤

"تم آرہے ہو یا نہیں۔"

اریش نے را ایجینٹ کو کال کی۔

"آرہا ہوں لائیو ٹیلی کاسٹ جو دیکھنی ہے، اسکے بعد میری پرموشن کنفرم جو ہے۔"

اینجٹ مزے سے بولا۔

"بمب گرانے لازمی ہیں، تم ویسے بھی اپنا کام کر سکتے ہو۔" اریش نے مشورہ دیا۔

"پاک آرمی کی چار آنکھیں ہیں، اپنی عوام میں مصروف ہو گی تب ہی سیکرٹس چرا سکیں گے۔"

New Era Magazine

وہ بے دھیانی میں سب بول گیا۔

اریش استہزایہ ہنسا اور فون بند کر دیا۔

اریش نے سکرین پر لاہور کے سارے گیٹس کی فوٹیج آن کی۔

"سب نارمل ہے، ابھی پاکستان میں بُھم ہو گا اور ماتم بچھ جائے گا۔"

وہ شیطانیت سے ہنسا۔

"انہی لوگوں نے زندگی اجیرن کی تھی، ناجائز کہا تھا۔"

وہ کر ختگی سے انگلیاں مسلتے بولا۔

"بھون کے رکھ دوں گا، عزت کے ان نام نہادوں کو۔"

وہ خود ہی بڑبڑا رہا تھا۔

"ہاں دس بجے تک میرے اوکے کرنے پر سب نے ایک ہی وقت میں ٹائم سیٹ کرنا ہے۔"

وہ فون سب کے ایرپیں ڈیوائسز سے کنیکٹ کرتے ہوئے بولا۔

ساڑھے نو تک ایجنٹ اسکے پاس تھا۔

"ہم ریڈی ہیں، ساڑھے دس تک ہیڈ آفس خالی ہو گا، حملہ بول دینا۔"۔ را ایجنٹ نے کسی کو ہدایت دیں اور فون رکھ کے سکرین دیکھنے لگا۔

"باہر کی سیکورٹی ٹائیٹ ہے نا۔"

ایجنٹ نے پوچھا۔

اریش نے سارے کیمرے آن کر کے دیکھے۔

New Era Magazine

چھوٹے سے گھر میں تیس چالیس کے قریب آدمی ہتھیاروں سے لیس کھڑے تھے۔

"ہیلو رشی۔۔۔ کم ہیر۔۔۔ تمہیں کچھ دکھانا ہے۔"

اریش نے کال کی اور ایڈریس سینٹ کیا۔

"ہواز شی۔"

را ایجنٹ نے ناگواری سے پوچھا۔

"پاک آرمی کی غدار آفیسر۔"

اریش نفرت سے بولا۔

"اوہ آئی سی۔"

ایجنٹ کے لب مسکراہٹ میں ڈھلتے ڈھلتے سکڑ گیے۔

"آر یو کریزی۔۔۔۔پاک آرمی کے آفیسر کبھی غدار نہیں ہوتے۔"

وہ اسکی طرف مڑ کے پریشانی سے بولا۔

"ہوتے ہیں، ابھی دیکھ لینا۔"

اریش مسکراتے ہوئے بولا۔

پندرہ منٹ میں رشی اسکے پاس پہنچ گئی۔

"اسے اندر آنے دو۔"

کیمرے سے رشی کو دیکھتے اریش نے گارڈ نما آدمی کو کہا۔

اس نے رشی کو اندر آنے دیا۔

New Era Magazine

"کیا ہے۔"

رشی سنجیدگی سے بولی۔

"یہ دیکھو۔۔۔پاکستان کا تاریخی شہر اڑنے والا ہے۔"

اریش استہزایہ ہنسا۔

"تم نے غداری کر کے اچھا نہیں کیا اریش۔"

رشی اسے گریبان سے پکڑ کے پھنکاری۔

"تم نے بھی تو کی ہے اور مجھے پیسے سے پیار ہے اس ملک کے لوگوں سے نہیں۔" وہ خود کو چھڑاتا ہوا غرایا۔

"تمہیں اتنی تکلیف کیوں ہو رہی ہے۔"

وہ اسکی طرف بڑھا۔

"میجر ارمان آر یو ریڈی۔"

ہیڈ آفس میں میجرز اور کرنلز بیٹھے ہوئے تھے۔

"یس سر۔"

میجر ارمان کی مضبوط آواز گونجی۔

"اوکے ایوری ون ریڈی،ان کے ٹائم سیٹ کرنے سے پہلے بمب اٹھانے ہونگے۔"

New Era Magazine

میجر زہدایات دے رہے تھے۔

”سر لیفٹیننٹ رشی اندر جا رہی ہیں۔“

ارمان حیرت سے بولا۔

”رک جاؤ ابھی۔“

کرنل سر نے کہا۔

”لیفٹیننٹ رشی کی ڈیوائس کنیکٹ کریں۔

”ہم پاکستانی کبھی اپنے ملک سے غداری نہیں کرتے۔“

رشی غرائی تھی۔

”میجر ارمان اٹیک۔“

کرنل سر نے کہا تو میجر ارمان آگے بڑھے اور وہ چھوٹا سا گھر گولیوں سے گونج اٹھا۔

”تم نے مجھے دھوکا دیا۔“

وہ رشی پر جھپٹا۔

رشی ایک ٹرینڈ آفیسر تھی۔

دونوں سے جھگڑ رہی تھی۔

”میجر ارمان گو ان۔۔۔۔راستے میں کوئی بھی نہیں ہے۔“

میجر نے ہدایت دی۔

میجر ارمان سیدھا کمرے تک جا پہنچا۔

New Era Magazine

وہاں بہت کم آدمی تھے۔

جنہیں جلد ہی ٹھکانے لگا دیا گیا۔

”سٹاپ۔“

میجر ارمان نے فائر کیا۔

اریش نے گن رشی کی کنپٹی پر رکھ دی۔

میجر ارمان نے ایجنٹ کو گرفت میں لے لیا۔

”میں اسے اڑا دوں گا۔“

اریش شعلہ بار لہجے میں بولا۔

”میجر بینک NOC لاکر نمبر 54.“

رشی نے کہا۔

باہر سے گولیوں کی آواز آنے لگی۔

”تم بچ نہیں سکو گے۔“

میجر ارمان آگے بڑھنے لگا۔

”تمہاری محبوب بیوی بھی نہیں بچ سکے گی۔“

اریش نے رشی کو جھنجھوڑا۔

رشی نے آنکھیں بند کیں۔

”تو اب چھوڑ دو ارمان کو۔“

میجر کیٹ کی باز گشت سنائی دی۔

وہ اس کمرے میں فائر نہیں کر سکتے تھے، وہاں گرنیڈز اور بارود پڑا تھا۔

رشی نے پھرتی سے اسکی ٹانگ میں ٹانگ اڑکائی اور گرادیا۔ اریش نے گرتے ہوئے ارمان کی طرف دو فائر کیے لیفٹیننٹ رشی بھاگ کے ارمان کے آگے آگئ، فائر اسکے دل کو چیرتے نکل گئے۔

''اوہ نو۔''

سکرین پر دیکھتے آفیسرز نے افسردگی سے دیکھا۔

میجر ارمان نے اسے جادبوچا۔

کیپٹنز نے رشی کو خون میں لت پت اٹھایا اور گاڑی کی طرف بھاگے۔

ارمان اسے دبوچ چکا تھا۔

''سر سارے بمبرز ہمارے قبضے میں ہیں۔''

میجر حارب کی آواز ابھری۔

''گڈ۔''

میجر ارمان باہر نکلا تو گولیوں کی تڑتڑاہٹ نے بھاگنے پر مجبور کردیا۔

''میجر ہری اپ نکلو وہاں سے۔''

کرنل سر نے کہا۔

مقابلہ زوروں پر تھا۔

New Era Magazine

اچانک دھماکہ ہوا اور آرمی آفیسر زہوا میں اڑتے زمین پر جا گرے۔

حملہ آورں میں زیادہ تعداد ہندستانیوں کی تھی۔

زخمی نوجوانوں کو گاڑی میں ڈالے ہاسپٹل پہنچایا۔

"سر کیا ہم جیت گیے۔"

میجر ارمان کے چہرے پر دھیویں کی کالک تھی۔

"ہاں ہم جیت گیے، پورا انڈین نیٹ ورک ہمارے قبضے میں ہے۔"۔

کرنل صاحب بولے۔

ارمان سر جھکا گیا۔

"بی بریو۔"

کرنل سر نے تھپکی دی اور پریس کانفرنس کے لیے چلے گیے۔

ارمان ڈھے سا گیا۔

❤❤❤

خاکی وردیوں میں ملبوس فوجی اپنے مخصوص انداز میں محلے میں داخل ہوئے۔

چار فوجیوں کے کندھوں پر دھرا تابوت سبز حلالی پرچم میں لپٹا ہوا تھا۔

گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے محلے والے اپنے گھروں سے نکل آئے۔

شاہنواز صاحب باہر نکلے۔

میجر ارمان نے تابوت کندھے سے اتار کران کے آگے رکھ دیا۔

وہ آنکھیں بند کیے نفی میں سر ہلانے لگے۔

میجر کیٹ نے انہیں آگے بڑھ کے گلے لگا لیا۔

سفید داڑھی آنسوؤں سے تر تھی۔

میجر ارمان ضبط کی آخری حدوں پر تھے۔

اپنے ہاتھوں سے رشی کا یونیفارم عشرت بیگم کو تھمایا۔

ہر آنکھ اشکبار تھی۔

میجر ارمان کی آنکھیں بہہ نکلیں۔

سب اسکی ہمت اور حوصلے کو داد دے رہے تھے۔

کچھ لمحوں بعد جنازہ پڑھایا گیا، جس میں کثیر تعداد میں فوجی شامل تھے۔

عشرت بیگم سنبھالے نا سنبھل رہیں تھیں۔

میجر کیٹ ان کے گلے لگ کے پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

اسے رشی کا آخری بھیجا جانے والا خط موصول اسکی شہادت کے بعد موصول ہوا تھا۔

گھر میں خاموش ماتم چل رہا تھا۔

میجر ارمان نے اسے اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا۔

آنسو گر گر کر مٹی میں جزب ہو رہے تھے۔

"تم جیسے گدھے کو آرمی میں میجر کا رینک کس نے دے دیا۔"

رشی کی بازگشت اسے کمزور کر رہی تھی۔

New Era Magazine

قبر میں اتارنے کے بعد سبز حلالی پرچم اسکی قبر پر گاڑھ دیا گیا۔

میجر ارمان کا ضبط ٹوٹ گیا۔

وہ قبر پر سر گرائے پھوٹ پھوٹ کے رویا۔

"میجر۔"

میجر حارب آگے بڑھنے لگے تھے جب کرنل سر نے بہتی آنکھوں سے روک لیا اور واپسی کے لیے قدم بڑھا لیے۔

"میں نے چار ماہ دس دن کی دوری کے ہر لمحے کی ازیت کے بعد تمہاری قربت کی خواہش کی تھی، جو میری آتیتوں کے بوجھ کو کم کر دیتی تھی۔"

وہ خاموش لبوں سے شکوہ کناں تھا۔

"میں کس کا منتظر رہوں گا اب۔"

ہچکیوں نے سسکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"میری متاع حیات تھی تم۔"

وہ قبر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔

"میں خفا ہوں تم سے، ملے بغیر، باتیں شکوے کیے بغیر مجھے دائمی انتظار کی سولی پر لٹکائے تم بے وفا ہو گئی۔"

میجر ارمان کے چٹانوں کے سے حوصلے ٹوٹے تو وہ چاروں شانے چت ہو گیا۔

"مجھے یقین تھا تم لوٹ آؤ گی، تم نے میرا یقین توڑ دیا۔"

وہ واقعی خفا لگ رہا تھا۔

"تم بے وفا ہو رشی۔"

وہ سر دوبارہ قبر پر گرائے بلکنے لگا۔

جن سے محبت ہو جائے، ان کا یوں چلے جانا، محب کو ہر پل کند چھری سے اندر سے اس طرح چیرتا ہے کہ چیخ چیخ کر تکلف عیاں کرنے کو دل چاہتا ہے۔

"محبت فرض ہے تم پر۔
وفا کا قرض ہے تم پر۔"

وہ آہستگی سے بڑبڑایا تھا۔

گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا، ہاتھ بے بسی سے گود میں دھرے، تو کبھی قبر کی مٹی کو چھوتے، وجیہہ چہرے پر کھو دینے کا دکھ تکلیف ازیت اور شدید کرب جھلک رہا تھا۔

"صبر کرو بیٹا۔"

شاہنواز نے اسکے کندھے پر ہاتھ دھرا۔

"صبر کیسے کرلوں ابو، ابھی تو زندگی شروع بھی نہیں کی تھی ہم نے۔"

وہ ان کے کندھے پر سر رکھ گیا۔

"مرد روتے اچھے نہیں لگتے، تم تو پھر ایک میجر ہو۔"

New Era Magazine

انہوں نے سینے سے لگائے تسلی دی۔

ارمان کے آنسو تھمنے لگے۔

''اریش پتہ نہیں کہاں رہ گیا ہے،بہن کے جنازے پر بھی نہیں آیا۔''

شاہنواز اسے قبرستان سے لیے نکل رہے تھے،جب افسردگی سے بڑبڑائے۔

میجر ارمان کے قدم لڑکھڑانے لگے۔

زبان تالو سے جا لگی تھی۔

اسے بے اختیار وہ دن یاد آیا۔

''سر میرے بابا کو کبھی پتہ نا چلے اریش ایک ٹیررسٹ تھا۔''

رشی کی پریشان سی آواز ایرپیس سے اسکی سماعت سے ٹکرائی تھی۔

''بینک NOC کے لاکر نمبر 54 میں کیا ہے۔''

ارمان کو رشی کا بتایا گیا لاکر یاد آیا۔

گھر پہنچے تو عشرت بیگم کوثر کے گلے لگ کے رو رہیں تھیں۔

ارمان نے دونوں کو گلے لگایا۔

''اس کے لیے دعا کیجیے بس۔''

وہ بھیگے لہجے میں بولا۔

وہ دونوں کو ساتھ لگائے بہتی آنکھوں سے چپ ہو گیا۔

وہ بے حس زمانے کی ریت،مہمان کھانا کھا کے رخصت ہو گئے۔

New Era Magazine

گھر میں صرف وہی رہ گئے تھے۔

”مجھے کل یہ خط موصول ہوا تھا۔“

شاہنواز نے رشی کا بھیجا گیا خط ارمان کو تھمایا۔

”السلام و علیکم بابا جان۔۔

امید ہے آپ خیریت سے ہونگے، میں نے آپ کے لیے امت النسا کو منانے کی کوشش کی ہے

بابا جان وہ مان گئی ہے، کل آپ سے ملنے ضرور آئے گی میرا آپ سے وعدہ ہے۔

بابا جان اگر میں نا رہوں تو امت النسا کی شادی ارمان سے کر دیجیے گا، مجھے امید ہے ارمان مان

جائے گا۔

اپنا خیال رکھیے گا اور امی جان کا بھی۔

آپکی بیٹی۔

رشیکا التنسا۔

امت النسا کا سر جھک گیا۔

”رشی تم نے میرے لیے۔۔۔۔۔۔۔“

دو آنسو لڑھک کے اسکے رخسار بھگو گئے۔

ارمان نے بہتی آنکھوں سے خط واپس تھمایا اور باہر چلا گیا۔

اسکا رخ این او سی بینک کی جانب تھا۔

New Era Magazine

''لاکر نمبر 54 دیکھنا ہے۔''

ارمان جیبوں میں ہاتھ ڈالے سنجیدگی سے بولا۔

''میجر ارمان ملک۔''

مینجر نے تصدیق چاہی۔

ارمان نے اثبات میں سر ہلایا۔

منجیر لاکر کھولے ایک طرف ہو گیا۔

دراز میں ایک خط پڑا تھا۔

ارمان نے دھڑکتے دل کے ساتھ خط پکڑا اور لاکر بند کے بینک سے نکل آیا۔

اسکارخ پارک کی جانب تھا۔

بنچ پر بیٹھے اسنے خط کھولا۔

''السلام و علیکم جان من۔

مجھے یقین ہے آپ یہ خط ضرور پڑھیں گے، چار ماہ نو دن ہو گیے آپ کو دیکھے ہوئے، ان چاہ ماہ میں آپ ہر پل ہر لمحہ یاد آئے، مجھے افسوس بھی ہوا کیوں آرمی جوائن کی پر اب دل میں ایک انوکھی خواہش پنپنے لگی ہے، آپ سے زیادہ اس ملک سے محبت ہو گئی ہے اسلیے شہادت کی خواہش شدت اختیار کرنے لگی۔

New Era Magazine

لیکن شہادت سے قبل آپ کو دیکھنے کی شدت سے خواہش ہے، ارمان مجھے آج آپ سے کچھ کہنا ہے اور آپ کو قسم ہے آپ میری بات کا مان رکھیں گے۔

میجر کیٹ عرف امت النسا میری بہن ہے اور آپ سے بے تحاشا محبت کرتی ہے، یہ بات صرف وہ جانتی ہے یا میں۔۔۔۔میری شہادت کے بعد آپ اسے ضرور اپنائیں گے، صرف میرے لیے۔

یہ میری خواہش بھی ہے اور آپ پر حکم بھی۔۔۔۔۔۔

چار ماہ نو دن کے اس طویل مدت انتظار کے بعد میں آپ سے اپنی خواہش کا بھرم رکھے جانے کی امید رکھتی ہوں ارمان۔۔۔۔

اور مجھے آپ سے محبت نہیں، عشق ہو گیا ہے پر کیا کروں وطن کی محبت آپ پر سبقت لے گئی ہے۔

مجھے امید ہے اور امید بھرا یقین ہے آپ مجھے دکھی نہیں کریں گے، اسے میری آخری خواہش سمجھ لیں۔"

آپ کی اور صرف آپکی

رشی۔

خط پڑھتے ارمان کی آنکھیں بھیگ چکیں تھیں۔

"دو خطوں میں ایک ہی بات کیوں لکھی اس نے، کیوں ایک ہی بات پر زور دیا ہے۔"

وہ الجھ کر بڑبڑایا۔

''میں تمہاری بات کا مان رکھوں گا لیکن ابھی دل مطمئن نہیں ہے رشو۔''

وہ ضبط سے بولا۔

پورا شہر اداسی کی تصویر بن گیا تھا۔

❤❤❤

میجر کیٹ اور ارمان دونوں چھٹیوں پر تھے۔

رشی کی قل خانی ہوئی اور شاہنواز نے کوثر سے امت النسا کی بات کی۔

''یہ تو ارمان ہی بتائے گا بھائی صاحب۔''

کوثر خاتون نے سر جھکا لیا۔

''رشی تم کتنی اچھی تھی، میں ہی تمہیں پہچان نا سکی۔''

میجر کیٹ بہتی آنکھوں سے سیڑھیاں چڑھ گئی۔

جینز کی جیب سے وہ طے شدہ خط نکالا جو اسے بھی کل ہی موصول ہوا تھا۔

''السلام و علیکم۔

امید ہے آپ خیریت سے ہو نگی۔ آپ نے ارمان کو چھوڑ دینے کی شرط رکھی تھی، میں نے مان لی ہے وہ شرط۔۔۔۔۔ میرے جیتے جی تو شاید یہ ممکن نا ہوتا۔۔۔۔ کیونکہ ارمان میری محبت نہیں عشق ہیں، لیکن آپ کے لیے میں اپنا عشق قربان کرتی ہوں۔۔۔۔۔ زندگی نے

New Era Magazine

آپ سے خوشیاں چھینی ہے تو میں آپی جھولی میں اپنا ارمان ڈالتی ہوں۔۔۔۔۔۔آپ کا بھی زندگی پر خوشیوں پر پورا حق ہے، کل چھبیس تاریخ ہے اریش رانیٹ ورک کے ساتھ معاہدے میں ہے، وہ لاہور پر حملہ کریں گے اور اسکے بعد ہیڈ آفس پر تاکہ کچھ معمولات لے کر حساس رازوں تک پہنچ سکیں۔۔۔۔۔لیکن میں ایسا نہیں ہونے دوں گی، کل میری بھی آخری خواہش پوری ہو جائے گی اور آپکو بھی ارمان مل جائے گا۔۔۔مجھ سے خفامت ہونا۔۔۔۔جو دو مرد قسمت نے آپ سے چھین کر میری جھولی میں ڈالے تھے نا میں آپ کو دونوں لوٹا رہی ہوں۔

آپکی بہن

رشیکاالتنسا۔

میجر کیٹ منہ پر ہاتھ رکھے پھر سے رونے لگی۔

"ایم سوری رشی۔۔۔۔میں نے اس دن غصے میں بول دیا تھا۔"

وہ خود کو مجرم سمجھ رہی تھی۔

بے تاثر سخت چہرہ بے بس دکھائی دے رہا تھا۔

"امت النسا۔"

میجر ارمان نے پکارا۔

میجر کیٹ پلٹی۔

"آپ بھی اس کے لیے رو رہی ہیں نا جسکے لیے میں رو رہا ہوں۔"

میجر ارمان سر جھکائے بہتی آنکھوں سے بولا۔

میجر کیٹ چپ رہیں۔

"وہ تھی ہی ایسی کے اسکے لیے رویا جائے۔"

میجر ارمان اسکی شرارتیں یاد کرتے ہوئے بولے۔

"جاتے ہوئے بھی صرف دوسروں کا سوچا۔"۔

میجر ارمان نے اسکی طرف دیکھا۔

میجر کیٹ کا سر جھکا ہوا تھا۔

"رات گہری ہو رہی ہے جا کے سو جائیں۔"

ارمان اٹھتے ہوئے بولا۔

میجر کیٹ نے گردن موڑ کر دیکھا وہ سیڑھیاں اتر رہا تھا۔

❤❤❤

عاصم اور منہا لوٹے تو جلد ہی انکی شادی رکھ دی گئی۔

ایک ہفتے میں وہ رشتہ ازدواج میں بندھ گئے۔

"کیا ہوا افسردہ کیوں ہو۔"

عاصم نے اسکے اترے چہرے کو دیکھا۔

"رشی ہر چیز میں مجھ سے سبقت لے گئی۔"

وہ افسردگی سے بولی۔

عاصم اسکی اداسی محسوس کر چکا تھا۔

New Era Magazine

"وہ ہمارا فخر ہیں۔"

عاصم نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ دھرا۔

"اداس مت ہو۔۔۔۔آنٹی پریشان ہو جائیں گی۔"۔

عاصم بولا تو اسنے سر ہلایا اور اسکے ساتھ باہر نکل آئی۔

❤❤❤

رشی کے چہلم کے بعد ارمان نے سادگی سے امت النسا کے ساتھ نکاح کر لیا۔

"میں نے رشی کی خواہش کا مان رکھا ہے، ابھی دل سے کچھ بھی قبول نہیں کر پا رہا میں۔"

ارمان سر جھکائے بول رہا تھا۔

"میں سمجھ سکتی ہوں میجر۔"۔

امت النسا سر جھکائے بولی۔

"امید ہے ہمارا ساتھ اچھا گزرے گا۔"۔

ارمان نے کہا اور اٹھ کر واش روم میں چلا گیا۔

میجر کیٹ نے گہری سانس لی اور بیڈ سے اتر کر دیوار گیر تصویر کے قریب آ گئی۔

"تم نے اچھا نہیں کیا رشی۔"

آنسو آنکھوں سے گرنے لگے۔

"میں احساس شرمندگی کے بوجھ تلے دب گئی ہوں۔"

وہ سر جھکائے رو رہی تھی۔

New Era Magazine

"آپ ٹھیک ہیں میجر۔" ارمان نے حیرت سے دیکھا۔

وہ چینج کر کے آچکا تھا۔

میجر کیٹ نے اثبات میں سر ہلایا اور واش روم کی طرف بڑھ گئی۔

ارمان اسکی جگہ پر آ کھڑا ہوا۔

"کاش تم اتنی جلدی بے وفا نا ہوتی۔"

دکھ سے بولتا وہ ہاتھ سینے پر باندھے اسکی تصویر کو تکنے لگا۔

(ختم شد۔)

سیزن ٹو ول بی کمنگ سون۔۔۔۔ میجر کیٹ اینڈ میجر ارمان اونلی۔

نوٹ

محبت فرض ہے تم پہ کیا پڑھنے کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظرِ ثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہو اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تاکہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ (نیو ایرا میگزین)